امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب برالوالدین کی تحقیق وتخریج اور ترجمہ وشرح

عظمتِ والدین

اور

خدمتِ والدین

أمير المؤمنين في الحديث

ابو عبد الله محمد بن اسمعيل البخاري

ترجمہ: حافظ ابوسفیان عباس میر محمدی

شرح: اُمّ عبد منیب

تخریج: ابو محمد عبد اللہ اختر

نظر ثانی: ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن



مکتبہ افکارِ اسلامی

امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب برالوالدین کی تحقیق وتخریج اور ترجمہ وشرح

عظمتِ والدین

اور

خدمتِ والدین

مؤلف

امیر المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ

حافظ ابوسفیان عباس میر محمدی

شرح

اُمّ عبد منیب حفظہا اللہ

تخریج

ابو محمد عبداللہ اختر

نظر ثانی

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مکتبہ افکارِ اسلامی

نام کتاب	:	عظمتِ والدین اور خدمتِ والدین
مؤلف	:	امیر المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ
مترجم	:	حافظ ابوسفیان میر محمدی
شرح	:	اُمّ عبد منیب
تخریج	:	ابو محمد عبداللہ اختر
نظر ثانی	:	ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
ضخامت	:	۱۷۶ صفحات
اشاعت اوّل	:	مارچ ۲۰۱۶ء
ناشر	:	مکتبہ افکار اسلامی

مطبع

ثوبان نعمان پرنٹنگ پریس، لاہور

0300-8661763

انتساب

ترجمے کے لیے اس منتخب کردہ کتاب کا انتساب ہم اپنے والدین کے نام کرتے ہیں جنھوں نے ہماری دینی پرورش کی اور جن کی دعاؤں سے ہم آج خوش نصیبی والی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وَلِلّٰہ الحمد

فہرست مضامین

- پیش لفظ 9
- امام بخاری رحمہ اللہ کا تعارف 11
- والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ 14
- والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی فضیلت 25
- مشرک والدین کا حق 42
- حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون؟ 48
- والدین کی خدمت اور جہاد فی سبیل اللہ 56
- والدین کی مرضی کے بغیر جہاد نہ کرنے کا حکم 58
- صلہ رحمی رزق میں فراخی کا ذریعہ 61
- والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے رزق اور عمر میں اضافہ 65
- والدین کی بددُعا رد نہیں ہوتی 66
- والدین کے نافرمان کے اعمال کی عدمِ قبولیت 70
- والد کے احسانات کا بدلہ 72
- والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے 75

- والدین کی موجودگی کے باوجود جنت حاصل نہ کرسکا 78
- ناک خاک آلود ہو جائے! 80
- بیٹے کا اپنے والد کو خوش کرنے پر اجر و ثواب 86
- والد کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا 87
- صلہ رحمی اور جنت 93
- قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا 96
- صلہ رحمی کے فوائد 98
- قطع رحمی کا نقصان 99
- تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے 100
- حقیقی صلہ رحمی کیا ہے؟ 102
- صلہ رحمی کی فضیلت 103
- رحمت سے محرومی 104
- جنت سے محرومی 105
- قطع رحمی بمقابلہ صلہ رحمی 106
- خدمت والدین کی فکر 107
- علم و ادب سیکھیں 109
- والدین پر غصے نہ ہوں 111
- غصے پر قابو پانے والا بہادر 113
- والدین کا دل دکھانے کی ممانعت 114
- والدین کو سلام کہنا 115

- والدین سے بدلہ لینا جائز نہیں 116
- والدین سے محبت کا اظہار کرنا 118
- والدین کی غیبت کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے 120
- والدین پر ترس کھانا بہت بڑی نیکی ہے 121
- والدین کے ساتھ حسنِ اخلاق کی فضیلت 123
- والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑا فتنہ ہے 125
- مشرق کی طرف سے فتنے کا ظہور 127
- حق والوں کے حقوق دنیا میں ہی ادا کردو اور والدین کی نافرمانی سے بچو 128
- فتنوں سے متعلق تفسیر قرآن کا ظہور 131
- گھروں کے فتنے 132
- گھروں کا اتحاد و اتفاق اور خیر و برکات 135
- فتنوں سے متعلق احادیث 137
- قطع رحمی کرنے والے کو جلد سزا ملتی ہے 139
- صلہ رحمی کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد 141
- حقیقی صلہ رحمی 142
- ظالم رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی 143
- زمانۂ جاہلیت میں صلہ رحمی کرنے والا 146
- والدین کے رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا زیادہ ثواب ہے 148
- جو رشتے کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا 150
- صلہ رحمی کرنا انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے 152

- صلہ رحمی کرنا ایک عادل حکمران کا وصف ہے 155
- صدقے کی ابتدا اپنے آپ سے کرو 157
- قطع رحمی کرنے والا گناہ گار 159
- اہل ایمان سے دوستی اور غیروں سے قطع تعلقی و براءت کا اظہار کرنا 162
- سب سے زیادہ نقصان والا فتنہ 164
- مصادر و مراجع 166

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم . اما بعد

وہ انسان سعادت مند ہے جسے دینِ اسلام کی خدمت کا موقع میسر آ جائے اور رب تعالیٰ اسے اپنے دین کے لیے استعمال کر لے اور یہ توفیقِ الٰہی سے ہی ہو سکتا ہے ورنہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے آپ کو عقل مند خیال کرتے ہیں لیکن انھیں اس کام کی توفیق نہیں ملتی۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔'' ❶ اور مزید فرمایا: ''اللہ عزوجل اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اسے یاد کیا اور آگے پہنچایا۔'' ❷ انھی احادیث کے پیش نظر ہماری بھی دلی تمنا تھی کہ اللہ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کر لے جو اس کے دین کی اشاعت میں سرشار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہمیں توفیق بخشی اور ہم بھی اس معمولی سی کوشش میں لگے رہے اور آج آپ کے ہاتھوں میں یہ عمدہ کتاب موجود ہے۔ وللہ الحمد

اس کتاب پر جو ہماری کاوش ہے اسے ہم مختصراً تحریر کرتے ہیں:

① متون واسانید کی تصحیح۔

② احادیث وروایات کی تخریج وتحقیق۔

③ عربی عبارات پر اعراب۔

④ سلیس اُردو ترجمہ

---

❶ صحیح البخاری : ٧١ .

❷ سنن ابی داوٗد : ٣٦٦٠۔ صحیح .

۵ عنوان بندی

آخر میں، میں اپنے مخلص اور قابل احترام بھائی ابو محمد عبداللہ اختر حفظہ اللہ کا ذکر خیر نہ کروں تو ناسپاسی ہوگی۔ کیوں کہ انھی کی ترغیب پر میں نے کتاب ہذا کا ترجمہ کیا۔

ترجمہ کے لیے جس نسخہ کو مدنظر رکھا گیا ہے وہ ''مکتبہ الامام البخاری سعودی عرب'' کا شائع کردہ ہے جو کہ ۱۴۳۵ھ کو طبع ہوا تھا نیز ہم نے اس کے مخطوط اوراق بھی کتاب کے آخر میں لگا دیے ہیں۔

کتاب کی عمدہ اور جامع شرح محترمہ اُمّ عبدمنیب حفظہا اللہ نے تحریر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور انھیں صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا کرے تاکہ ان کی علمی کاوشوں سے قارئین مستفید ہوتے رہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مختصر تعارف اور تخریج کا کام محترم ابو محمد عبداللہ اختر حفظہ اللہ نے سرانجام دیا ہے۔ کتاب کی نظر ثانی محترم ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن حفظہ اللہ نے کی ہے، بعض اہم نکات کا اضافہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ انھیں بھی جزائے خیر عطا کریں۔

قارئین کرام اس کتاب میں دورانِ مطالعہ کوئی غلطی پائیں تو ہمیں ضرور مطلع کریں، تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جا سکے۔

آخر میں میری دعا ہے اللہ عزوجل اسے میرے لیے، میرے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے اجر کا باعث بنائے اور جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی قسم کی مدد فرمائی ہے انھیں جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ کتاب لوگوں کے لیے ہدایت کا سبب بن جائے۔ آمین

حافظ ابوسفیان عباس میر محمدی

(۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ / ۲۲ دسمبر 2015ء)

امام بخاری رحمہ اللہ کا تعارف

نام ونسب:

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی بخاری۔

بردزبہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی زراعت پیشہ ہے چونکہ یہ کھیتی باڑی کرتے تھے۔اس لیے بردزبہ کے نام سے مشہور ہوئے۔امام بخاری کے جد اعلیٰ بردزبہ اپنے آبائی مذہب مجوس پر تھے، ابراہیم کے والد مغیرہ یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔اس زمانہ کے دستور کے مطابق جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا وہ اسی کے قبیلے کی طرف منسوب ہوتا تھا اس بنا پر آپ جعفی کہلائے۔

ولادت:

آپ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ بمطابق ۲۱ جولائی ۸۱۰م کو جمعہ کے دن بخارا شہر میں پیدا ہوئے۔

شیوخ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے بے شمار مشائخ سے کسبِ فیض کیا وہ خود فرماتے ہیں:

”میں نے ایک ہزار اَسّی شیوخ سے احادیث لکھی ہیں اور وہ سب کے سب محدث تھے۔“

جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

ابراہیم بن منذر، امام ابوعاصم النبیل، سلیمان بن حرب، امام احمد بن حنبل، امام یوسف فریابی، امام حمیدی، عبداللہ بن یزید، حیوۃ بن شریح، اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ وغیرھم.

تلامذہ:

امام بخاری ؒ کے تلامذہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں، جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

ابوزرعہ رازی، ابوحاتم رازی، ابوبکر بن ابی عاصم، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، محمد بن نصر مروزی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، امام مسلم، ابوبکر بن اسحاق بن خزیمہ، حسین بن اسماعیل المحاملی ؒ وغیرھم.

تعلیم وتربیت:

آپ کے والد (اسماعیل) کی وفات کے وقت آپ صغیر السن تھے۔ اس وجہ سے امام بخاری کی پرورش ان کی والدہ نے کی۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو خود آپ کے دل میں حفظِ حدیث اور تحصیلِ فنونِ اسلامیہ کا شوق پیدا ہوگیا۔ محمد بن ابی حاتم وراق کہتے ہیں: میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ کے دل میں جس وقت احادیث کا شوق دیا گیا آپ کی عمر اس وقت کیا تھی؟ آپ نے فرمایا: "عشر سنین او اقل" دس برس یا دس سے بھی کم۔ اسی سن سے آپ محدثین کے حلقۂ درس میں شامل ہونے لگے۔

امام بخاری ؒ نے علومِ اسلامیہ کی طلب کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ مثلاً بصرہ، کوفہ، مدینہ، مکہ، مصر، خراسان وغیرہ کے شہروں کے شیوخ سے علم حاصل کیا۔

تالیفات امام بخاری:

امام بخاری ؒ نے متعدد تالیفات چھوڑیں جن کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی وہ جو دستیاب ہیں اور دوسری وہ جن کا ذکر مؤرخین نے کیا ہے۔

دستیاب کتب:

(١) الجامع الصحیح (٢) الادب المفرد (٣) جزء رفع الیدین (٤) جزء القراءۃ (٥) کتاب الضعفاء (٦) خلق افعال العباد (٧) التاریخ الکبیر (٨) التاریخ الاوسط (٩) التاریخ الصغیر (١٠) بر الوالدین (جواس

وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے)

مؤرخین کی ذکر کردہ کتب:

(۱) الجامع الکبیر (۲) المسند الکبیر (۳) التفسیر الکبیر (٤) کتاب الاشربة (۵) کتاب الوحدان (٦) کتاب اسامی الصحابہ (۷) کتاب المبسوط وغیرہ۔

وفات:

آپ نے ۳۰ رمضان المبارک ۲۵٦ بمطابق ۳۱ اگست ۸۷۰ عید الفطر کی رات بوقت نماز عشاء ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور عید کے روز ہی بعد از نماز ظہر بستی خرتنگ میں دفن ہوئے جو سمرقند سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

ابو محمد عبداللہ اختر

تقدیم

والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ

والدین کا لفظ والدہ اور والد دونوں کے لیے جامع ہے۔ یہ عربی قواعد کی رو سے تثنیہ کا صیغہ ہے۔ والد کا لغوی مطلب ہے جننے والا اور والدہ کا مطلب ہے جننے والی۔ گو عربی زبان میں ماں اور باپ کے لیے دوسرے الفاظ بھی مستعمل ہیں: جیسے ام اور اب، لیکن ان ناموں میں دیگر رشتہ داروں کا اشتراک بھی ہے۔ ام کا مطلب ہے: جڑ، اصل، خیمے کے درمیان والے ستون کا اوپر اٹھا ہوا حصہ جس کے ساتھ طنابیں باندھ کر خیمے کو چاروں طرف سے کسا جاتا ہے۔ ہر وہ شے جس میں تمام اشیاء ملائی جائیں۔ ام کی جمع امہات ہے۔

ام کا لفظ والدہ کے ساتھ ساتھ درج ذیل خواتین پر بھی بولا جاتا ہے:

- نانی، پرنانی اور اوپر تک تمام نانیاں سوتیلی ہوں یا سگی۔
- دادی، پردادی اور اوپر تک تمام دادیاں سوتیلی ہوں یا سگی۔
- سوتیلی ماں، باپ کی منکوحہ۔
- خالہ، سگی ہو یا سوتیلی، دادا دادی اور نانا نانی کی خالہ۔
- پھوپھی، سگی ہو یا سوتیلی نیز دادا دادی اور نانا نانی وغیرہ کی پھوپھی۔
- رضاعی ماں، رضاعی باپ کی منکوحہ اور رضاعی نانیاں دادیاں، پھوپھیاں اور خالائیں بھی ام لفظ کے لیے جامع ہیں کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ نسب کی وجہ سے حرام ہے وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہے۔''[1]
- ام ہر اس خاتون کو کہہ سکتے ہیں جو ماں یا نانی دادی وغیرہ کی عمر کے برابر ہوں نیز کسی بزرگ خاتون کو عزت دینے کے لیے بھی ماں کہا جا سکتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نسباً تو نہیں لیکن شرعاً تمام مسلمانوں کی مائیں

[1] صحیح مسلم: ١٤٤٧.

ہیں اور ان کا احترام نسبی ماؤں سے بھی زیادہ ہے۔

اب کی جمع آباء ہے۔ اب، آباء یا باپ بھی ایک جامع لفظ ہے جس میں درج ذیل تین قسم کے لوگ شامل ہیں:

- باپ، سگا ہو یا سوتیلا، چچا، تایا، سگے ہوں یا سوتیلے۔
- دادا، پردادا اور اوپر تک کے تمام اجداد دادا، پردادا کے بھائی بھی۔
- نانا، پرنانا اور اوپر تک کے تمام نانے۔
- سوتیلے دادے اور نانے اوپر تک۔
- ماموں سوتیلے ہوں یا سگے ان کے لیے بھی یہ لفظ بولا جا سکتا ہے۔
- رضاعی نانے اور دادے چاہے سگے ہوں یا سوتیلے۔

یاد رہے کہ ہر بزرگ اور ماں باپ کی عمر کے انسانوں کو ام (ماں) اور اب (باپ) کہا جا سکتا ہے لیکن والد اور والدہ صرف وہی ہیں جنھوں نے جنم دیا ہے کوئی دوسرا شخص اس شرف اور خاصیت میں ان کے ساتھ نہ شرعاً شامل ہو سکتا ہے، نہ حقیقتاً اور نہ ہی اسماً اُسے والد یا والدہ کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ ام ایمن کو "امی بعد امی" [1] کہا کرتے تھے لیکن آپ نے یہ نہیں کہا: وَالِدَتِي بَعْدَ وَالِدَتِي۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد جس رشتے کو مقدم رکھا وہ والدین ہیں۔ والدین کے حقوق ادا کرنے، ان سے حسنِ سلوک کرنے اور ان کا شکر گزار رہنے اور ان کے لیے رحمت کی دعا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے خصوصی تاکید کی، فرمایا:

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝١٤ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي

[1] شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الضعيفة (۷۰۵۹) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل و تخریج وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔ (مترجم)

الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَّ اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ (لقمٰن: ١٤، ١٥)

''ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کر، تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے، جس کا تجھے علم نہ ہو تو تُو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمھارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے میں تمھیں خبردار کروں گا۔''

سورۃ الاحقاف میں فرمایا:

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (الاحقاف: ١٥)

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا، اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کا ہوا تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے، اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے آپ خوش ہو جائیں اور میری اولاد کو بھی صالح بنا دیجیے، میں

آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرۃ : ٢١٥)

”اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ کو اس کا علم ہے۔“

اور فرمایا:

﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ﴾ (البقرۃ : ٨٣)

”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔“

غور کیجیے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد والدین کا ذکر کیا۔

- ☆ والدین کے متعلق وصیت کی یعنی خیر خواہی پر مشتمل حکم دیا۔
- ☆ والدین کی فرماں برداری کی حد بھی بتادی کہ شرک و کفر میں ان کی فرماں برداری نہیں کی جائے گی۔
- ☆ والدین کا شکر گزار بننے کی تاکید کی۔
- ☆ والدین کے لیے دعا کی تاکید کی۔
- ☆ والدین پر خرچ کرنے کو تمام رشتوں پر مقدم رکھا۔

☆ والدہ بچے کی ولادت اور پرورش میں جو تکلیف برداشت کرتی ہے اس کا ذکر کیا۔

☆ فرماں بردار اولاد کا ذکر کیا جو والدین کے لیے دعا کرتی، شکر کی توفیق طلب کرتی اور اپنی اولاد کو بھی صالح دیکھنے کی دعا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی روح کو اس دنیا میں بھیجنے کا فیصلہ کرتا ہے تو باپ اور ماں کے نطفے باہم ملا کر رحم مادر میں اس کی جسمانی نشو ونما شروع کر دیتا ہے۔ ماں کا خون اسے تقریباً نو ماہ تک مسلسل خوراک مہیا کرتا ہے۔ ماں کا رحم اس کے لیے ایک محفوظ گہوارے کی صورت میں اسے تحفظ اور سکون مہیا کرتا ہے۔

ماں جو کچھ کھاتی، پیتی، سوچتی، پڑھتی اور جذبہ و میلان رکھتی ہے بچہ ان تمام چیزوں کا اثر لے کر نشو ونما پاتا ہے۔ چالیس دن گزرنے کے بعد اس خون کے لوتھڑے میں روح ڈال دی جاتی ہے۔ بچہ اپنے طے شدہ وقت پر پیدا ہوتا ہے تو اس کے اندر ماں اور باپ کی خصوصیات شامل ہوتی ہیں۔ اس کا جسم، اس کے اعضاء، اس کی ڈیل ڈول، اس کا رنگ اور قامت، اس کے بال اور ناخن، اس کی شریانیں اور ہڈیاں، ان سب میں باپ اور باپ کی طرف کے رشتہ داروں اور ماں اور ماں کی طرف کے رشتہ داروں کی شباہت موجود ہوتی ہے۔ صرف یہی نہیں، بچے کی عادات، اس کی نشو ونما کی رفتار، اس کے میلانات و رجحانات اور دوطرفہ خاندانی خصوصیات بھی اس کی شخصیت میں اثر پذیر ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔“ ❶

صرف انسان ایسی مخلوق ہے جسے سمجھ دار ہونے کے بعد اپنا راستہ چننے کا اختیار دیا گیا ہے لیکن جب تک وہ مکمل طور پر پوری سمجھ کے ساتھ بااختیار نہیں ہوتا یعنی بالغ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اسے مرفوع القلم رکھتا ہے، البتہ اگر والدین اسے خلافِ اسلام عادات و رجحانات کی طرف لاتے ہیں اور اسے غیر شرعی لباس پہناتے اور اس کا غیر شرعی حلیہ بناتے ہیں تو انھیں

❶ صحيح مسلم: ٢٦٥٨.

اس کا گناہ ضرور ہوتا ہے کیوں کہ والدین بااختیار ہیں اور سوچ سمجھ کر اسے کافرانہ عادات یا لباس وغیرہ سکھاتے، پڑھاتے ہیں۔

بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے اعضاء وغیرہ اختیار کی بنا پر نہیں، بلکہ فطرت کی بنا پر ہر کام کرتے ہیں۔ دودھ چوسنا، درد ہو تو رونا، آوازیں نکالنا، پیشاب وغیرہ کرنا یہ سب فطری کام ہیں۔ بچہ کچھ بڑا ہوتا ہے اور والدین اسے سکھانا شروع کرتے ہیں یا بچہ والدین کو دیکھ دیکھ کر جو کچھ کرنا سیکھتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ والدین خود جس مذہب اور جن خیالات پر کاربند ہوتے ہیں اور جس ماحول کو پسند کرتے ہیں، بچہ بھی اسی کو اختیار کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ مجوسی کا بچہ مجوسی، یہودی کا بچہ یہودی، ہندو کا بچہ ہندو، عیسائی کا بچہ عیسائی، ملحد کا بچہ ملحد اور مسلمان کا بچہ مسلمان بن جاتا ہے۔

پیدا تو انسان کو اللہ نے فطرت میں ہی کیا، لیکن اس کو کسی مذہب کا رنگ دینے میں والدین ہی کا اہم کردار ہے۔

انڈے سے نکلنے والے بچوں کی اکثر مائیں اپنے بچے کے لیے کوئی تکلیف برداشت نہیں کرتیں۔ جیسے مچھلی، مینڈک، مچھر، مکھی اور دوسرے حشرات وغیرہ، بعض بچوں کو بہت محدود وقت کے لیے ماں کی ضرورت ہوتی ہے جیسے پرندوں، چوپاؤں اور درندوں کے بچے۔ وہ تقریباً ایک یا دو ماہ تک خوراک حاصل کرنے کا طریقہ اور اپنے تحفظ کا طریقہ اور شکار کرنا اپنی ماں سے سیکھ لیتے ہیں، اگر ان کی ماں نہ بھی ہو تو ان کی زندگی کو کوئی بڑا خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔

انسان کے بچے کا معاملہ ایسا نہیں، اسے زندہ رہنے کے لیے ایک ایسے نگران اور مربی کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کو دودھ پلائے، اسے قضائے حاجت کروائے، اس کا استنجاء کروائے، اسے نہلائے، اسے صاف کرے، بیماری کے وقت اس کی بیماری کو سمجھ جائے، کیوں کہ وہ خود نہیں بتا سکتا، اس کا علاج کرے، اس کے کپڑے دھوئے اور بدلوائے، اس کی کنگھی کرے، ناخن کاٹے، بال درست کرے، اس کے ساتھ باتیں کرے تاکہ وہ بھی باتیں کرنا سیکھ جائے، اسے سینے سے لگائے، اسے پیار کرے، اسے بوسہ دے، اس کے لاڈ دیکھے

اس پر خرچ کرے، اس کی ضرورت کی چیزیں اسے خود کفیل ہونے تک مہیا کرے، اس کے لیے جاگ جاگ کر راتیں گزارے، غرض اس کے لیے اپنی تمام مصروفیات ترک کر دینے، اس کی تربیت میں ہمہ تن مصروف رہنے، اسے توجہ اور شفقت دینے میں سب سے زیادہ چوکس، مستعد اور حساس ہو اور یہ خوبی صرف والدین ہی میں ہوتی ہے۔ اگر کسی بچے کی ماں فوت ہو جائے یا کسی وجہ سے یہ ذمہ داری نہ نبھا سکے تو یہ خوبیاں دوسرے رشتوں کی نسبت والدہ کی ماں یا بہنوں یا باپ کی ماں اور بہن میں بالترتیب موجود ہوتی ہیں اور اسی لیے شریعت والدہ کے بعد بچے کی پرورش کا حق انھی رشتہ دار خواتین کو دیتی ہے۔

ایک بلی وغیرہ کے بچے کے پاس دودھ رکھیں یا بوٹی وہ فوراً اس کی طرف لپکے گا لیکن ایک انسانی بچہ جو ابھی برتن پکڑ نہیں سکتا، اسے منہ تک نہیں لے جاسکتا آپ اس کے پاس کھانے کی چیز رکھ دیں، فیڈر رکھ دیں، وہ بھوک سے بلک بلک کر مر جائے گا لیکن اسے پینے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ تقریباً ڈیڑھ دو سال کا بچہ اپنے ہاتھ میں برتن پکڑ کر کھا پی سکتا ہے۔ اڑھائی تین سال کا بچہ الٹے سیدھے کپڑے پہننے کے قابل ہوتا ہے۔ ڈیڑھ دو سال کا بچہ عموماً قدم اٹھا کر چلنا شروع کرتا ہے۔ تقریباً پانچ سال کے بچے کو نقصان دینے والی چیزوں سے دور رہنے کا پوری طرح شعور آتا ہے۔ پانچ سال کی عمر میں وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بڑوں کی راہنمائی کرنے پر خرید سکتا ہے، لیکن اصل خرید وفروخت کے قابل وہ پندرہ سولہ سال میں ہوتا ہے۔ گو انسان اپنی عمر کے ہر حصے میں سیکھتا ہے لیکن پندرہ سولہ سال تک اسے سیکھنے کی مسلسل ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے والدین پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ اپنے بچے کو نکاح کرنے کی عمر تک ضرور تحفظ بھی دیں، اس کی نگرانی بھی کریں، اسے کمانے کے قابل بنائیں، اسے اس کا نفع نقصان سمجھائیں، اس کی کفالت کریں، اسے حقوق و آداب سکھائیں اور سب سے اہم بات یہ کہ اسے عقیدہ توحید و رسالت سکھائیں، اسے دوستی اور دشمنی کا فرق سمجھائیں، تاکہ وہ ایک بہترین مسلمان اور اچھا شہری بن سکے۔

بچے کو جنم دینے تک جانوروں کی مادہ جو تکلیف اٹھاتی ہے سو اٹھاتی ہے، لیکن اس کے

بعد اسے کسی اضافی خوراک یا اضافی آرام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نہ ہی وہ حمل کی حالت میں کسی پرہیز وغیرہ کی پابند ہوتی ہے، لیکن ماں کو حمل محفوظ رکھنے کے لیے بہت پرہیز اور احتیاط کرنا پڑتی ہے، بعض ماؤں کا تو پورے نو ماہ کا عرصہ بستر پر مختلف بیماریوں میں گزرتا ہے۔ ولادت کے لیے اسے کسی معاون دایہ یا لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت پڑتی ہے جسے اس نے اس کی اجرت بھی ادا کرنی ہے اور بعد میں اپنی جسمانی کمزوری کو بحال کرنے کے لیے بھی اسے مختلف پرہیز کرنا اور مختلف دوائیں یا غذائیں کھانا پڑتی ہیں۔ ولادت اور رضاعت کو چھوڑ کر دیگر تمام ذمہ داریوں میں والدہ کے ساتھ والد پوری طرح شامل ہوتا ہے اور وہ بچے کی تربیت، تعلیم، کفالت اور نکاح کے لیے مال بھی خرچ کرتا ہے۔

ان تمام باتوں کا حاصل یہ ہے:

① اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے لیکن وہ اس کی ولادت کے لیے والد کا نطفہ اور کفالت اور والدہ کے رحم کو سبب بناتا ہے۔

② اللہ تعالیٰ ہی حقیقی رب ہے اور پوری کائنات کی ربوبیت اسی کے ہاتھ میں ہے، لیکن بچے کی پرورش کے لیے ظاہری سبب ماں اور باپ کو ٹھہراتا ہے اور پیدائش کے ساتھ ہی ماں کے سینے میں بچے کے لیے دودھ بنا دیتا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ ہی حافظ و حفیظ اور رقیب ہے، یہ صفت اسی کی شایانِ شان ہے۔ بچے کی حفاظت اور نگہداشت کے لیے وہ والدین کو ذریعہ اور سبب کے طور پر سامنے لاتا ہے۔ اس نے والدین کے اندر یہ جذبہ اس قدر شدید رکھا ہے کہ جانور کی ماں بھی خطرے کے وقت بچے کو اپنے پروں میں سمیٹ لیتی ہے۔ بچے کو جس مرحلے پر جس قسم کے تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے والدین اسے اسی قسم کا تحفظ مہیا کرتے ہیں۔

④ اللہ تبارک و تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے، بہت رحم کرنے والا مہربانی کرنے والا، شفقت کرنے والا، اس نے اپنی رحمت میں سے ایک حصہ انسانوں کو عطا کیا ہے جس کی وجہ سے ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے، یہ ماں باپ ہی کی رحمت اور شفقت ہے کہ وہ

بچے کے لیے ہر قسم کی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔

⑤ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے، وہ دن میں بے شمار مرتبہ ایک انسان کو اس کی غلطی پر معاف کرتا ہے اور توبہ کر لینے پر اسے پوری طرح مٹا بھی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز کسی حد تک ماں باپ میں بھی رکھی ہے وہ بچوں کو سارا دن ان کی غلطیوں پر معاف کرتے رہتے ہیں۔

⑥ اللہ تعالیٰ عیوب کو چھپانے والا ہے اور ہر بندے کے ہزاروں عیوب اس نے دوسروں کی نظروں سے چھپا رکھے ہیں اگر وہ ان عیوب کو ظاہر کر دیتا تو بندہ دنیا میں رسوا ہو جاتا لیکن یہ اس کی بہت بڑی مہربانی اور شفقت ہے۔ اسی نے والدین میں یہ جذبہ رکھا کہ وہ اپنے بچے کے عیوب کو چھپائیں خاص طور پر وہ عیوب جن سے بچے کی معاشرتی حیثیت کو نقصان پہنچے۔

⑦ مصائب اور تکالیف میں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی واحد ذات ہے جس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، جس سے مدد مانگی جاتی ہے، جسے پکارا جاتا ہے، جس کی پناہ حاصل کی جاتی ہے۔ اس کی قدرت اور حکمت اور شفقت پر قربان، جس نے چھوٹے بچوں میں یہ بات ودیعت کی کہ وہ تکلیف کے وقت ماں یا باپ کی طرف لپکیں، ان کی گود میں دوسروں کی مار سے بچنے کے لیے آ کر بیٹھ جائیں، تکلیف میں امی! امی! ابو! ابو! بے ساختہ پکاریں۔

⑧ اللہ تعالیٰ ہی انسان کو ہر نعمت عطا کرنے والا ہے، وہ معطی ہے، منان ہے، وہاب ہے، حقیقت میں اسی کی عطا سے ہر شخص بہت سی نعمتوں کا مالک ہے اور کروڑوں نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس کی قدرت اور حکمت کے کیا کہنے! جس نے والدین کے اندر یہ جذبہ رکھا کہ وہ بچے کو اپنے منہ کا نوالہ بھوک ہونے کے باوجود کھلا کر خوشی محسوس کریں، وہ اس کی ہر ضرورت کے لیے مشقت اٹھا کر کمائیں اور اس پر اس کے جوان ہونے تک خرچ کرتے رہیں۔

⑨ اللہ تعالیٰ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، وہ مجیب ہے، اس کی معیت ہر

بندے کو حاصل ہے، جب کہ اس کے صالح اور فرماں بردار بندوں کو اس کی خصوصی قربت اور معیت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس نے دنیا میں آنے سے پہلے ہی انسانوں میں سے جس کی قربت انسان کو عطا کی وہ اس کی والدہ ہے اور پھر اس کے بعد باپ ہے۔ بچہ ماں کے دل کے قریب، اس کے جگر کے ساتھ، اس کے سینے سے چپک کر جنین سے انسان بنتا ہے، وہ ولادت کے بعد ماں ہی کے سینے سے چپک کر اپنی خوراک حاصل کرتا ہے، حقیقت میں وہ ماں کے سینے کی ٹھنڈک ہے، اس کے دل کا ٹکڑا ہے، سبحان اللہ! اتنی قربت، بڑے ہو کر جب زندگی کی تلخیاں اور مشکلیں اسے گھیرتی ہیں تب بھی وہ اسی ماں کے سینے سے لگنے کے لیے بے قرار ہوتا ہے ماں کو بڑھاپے میں بھی اسے دیکھ کر قرار آتا ہے، سینے سے لگا کر سکون ملتا ہے، کوئی اتنا قریب...... اتنا ہمدرد...... اتنا خیر خواہ...... اتنا پیارا رشتہ ہے؟ ہرگز نہیں، پھر انسان کا والد اس کے قریب ہے، جس کے جوہر سے اس بچے نے تخلیق کے مراحل طے کیے، باپ بچے کو دیکھ کر نہال ہو جاتا ہے۔ کندھوں پر اٹھائے پھرتا ہے، بچے کی خواہش پوری کرتا ہے، کما کما کر اسے کھلاتا، پہناتا، تعلیم دلاتا، اس کا مکان بناتا، کاروبار مہیا کرتا اور اس کے نکاح کے اخراجات اٹھاتا ہے۔ غرض دنیا میں ماں باپ سے بڑھ کر قریبی رشتہ کوئی نہیں ہے۔

⑩ اللہ تبارک وتعالیٰ واحد ہے، دوئی سے پاک ہے، اس کی مثل کوئی نہیں، اسی نے انسان کے لیے دو انسان، دو رشتے والد اور والدہ بنائے جن کی جگہ کوئی دوسرا نہیں لے سکتا۔ کسی بھی شخص کو جنم دینے والی دو یا دو سے زیادہ مائیں نہیں ہوتیں اور نہ ہی جس باپ کے صلب سے پیدا ہوتا ہے وہ دو یا اس سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ ماں اور باپ اللہ تعالیٰ نے ان دو ہی میں یہ اختصاص رکھا ہے۔

والدین کے رشتے کی اہمیت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو تاکید کی ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ

لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ (الاسراء : ٢٣ ، ٢٤)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اف تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام کے ساتھ بات کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کے بازو جھکائے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔''

احادیث میں بھی والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا خصوصی ذکر اور تاکید ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کی اس کتاب برالوالدین کا یہی موضوع ہے۔

کتاب ہذا اپنے موضوع کے لحاظ سے فی زمانہ بہت اہمیت کی حامل ہے لیکن عوام الناس احادیث سے استفادہ اسی صورت کر سکتے ہیں جب انھیں کسی عنوان کے تحت لانے کی غرض و غایت اور اس میں موجود حکم کے عملی طریقوں کا بھی علم ہو۔ راقمہ نے اسی خیال کے تحت اس کتاب کے فوائد لکھے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ قارئین اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور عملاً اپنے والدین کے مقام کو پہچان کر اپنی جنت کا دروازہ اپنے لیے خاص کرالیں گے۔

برخوردار حافظ ابوسفیان سلمہ اللہ کی یہ پہلی کاوش ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلم، علم اور عمل میں برکت دے اور مزید خیر کے کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اُمِّ عبدمنیب، لاہور

(ربیع الثانی: ۱۴۲۷)

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی فضیلت

[۱] حدثنا أبو الوليد هشام بن عبدالملك، قال: حدثنا شعبة عن الوليد بن العيزار: سمعت أبا عمرو الشيباني يقول: أنبأنا صاحب هذه الدار، وأومأ بيده إلى دار عبد الله -يعني ابن مسعود- رضي الله عنه قال: سألت النبي ﷺ: أي العمل أحب إلى الله تعالى؟ قال: ((الصلاة على وقتها)) قلت: ثم أي؟ قال: ((ثم بر الوالدين)) قلت: ثم أي؟ قال: ((ثم الجهاد في سبيل الله)) قال: حدثني بهن، ولو استزدته لزادني.

ابوعمرو الشیبانی رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں اس گھر والے نے بیان کیا، انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ تفصیل آپ نے بتائی اگر میں مزید پوچھتا تو آپ مجھے اور بتا دیتے۔

[۲] حدثنا آدم بن أبي إياس، حدثنا شعبة، حدثنا الوليد: سمعت أباعمرو الشيباني: حدثنا صاحب هذه الدار - يعني دار ابن مسعود قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم: مثله.

---

[۱] صحيح بخاري: ٥٢٧ـ الادب المفرد: ١.

[۲] شرح مشكل الآثار ٥/ ٣٦٨، رقم: ٢١٢٥.

ولید بن عیزار کہتے ہیں میں نے ابوعمرو الشیبانی سے سنا جنھوں نے اس گھر کے مالک یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور اسی مسئلے کی مثل پوچھا۔

[۳] حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْعَيْزَارِ ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : ((اَلصَّلَاةُ)) قَالَ : ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ : ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : ((اَلْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) ثُمَّ سَكَتَ ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ .

عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز اپنے وقت پر ادا کرنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا: ''والدین سے نیکی کرنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کون سا عمل؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے، اگر میں زیادہ پوچھتا تو آپ زیادہ بتا دیتے۔

[٤] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ - أَوِ الْعَمَلِ - اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا ، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ))

[۴] ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل اعمال یا عمل وقت پر نماز پڑھنا اور والدین سے حسنِ سلوک کرنا۔''

[٥] حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ

[۳] سنن ترمذی، رقم: ۸۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۰/ ۲۳، رقم ۹۸۰٤.

[٤] صحیح مسلم : ۸۵ .

[٥] شعب الایمان للبیهقی : ۳۹۱۰ .

عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ))

عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے فضیلت والا عمل وقت پر نماز پڑھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔''

[٦] قَالَ الْبُخَارِيُّ : وَرَوَاهُ عُبَيْدٌ الْمُكْتِبُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

[٦] امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: اور اس حدیث کو عبید المکتب نے ابو عمرو الشیبانی سے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی (صحابی) سے بھی بیان کیا ہے۔

[٧] حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ : قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : ((اَلصَّلَاةُ ، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ .

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: افضل اعمال کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز (وقت پر) پڑھنا، والدین سے حسنِ سلوک کرنا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔'' اور اگر میں اس سے زیادہ پوچھتا تو آپ زیادہ بتادیتے۔

[٨] حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ، وَمُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، بِهٰذَا

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مثل بیان کرتے ہیں (جو مذکورہ

[٦] مسند احمد : ٥/ ٣٦٨ ، رقم : ٢٣١٢٠ .
[٧] مسند الشاشي ، رقم : ٦٤١ ، دوسرانسخہ ، رقم : ٦٩٧ .
[٨] مسند احمد : ١/ ٤٢١ ، رقم : ٣٩٩٨ .

حدیث میں بیان ہوا ہے۔)

فوائد :...... ان احادیث سے درج ذیل امور کا پتا چلتا ہے:

(۱)...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمل کرنے پر بہت حریص تھے۔

(۲)...... وہ کسی عمل کی افضلیت کے متعلق اور اس کی مقبولیت کے متعلق جاننے کے مشتاق رہتے تھے۔ البتہ وہ کسی عمل کے فرض ہونے کے متعلق سوال نہیں کرتے تھے کیوں کہ اس سے انھیں اللہ تعالیٰ نے روک دیا تھا۔ فرمان ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ۖ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ ﴾ (المائدۃ: ۱۰۱)

''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں اور اگر تم نزولِ قرآن کے زمانے میں ان باتوں کی بابت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی۔ سوالاتِ گزشتہ اللہ نے معاف کردیے اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے حلم والا ہے۔''

(۴)...... سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صرف تین محبوب ترین اعمال کے متعلق سوال کیا۔ غالباً حسنِ ادب کی وجہ سے آپ نے مزید سوال نہیں کیا۔

(۵)...... اس حدیث میں پہلے دو اعمال کی ترتیب تقریباً اسی طرح ہے جو قرآن حکیم سے بھی ثابت ہے۔

﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ (البقرۃ: ۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

(النساء: ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔''

سورۂ بنی اسرائیل میں ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

(الاسراء: ٢٣)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف فیصلہ دے چکا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا......''

سورۂ لقمان میں فرمایا:

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمٰن: ١٤)

''تو میرا شکر کر اور اپنے والدین کی شکر گزاری کر۔''

(٦)......محبوب عمل سے مراد پسندیدہ کام ہے اتنا پسندیدہ کہ جب یہ عمل کوئی انجام دے تو اس کے کرنے والے سے بھی محبت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے ہاں محبوب عمل کے کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔

(٧)......رقم الحدیث :٣ میں افضل عمل کی بابت سوال کیا گیا۔ افضل کا مطلب سب سے زیادہ فضیلت والا لہٰذا اللہ کے نزدیک یہ تینوں کام بالترتیب زیادہ فضیلت والے ہیں۔

(٨)......کسی بھی کام کو فضیلت حاصل ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ کام اجر و ثواب میں، مقام و مرتبے میں اور اپنی خوبیوں اور نفع رسانیوں میں دیگر تمام کاموں سے بڑھ کر ہے۔

◎ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی توحید کو تسلیم کیا جائے، اس کی عبادت کی جائے اور عبادتِ توحید کا سب سے بڑا مظہر نماز کا قیام ہے۔

◎ توحید دل کا عمل ہے جب کہ حدیث ہذا میں ظاہری عمل کے متعلق سوال کیا گیا

اور ظاہری اعمال میں سے نماز ادا کرنا سب سے افضل اور عظیم عمل ہے۔

◎ توحید کا علم حاصل کرنا اور اس پر پختہ ایمان ہونا سب سے پہلی اسلامی بنیاد ہے۔ ایک مسلمان کو توحید کے متعلق سمجھ کر اور اس کی تفصیلات و جزئیات کو جان کر اسے ماننا چاہیے، اس مقصد کے لیے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ توحید کی ضد شرک ہے۔ توحید کا مطلب ہے: اللہ کا ایک ہونا اور شرک کا مطلب ہے اللہ کی ذات یا صفات میں کسی اور کو شامل کر دینا یا شامل سمجھنا۔

توحید کو سمجھنے کے لیے شرک کو سمجھنا بھی لازم ہے، ورنہ صرف توحید کو جان لینے سے ہم شرک سے نہیں بچ سکتے۔ اس موضوع پر علماء نے بہت زیادہ کتب تصنیف کی ہیں۔ اردو زبان میں ''کتاب التوحید از محمد بن عبدالوہاب'' اور اس کی تشریح پر مشتمل کتب "قرة عيون الموحدين" "فتح المجيد" اور "هداية المستفيد" ہیں۔ اسی طرح ''کتاب التوحید'' از مولانا محمد اقبال کیلانی بھی اسی موضوع پر ہے۔ [1]

◎ توحید کا علم حاصل کرنا یعنی اللہ کی عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد بندوں میں سے جس انسان کا حق ہے اس کا ذکر کیا۔

◎ نماز پڑھنا حقیقت میں اللہ کے حق ''توحید کا اقرار'' ہی کی عملی اور فرض شکل ہے۔

◎ اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی نماز ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے، اس لیے اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد نماز کو سیکھنا چاہیے اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہیے۔ بچے کو بھی پانچ سال سے لے کر دس سال کی عمر کے اندر اندر نماز کا عادی بنانا والدین اور مربیوں پر فرض ہے۔ اگر بچہ پھر بھی نماز میں کوتاہی کرے، تو اس کو ڈانٹنے یا ہلکی مار مارنے یا کوئی دوسری ایسی سزا دینے کی اجازت ہے جس سے بچہ نماز کا عادی بن جائے۔

---

[1] بعض مجلات و جرائد بھی توحید باری تعالیٰ کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال ماہنامہ ''دعوۃ التوحید'' اسلام آباد ہے جو گزشتہ سولہ سال سے عقیدۂ توحید سے مزین مضامین شائع کر رہا ہے۔ (ش ح)

◎ فرض نماز کا وقت مقید ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۳)

''بے شک نماز مومنوں پر وقت پر پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔''

لٰہذا وقت پر نماز ادا کرنا ہی نماز کا قائم کرنا ہے۔

◎ وقت پر نماز ادا کرنے سے انسان میں وقت کی مناسبت سے نظم وضبط اپنانے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔

◎ ایک مسلمان کو اپنے اوقات کی ترتیب اور تنظیم نمازوں کے اوقات کی رعایت کرتے ہوئے ترتیب دینی چاہیے۔ مسلمان حکومت اور مسلمانوں کے اداروں کو بھی پانچ نمازوں کے اوقات کو ملحوظ رکھ کر اپنے دیگر معمولات کو مرتب کرنا چاہیے۔

◎ وقت کے متعلق قیامت کے روز پوچھا جائے گا جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے: انسان کے قدم تب تک اپنی جگہ سے نہیں ہل سکیں گے جب تک کہ وہ ان سوالوں کے جواب نہ دے لے، عمر کہاں برباد کی، جوانی کہاں کھپائی، مال کہاں سے کمایا اور کیسے خرچ کیا، علم پر کتنا عمل کیا۔''[1]

چوبیس گھنٹوں میں سے پانچ نمازوں کا وقت نکالنا فرض ہے جب کہ دیگر سنن اور نوافل کے لیے وقت نکالنا اور انھیں ادا کرنا مستحب، باعثِ اجر وثواب اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہے۔

◎ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں بدنی، قلبی اور قولی عبادات شامل ہیں۔ نماز دعا بھی ہے، اللہ کی تعریف وتسبیح بھی، نماز تلاوتِ کلام مجید بھی ہے اور تشہد وصلوٰۃ علی النبی بھی، نماز میں اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجا جاتا ہے جن میں فرشتے بھی شامل ہیں۔

◎ نماز توحید کا عملی اعلان بھی ہے، قلبی اعلان بھی اور قولی اعلان بھی۔

◎ نماز صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کے ساتھ یک رنگی، یک جہتی اور محبت واتباع کا

[1] شعب الایمان للبیهقی: ۱۶٤۸۔ سلسلة الصحيحة: ۹٤٦۔

نام ہے اور کفر و ضلالت میں پھنسے ہوئے لوگوں سے برات کا اظہار بھی۔

◎ نماز تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھا کر دنیا سے لاتعلقی کا اعلان کر کے کائنات کے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کا نام ہے جب کہ السلام علیکم کہہ کر دنیا میں واپسی ہوتی ہے۔

◎ نماز اللہ کے حضور اس حاضری کا نام ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کو اس کا کلام پڑھ کر سناتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کو سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے وقت خود جواب سے نوازتا ہے۔

◎ نماز کے وقت بندے کے سامنے قبلہ کی جانب اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہوتی ہے اور اس کے دائیں طرف رحمت کے فرشتے کھڑے ہوتے ہیں۔

◎ نماز کے ارکان میں قیام جیسی عظیم عبادت شامل ہے اور رکوع جیسی خشوع کی کیفیت کے اظہار پر مشتمل عبادت بھی، نماز میں سجدے جیسا رکن بھی شامل ہے جو بندے کی بندگی کی معراج ہے اور قعدہ جیسی مودب و مہذب اور گدایانہ و ملتجیانہ حالت بھی۔

◎ نماز کو سنت کے مطابق ادا کرنا فرض ہے جس میں وقار، سکون، آہستگی لازم ہے، جس شخص نے جلدی جلدی رکوع و سجود کر کے نماز سے فارغ ہونے کی کوشش کی اس کے سجدے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

◎ نماز فحش و منکر سے روکتی ہے، لہٰذا جو شخص نمازی ہونے کے باوجود برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے باز نہ آئے، اس کی توحید پختہ نہ ہو، اس کے اندر اہل شرک اور اہل کفر سے بیزاری نظر نہ آئے اس شخص کی نماز ایک رسم ہے، صرف جسمانی اٹھک بیٹھک کا نام ہے۔

(۹)...... حدیث ا۔۴،۷ میں حسنِ سلوک کا ذکر ہے جس کے لیے لفظ احسان ہے۔ احسان کا مطلب ہے کسی کام کو خوبصورت انداز سے انجام دینا۔ احسان کے تین مفہوم ہیں۔

☆ اس کا پہلا مفہوم حدیث جبریل میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا: ''تو عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو پھر یہ محسوس کرے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔''[1]

---

[1] صحیح بخاری: ٤٧٧٧؛ صحیح مسلم: ٩.

☆ گویا نماز ادا کرنے کا حق یہ ہے کہ کسی کا احسان بھی شامل ہو اور تمام عبادات ادا کرتے ہوئے بندے میں ان دو کیفیتوں میں سے کوئی ایک کیفیت ضرور طاری ہونی چاہیے۔

احسان کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کسی کا واجب حق ادا کرنے کے بعد اس سے مزید اچھا سلوک کیا جائے، اس کی غلطیوں پر درگزر کیا جائے جیسا کہ اس آیت میں حکم ربانی ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاۗئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ ﴾

(النحل : ۹۰)

''بے شک اللہ انصاف کرنے، احسان کرنے اور قرابت داروں کی امداد کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے وہ خود تمھیں نصیحت کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسنِ سلوک کے بعد قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور پڑوسیوں کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔

☆ احسان کا تیسرا مفہوم کسی کام کو احسن طریقے سے انجام دینا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی بھلائی فرض کی ہے، جب تم ذبح کرنے لگو تو طرح اور ایک ہی بار ذبح کرو اور چھری تیز کر لو، تاکہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ اٹھانا پڑے۔''[1]

(۱۰)...... والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تمام صورتوں کو ہم درج ذیل ناموں اور خانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(۱) محبت (۲) احترام۔ (۳) اطاعت (۴) خدمت (۵) نفسیاتی تسکین پہنچانا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) **محبت**:...... انسانی رشتوں میں سب سے زیادہ محبت کیے جانے کے لائق والدین ہیں، چوں کہ انسان اپنے والدین کے خون اور گوشت کا ایک حصہ ہوتا ہے، اس لیے ان سے

[1] مسلم، رقم: ۱۹۵۵۔

محبت فطری ہوتی ہے۔ پیدائش کے بعد بچہ سب سے پہلے والدین ہی کی محبت سے آشنا ہوتا ہے، والدین چاہے گدا ہوں چاہے شاہ، خوب صورت ہوں یا نہ ہوں، عقل مند ہوں یا بے وقوف، بہرصورت بچے کے اندر والدین کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے آس پاس کے دیگر رشتہ داروں اور چیزوں کی محبت بھی اس کے اندر پیدا ہونے لگتی ہے، یہاں تک کہ جب اس کا نکاح ہوتا ہے تو اسے اپنے زوج سے بھی محبت ہوتی ہے۔ اس نازک مرحلے پر بعض بچوں کی والدین سے محبت میں کمی آجاتی ہے، یا توجہ میں کمی محبت میں کمی کا احساس دلانے لگتی ہے، وقت گزرنے کے ساتھ مزید کمی ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ جب والدین بوڑھے ہوجاتے ہیں۔ کوئی کام کرنے کے قابل نہیں رہتے، تو ایسے بچے والدین کو ایک بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔ والدین ان کے لیے ردی اور پرانی چیز کی طرح ہوجاتے ہیں۔ دورِ حاضر میں یہ صورت کچھ بڑھ گئی ہے جب کہ یورپی معاشرے میں یہ بات ایک عام معمول ہے جسے باعثِ عار بھی نہیں سمجھا جاتا اور گناہ بھی تصور نہیں کیا جاتا۔ اولڈ ہوم وہاں کے جدید معاشرے کا شاخسانہ ہیں، مسلمان ممالک میں ایسی صورت حال بہت کم پیش آتی ہے۔ بلکہ والدین جیسے جیسے بوڑھے ہوتے ہیں اولاد کے دل میں ان کی محبت اور احترام مزید بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ایک مسلمان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ والد اور والدہ اس کی جنت ہیں جسے وہ خدمت واحترام ہی سے حاصل کرسکتا ہے۔

(۲) احترام:...... والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا دوسرا مظہر ان کا احترام کرنا ہے والدین کے احترام کے چند ایک مظاہر یہ ہیں:

- ان کا نام نہ لیا جائے بلکہ امی اور ابو، امی جان، ابو جان یا اپنی زبان کے لحاظ سے بہترین نام کے ساتھ پکارا جائے۔ اگر کبھی نام لینا پڑ جائے تو بھی ان کا نام احترام کے ساتھ لیا جائے۔
- والدین کے احترام کا یہ تقاضا بھی ہے کہ ان کے والدین، ان کے بہن بھائیوں اور دیگر تمام رشتہ داروں کا بھی درجہ بدرجہ احترام ملحوظ رکھا جائے۔

- رستہ چلتے ہوئے ان کے آگے نہ چلیں، ہاں اگر کوئی مصلحت یا انھی کا آرام یا تحفظ مقصود ہو تو پھر ان کے آگے ہی چلنا چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دو آدمی نظر آئے، آپ نے ان میں سے ایک سے پوچھا: تمھارے ساتھ یہ دوسرا کون ہے؟ اس شخص نے کہا: میرے والد۔ آپ نے فرمایا: دیکھو ان کا نام لے کر انھیں مخاطب نہ کرنا، نہ کبھی ان کے آگے چلنا اور نہ کبھی ان کے بیٹھنے سے پہلے بیٹھنا۔ [1]

- احترام کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جب ان کے ساتھ کوئی چیز کھائی جائے تو ان سے پہلے کھانا شروع نہ کیا جائے اور کھانے والی چیز کا بہترین حصہ ان کے سامنے رکھا جائے۔
- احترام کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر آواز دھیمی رکھ کر بات کی جائے۔ اپنی آواز کو ان کی آواز کے مقابلے میں بلند نہ کیا جائے۔ البتہ اگر وہ اونچا سنتے ہوں تو پھر اونچا بولنا مجبوری بھی ہے اور ضروری بھی۔
- بیٹھنے کے لیے مجلس میں والدین کو بہترین اور آرام دہ جگہ مہیا کی جائے، ان کے مقابلے میں خود اچھی جگہ پر نہ بیٹھا جائے۔
- والدین سے بات کرتے ہوئے نظریں جھکالی جائیں۔ یہ بھی احترام ہی کا ایک پہلو ہے۔
- والدین کی موجودگی میں کام کرتے ہوئے آواز پیدا نہ ہونے دی جائے، مثلاً برتن آہستہ سے رکھنا، برتنوں کو باہم ٹکرانے نہ دینا، دروازہ آہستگی سے بند کرنا، کیسٹ وغیرہ ان کی موجودگی میں نہ چلانا، البتہ اگر وہ خود سننا چاہتے ہوں تو پھر ٹھیک ہے۔ بچوں کو شوروغل نہ کرنے دینا۔ ان کی موجودگی میں چیزوں کو زمین پر اس طرح نہ گھسیٹا جائے کہ آواز پیدا ہو۔
- والدین جب اولاد کو مخاطب کریں تو تمام کام چھوڑ کر ان کی بات سنی جائے، بعض لوگ چلتے چلتے والدین کی بات سنتے ہیں، بعض ساتھ ساتھ کتاب پر نظر رکھتے ہیں، بعض اپنے موبائل کے بٹن دبا رہے ہوتے ہیں، بعض ہاتھوں کو کسی لغو کام میں مصروف

[1] الأدب المفرد، رقم: ٤٤ وقال الألباني: صحيح.

رکھتے ہیں، والدین کی ضروری بات سننے کے لیے تمام کاموں کو چھوڑ کر بات توجہ سے سننی چاہیے۔

- والدین کی ذاتی چیزوں اور ذاتی کاموں میں دلچسپی لینا اور پوری توجہ سے اور جلدی نمٹانے کی کوشش کرنا بھی احترام ہی کا ایک پہلو ہے۔
- والدین کے کمرے یا گھر کا دروازہ آہستگی سے کھٹکھٹانا چاہیے۔
- اگر وہ سو رہے ہوں تو انھیں اٹھایا نہ جائے بلکہ آرام کرنے دیا جائے اور اگر کسی مجبوری سے اٹھانا پڑ جائے تو بہت دھیمی آواز سے انھیں جگایا جائے۔

ماں باپ کا صرف احترام ہی نہیں، بلکہ دوسرے لوگوں سے ایسا رویہ اختیار کرنے کی بھی ممانعت ہے جس کی وجہ سے اس شخص کے والدین کے احترام میں فرق آئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بار فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرت سے آپ سے پوچھا: بھلا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی لعنت کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! جب کوئی کسی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے یا لعنت کرے اور وہ پلٹ کر اسے ویسا ہی جواب دے، یہی اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور ان کو لعنت کرنا ہے۔''[1]

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ صرف اپنے والدین کا ہی احترام کرنا لازم نہیں، بلکہ دوسروں کے والدین کا بھی احترام کرنا چاہیے اور کسی سے اگر کوئی شکایت بھی ہو تو اس کے والدین کو خواہ مخواہ بیچ میں نہیں لانا چاہیے اور نہ ہی انھیں مطعون کرنا چاہیے۔

(۳) **اطاعت**:...... اطاعت کا مطلب ہے حکم ماننا، والدین کی اطاعت فرض ہے بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مخالف بات نہ ہو، جیسے کہ فرمانِ ربی ہے:

﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ

[1] صحیح مسلم: ۹۰، صحیح البخاری: ۵۹۷۳.

صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ﴾ (لقمٰن : ١٥)

"اور اگر وہ دونوں اس چیز پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے کے ساتھ ان کے ساتھ رہ۔"

دنیا کے عام امور میں والدین کی اطاعت کرنا فرض ہے، جس میں بعض امور یہ ہیں:

- ✪ وہ کسی چیز کے استعمال کرنے کو ناپسند کرتے ہوں یا منع کرتے ہوں یا کسی چیز کے استعمال کا حکم دیں۔
- ✪ وہ کسی دوست کو چھوڑ دینے کا حکم دیں یا اس سے دوستی رکھنے کا حکم دیں۔
- ✪ وہ کسی ملازمت سے روک دیں یا اس کا حکم کریں۔
- ✪ وہ کسی شہر میں جانے کا حکم دیں یا اس میں جانے سے روک دیں۔
- ✪ حتیٰ کہ اگر والدین کسی بیٹے کو حکم دیں کہ وہ بیوی کو طلاق دے دے تو ایسا بھی کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ بیوی کی وجہ سے مرد کو کوئی شرعی نقصان پہنچ رہا ہو، جیسے وہ متقی نہ ہو، وہ زبان دراز ہو، نمازی نہ ہو، فضول خرچ ہو، فاحشہ ہو، والدین کے حق میں اچھی نہ ہو۔ اولاد کی تربیت دینی خطوط پر نہ کرے، البتہ اگر بیوی میں مذکورہ خرابیاں نہ ہوں بلکہ اس میں شرعی، عقلی اور دنیوی اوصاف موجود ہوں تو پھر والدین کے کہنے پر اسے طلاق نہیں دینا چاہیے۔ ہاں! اگر والدین کو پھر بھی اس سے نفرت ہو تو بیوی کو ایسی جگہ رکھا جائے، جہاں والدین کی اس پر نہ نظر پڑے۔

غرض ہر دنیوی کام میں ان کی اطاعت کرنا واجب ہے، البتہ اگر کوئی کام کرنا بس میں نہیں اور انھیں اچھے طریقے سے سمجھایا جا سکتا ہے یا کسی حکم کے بجالانے سے کوئی نقصان ہو سکتا ہے تو انھیں سمجھا کر قائل کیا جا سکتا ہے۔

(٤) **خدمت**:...... خدمت سے مراد والدین کے کام کرنا ہے۔ والدین پیدائش سے لے کر بچے کے کسی کام میں خود کفیل ہونے تک اس کے تمام کام کرتے ہیں۔ انھیں کھلاتا،

پلانا، تیمار داری کرنا، سلانا، طہارت کرانا، کپڑے بدلوانا، پہلو بدلوانا، ناخن کاٹنا، بال بنانا، سرمہ لگانا، منہ سے رال ٹپکے یا قے ہو جائے تو صاف کرنا، مٹی سے کپڑے اٹ جائیں تو انھیں دھونا، سردی اور گرمی کے اثرات سے بچانے کے لیے مناسب لباس اور مناسب جگہ یا ماحول کا انتظام کرنا، انگلی پکڑ کر بچے کو چلنا سکھانا، گود میں اٹھانا، بوسہ لینا، پیار کے ساتھ باتیں کرنا، ان کو دعائیں، نماز اور دین سکھانا، سکول داخل کرانا، سیر کے لیے لے کر جانا، رشتہ داروں سے ملوانے لے کر جانا، ان کے دوستوں اور سہیلیوں سے بھی پیار کرنا۔ غرض یہ فہرست بہت لمبی ہے۔ جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے، اپنے کام کرنے سیکھ جاتا ہے والدین کو چاہیے کہ وہ اسے یہ بھی سکھائیں کہ اب اس نے والدین کا خصوصاً احترام کرنا ہے، چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو والدین کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ جیسے کھانا لا کر دینا، جوتا اور کپڑے لا کر دینا، صفائی کرنا، چیزیں سمیٹنا، وضو کے لیے پانی مہیا کرنا، مصلے بچھا کر دینا، نیز بچے کو یہ بھی سکھانا چاہیے کہ وہ والدین کو بے جا تنگ نہ کرے، والدین کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ بچوں کو لغو اور فحش کاموں اور باتوں نیز ایسی جگہوں اور چیزوں سے دور رکھیں تقریباً گیارہ بارہ سال کے بچے کو اپنے کام خود کرنے کے قابل ہو جانا چاہیے۔ والدین کو چاہیے کہ اسے جو کام نہیں آتا وہ بھی سکھا دیں کیوں کہ ایک تو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ والدین کی ذمہ داری ہے اور اپنی ذمہ داری سے جتنی جلدی ہو سکے سبک دوش ہو جانا چاہیے۔ ہر بالغ بچے کو چاہیے کہ اب وہ اپنا بوجھ والدین پر نہ ڈالے، بلکہ والدین کا بوجھ وہ خود اٹھائے اور ان کے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرے۔

جیسے جیسے والدین بوڑھے ہوتے جاتے ہیں یا کبھی بیمار ہو جاتے ہیں والدین کی خدمت کی وہ تمام شکلیں بچوں پر عائد ہوتی جاتی ہیں جو والدین نے بچپن میں ان کے لیے کی ہوتی ہیں لیکن بچوں کے لیے یہ ایک امتحان ہوتا ہے کہ وہ والدین کی دل جوئی اور خدمت نیز ان پر خرچ اسی جذبے اور محبت سے کریں جس جذبے اور محبت سے والدین نے بچوں کے لیے کیا تھا۔

(۵) **نفسیاتی تسکین** :...... بڑھاپے میں والدین کے دل کو خوش کرنا بڑی اہم چیز ہے جس کی طرف عام طور پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ مثلاً

- ماں باپ چاہتے ہیں کہ انھیں فلاں رشتہ دار سے ابھی ملوایا جائے، اپنے کام چھوڑ کر بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- والدین چاہتے ہیں کہ ان کی جیب میں ہر وقت اتنی رقم موجود رہے۔ بیٹا سوچتا ہے ان کی ضروریات تو میں پوری کرتا ہوں پھر رقم کی کیا ضرورت ہے؟ ایسے میں انھیں رقم حسبِ استطاعت کچھ نہ کچھ مہیا کرنا ہی چاہیے۔
- والدین چاہتے ہیں کہ ان کا اپنا گھر آباد رکھا جائے اور انھیں وہاں سے نکال کر کسی بیٹے بیٹی کے گھر میں نہ رکھا جائے حالانکہ انھیں وہاں زیادہ سہولتیں میسر ہوتی ہیں، اس کے باوجود انھیں اپنے گھر میں اپنی ملکیت، اپنے گھر کا احساس نفسیاتی طور پر مطمئن رکھتا ہے اور وہ پاس رہنے والے بچوں کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے پاس رکھا ہوا ہے۔
- والدین کسی قدیم طریقے سے اپنا رہن سہن رکھتے ہیں، اولاد جدید انداز کی خواہش رکھتی ہے، لیکن والدین کی اس خواہش کو بھی پورا کرنا ان کی نفسیاتی تسلی کا باعث ہوتا ہے۔
- والدین چاہتے ہیں کہ ان کے تمام بیٹے بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور دیگر رشتہ دار اور احباب آتے رہیں ان کے آنے پر بیٹے بہوؤں کو ان کی خدمت اور تواضع بھی کرنا پڑتی ہے یوں مالی بوجھ بھی بڑھتا ہے اور کام کا بوجھ بھی بڑھتا ہے، لیکن یہ سب خیر و برکت کا باعث بھی ہوتا ہے اور رزق بڑھنے کا باعث بھی۔ والدین کی دعائیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔
- والدین کا جی چاہتا ہے کہ ان کی بار بار سنائی ہوئی باتیں سننے والے موجود ہوں اس طرح وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ پا کر خوش ہوتے ہیں۔
- والدین کا جی چاہتا ہے کہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود بھی ان کو دبایا جائے، تیل لگا دیا جائے، لہٰذا ایسا کرنا بھی ان کی خوشی کے لیے ضروری ہے۔

☆ والدین یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ان کی شکایتیں سننے والا ہو انھیں اپنے اس بچے سے شکایت ہوتی ہے جو خدمت کر رہا ہوتا ہے۔ ان کو نفسیاتی تسکین پہنچانے کے لیے ایسا کر لینے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس طرح ان کا بھرا ہوا دل ہلکا ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ والدین اگر اولاد کا شکوہ، گلا کریں تو اسے غیبت نہیں کہا جائے گا۔ نہ ہی ایسی گفتگو سننے پر غیبت سننے یا کرنے کا گناہ ہوگا، ہاں مناسب طریقے سے ان کی غلط فہمی دور کرتے رہنا چاہیے۔

☆ بعض والدین چاہتے ہیں کہ ان کی ہر چیز جلد جلد تبدیل کر دی جایا کرے، مثلاً بستر، پہننے کے کپڑے، جوتے، برتن اور دیگر چیزیں وغیرہ اگر اللہ نے وسعت دے رکھی ہو تو ایسا کرتے رہنا چاہیے۔

(۱۱)...... زیر بحث احادیث میں جہاد فی سبیل اللہ کا تذکرہ بھی ہوا ہے۔ جہاد، جدوجہد لفظ سے ہے جس کا مطلب ہے کوشش کرنا۔

◉ اپنے نفس اور جسم کی عادات کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے کی جانے والی کوشش کا نام بھی جہاد ہے۔

◉ اپنے معاشرے کو اسلام پر گامزن رکھنے اور اسلامی عبادات، اسلامی حدود اور اسلامی معاشرت کو عام کرنے کے لیے جو کوشش کی جائے وہ بھی جہاد کہلاتی ہے۔

◉ اصل جہاد جو اسلام کی چوٹی ہے، یہ ہے کہ اسلام کے راستے میں جو بھی رکاوٹ بنے اسے راستے سے ہٹا دیا جائے یقیناً اس مقصد کے لیے تصادم بھی ہوتا ہے اور اسلحہ کا استعمال بھی کرنا پڑتا ہے۔

◉ نبی کریم ﷺ نے جہاد کو اعلائے کلمۃ اللہ کا ذریعہ بتایا ہے۔

◉ جہاد کے بغیر امت کی بقا اور اقوامِ عالم میں اس کا رعب اور وقار پیدا نہیں ہو سکتا۔

◉ جہاد دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کو کافروں کی اذیتوں، ناانصافیوں اور ریشہ دوانیوں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

- اپنی جانوں کو لڑا کر، اپنا مال دے کر اور اپنی زبان سے جہاد کرنے والوں کے لیے اللہ کے ہاں بہت بڑے درجات ہیں۔
- جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔
- عام حالات میں جہاد فرضِ کفایہ ہے جب مسلمان حکومت کسی ملک یا قوم کے خلاف جہاد کی ضرورت محسوس کرے اس وقت حسبِ توفیق لوگوں کا شامل ہو جانا پوری امت کی طرف سے کفایت کرتا ہے، لیکن جب کافر قوتیں مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں، مسلمانوں کے کسی خطے کو تہ و بالا کرنے کے درپے ہو جائیں، مسلمان بچوں اور عورتوں کو جلانے اور ہلاک کرنے میں مصروف ہوں، ان کے گھروں اور مالوں پر قبضہ کر رہے ہوں، تو پھر جہاد فرضِ عین بن جاتا ہے۔
- جہاد فرضِ کفایہ ہو تو بوڑھے والدین کی خدمت کرنا افضل ہے۔ اور جب فرضِ عین ہو جائے، تو پھر جہاد کرنا افضل ہے۔ زیرِ بحث احادیث میں فرضِ کفایہ جہاد کا ذکر کیا گیا ہے۔

مشرک والدین کا حق

[٩] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ يُوْسُفَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: حَلَفَتْ أُمِّيْ أَنْ لَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ حَتَّى أُفَارِقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۖ﴾ وَالثَّانِيَةُ: أَنِّيْ كُنْتُ أَخَذْتُ سَيْفًا فَأَعْجَبَنِيْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَبْ لِيْ هٰذَا، فَنَزَلَتْ ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ﴾ وَالثَّالِثَةُ: أَنِّيْ كُنْتُ مَرِضْتُ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَقْسِمَ مَالِيْ، أَفَأُوْصِيْ بِالنِّصْفِ؟ ((قَالَ)) لَا، فَقُلْتُ: الثُّلُثُ؟ فَسَكَتَ فَكَانَ الثُّلُثُ بَعْدُ جَائِزًا. وَالرَّابِعَةُ: إِنِّيْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَضَرَبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْفِيْ بِلَحْيِ جَمَلٍ، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَحْرِيْمَ الْخَمْرِ))

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن مجید) کی چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئی ہیں: (پہلی آیت تب نازل ہوئی جب) میری والدہ نے قسم اٹھائی کہ وہ نہ کھائے گی نہ پیئے گی یہاں تک کہ میں محمد ﷺ کو چھوڑ دوں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۖ﴾ (لقمٰن: ١٥) ''اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ تو

[٩] صحيح مسلم: ١٧٤٨، الادب المفرد: ٢٤.

میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کے ساتھ رہ۔'' دوسری آیت: (تب نازل ہوئی جب) میں نے ایک تلوار (مالِ غنیمت میں سے) حاصل کی، جو مجھے بہت اچھی لگی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے ہبہ کر دیجیے، تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ ﴾ (الانفال: ۱) ''وہ آپ سے مالِ غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں۔'' تیسری آیت: (اس وقت نازل ہوئی جب ایک دفعہ) میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس (عیادت کے لیے) تشریف لائے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ ہے کہ اپنا مال تقسیم کر دوں تو کیا میں نصف مال کی وصیت کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تیسرے حصے کی؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ لہٰذا اس کے بعد ایک تہائی حصہ مال وصیت کرنا جائز ہو گیا۔ چوتھی آیت: (تب نازل ہوئی جب) میں نے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ شراب پی تھی ان میں سے ایک آدمی نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی میری ناک پر ماردی، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اللہ عزوجل نے شراب کی حرمت نازل کردی۔

فوائد :...... سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔

(۱)...... سیدنا سعد بن ابی وقاص 'کے متعلق' سے مراد ہے کہ ان کو جو مسائل پیش آئے ان کا حل ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتادیا۔

(۲)...... اسلام لانا اس دور میں اس قدر مشکل کام تھا کہ والدین اور بہن بھائی سب اسلام قبول کرنے والے کی جان کے دشمن ہو جاتے تھے اور ان کو سوچ سمجھ کر ایسی تکلیف دیتے جسے سہنا اس کے لیے تمام تکلیفوں سے زیادہ مشکل ہو۔

(۳)...... سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اپنی والدہ سے بہت محبت تھی اس لیے ان کی والدہ نے کھانا پینا ترک کرنے کا اعلان کر دیا، تاکہ سعد اپنے فیصلے سے باز آجائیں۔

یہ آیات سورۂ لقمان کی ہیں جن سے پہلے یہ بھی ہے:

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي

عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴾ (لقمٰن: ١٤)

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق وصیت کی، اس کی ماں نے اسے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

(۴)...... معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت اور احترام ہر حال میں فرض ہے لیکن اگر والدین مشرک اور کافر ہوں تو ان کی اطاعت صرف دنیوی امور میں کی جائے گی۔ اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت ہرگز نہیں کی جائی گی۔ ارشاد نبوی ہے:

''اللہ کی معصیت ہو رہی ہو تو پھر مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔'' ❶

(۵)...... کافر والدین تو عام طور پر مسلمان اولاد کو اپنے سے جدا کر دیا کرتے ہیں، لیکن دورِ حاضر میں سے اکثر مسلمان والدین بھی بچوں کو خلاف شریعت کاموں کا حکم دیتے ہیں اور پھر یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ بچے ہمارا کہنا مانیں گے۔ مثلاً بچوں کو غیر شرعی لباس پہننے اور حرام بناؤ سنگھار کرنے کا حکم دینا، شرعی پردہ نہ کرنے دینا، داڑھی رکھنے پر ٹوکنا، ایسی ملازمت پر مجبور کرنا جس میں حرام سے واسطہ پڑتا ہے، نکاح کرتے ہوئے ان کے لیے دین دار مسلمان کو ترجیح نہ دینا، ایسے علوم پڑھنے پر مجبور کرنا جن کی وجہ سے بہت سے اسلامی شعار اور احکام کو ترک کرنا پڑتا ہے یا ان کی وجہ سے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے وقت ہی نہیں بچتا، بچوں کو قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرنے سے روکنا۔

(۶)...... اس حدیث میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے متعلق آیات کے نزول کا بھی ذکر ہے، انفال نفل کی جمع ہے جس کا مطلب ہے مزید۔ اصطلاحی معنی میں یہ وہ مال و اسباب ہے جو کافروں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ہاتھ لگے جسے غنیمت بھی کہا جاتا ہے۔ چوں کہ مالِ غنیمت پچھلی امتوں کے لیے حرام تھا اور امت محمدیہ کے لیے حلال کیا گیا، اس لیے بھی

❶ مسند الشهاب: ۸۷۳، صحيح بخاری: ۷۲۵۷ معناً.

اسے انفال کہا جاتا ہے۔ گویا یہ امت محمدیہ کے لیے ایک زائد حلال چیز ہے۔ ❶

(۷)...... مال میں سے تہائی حصہ مال کی وصیت کرنا اس شخص کے حق میں جائز ہے جسے شریعت حصہ نہ دیتی ہو اگر وہ شرعی ورثاء میں شامل ہے تو پھر اس کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔

(۸)...... چوتھی آیت کے نزول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عرب کی اکثریت قبل از اسلام اور قبل از حرمتِ خمر شراب پینے کی عادی تھی، البتہ چند صحابہ ایسے بھی ہیں جنھوں نے کبھی جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی تھی۔ شراب کے ساتھ ساتھ ہر وہ چیز حرام ہے جس کے کھانے، پینے، سونگھنے یا جسم میں داخل کرنے سے عقل میں فتور آ جاتا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کا ایک فرق (زیادہ مقدار) نشہ لاتا ہے اس کا ایک قطرہ بھی استعمال کرنا حرام ہے۔'' ❷

لٰہذا نشہ آور اشیاء کی قلیل مقدار بھی استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اس کی خرید وفروخت کرنا بھی حرام ہے۔'' ❸

لٰہذا نشہ آور اشیاء کو کسی بھی مقصد کے لیے نہ تو فروخت کر کے مال کمایا جا سکتا ہے، نہ ہی اسے ہدیہ دیا جا سکتا ہے۔

(۹)...... صحیح مسلم میں اسی طرح کا ایک واقعہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے متعلق بھی ہے جو درج ذیل ہے، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ مشرکہ تھیں۔ ایک دن میں نے ان سے مسلمان ہونے کے لیے کہا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں آپ کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور عرض کیا: میں اپنی ماں کو دین کی دعوت دیتا تھا اور وہ نہیں مانتی تھیں، آج انھوں نے

❶ دیکھیے: تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف۔

❷ ابو داؤد: ۳٦٨٧۔ ترمذی: ١٨٦٦.

❸ بخاری، کتاب البیوع.

آپ کے حق میں وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری، اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میری ماں کو ہدایت دے۔آپ نے فرمایا: ''اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کیجیے۔'' میں خوش ہو کر گھر آیا، دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی، میری ماں نے غسل کیا، اپنا کرتا پہنا اور جلدی جلدی اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور بولی: ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر میں خوشی سے روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! خوش ہو جائیے، اللہ نے آپ کی دعا قبول کی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دی۔ آپ نے یہ سن کر اللہ کی تعریف کی اور بہتر بات کی، پھر میں نے عرض کیا: دعا کیجیے کہ میری اور میری ماں کی محبت اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دل میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ ''یا اللہ! اپنے (ان دو) بندوں کی محبت مومنوں کے دل میں ڈال دیجیے اور ان کے دل میں مومنوں کی محبت ڈال دیجیے۔'' پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے دیکھا یا میرے متعلق سنا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔''❶

(۱۰)...... نبی اکرم ﷺ کے لیے نازیبا کلمات استعمال کرنا آپ کی گستاخی ہے، ایسا کرنے والے کو سمجھایا جائے گا۔ اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے، تو پھر اس سے قطع تعلق بھی کیا جاسکتا ہے۔

(۱۱)...... نبی اکرم ﷺ کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

(۱۲)...... اسلام لانے سے پہلے غسل کرنا واجب ہے تاکہ جسم پر شرک کی حالت میں جو میل کچیل لگی تھی وہ دھل جائے۔

(۱۳)...... پاکیزہ اور ارفع عقیدہ توحید جب کسی دل میں داخل ہوتا ہے تو شرک، کفر، نفاق، الحاد، جیسے تمام برے عقیدوں کی گندگی ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۴)...... اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو جہنم سے بچانے کے لیے عملی کوشش

❶ صحیح مسلم: ۲۴۹۱۔

کرنا اور انھیں اسلام کی دعوت دینا مسلمان پر فرض ہے، نیز ان کے لیے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔

(۱۵)...... کسی کے مسلمان ہونے پر مسرت کا اظہار کرنا جائز ہے اور اس کا اعلان کرنا بھی جائز ہے۔

(۱۶)...... اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جن دنوں صلح حدیبیہ ہو چکی تھی، اس زمانہ میں میری والدہ جو مشرکہ تھی مکہ سے مدینہ میرے پاس آئی، اس کے ساتھ اس کا باپ (اسماء کا نانا) بھی تھا۔ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میری ماں آئی ہیں اور انھیں اسلام سے نفرت ہے، کیا میں ان سے حسن سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! تم اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔" ❶

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ نے ان سے مالی مدد مانگی تھی۔ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "ہاں! تم اس سے صلہ رحمی کرو۔" ❷

اس حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ کافر اور مشرک ماں باپ کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے گا۔ یعنی نرمی سے بات کرنا، مالی مدد کرنا، تیمارداری کرنا اور ملاقات کے لیے جانا۔

(۱۷)...... سب سے بڑا حق کافر و مشرک والدین کا یہ ہے کہ اولاد ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتی رہے تاکہ وہ جہنم کی آگ سے بچ سکیں۔

---

❶ صحیح بخاری: ٢٦٢٠.

❷ صحیح مسلم: ١٠٠٣.

حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون؟

[۱۰] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِالصُّحْبَةِ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ((أَبَاكَ)) قَالَ: فَيَرَوْنَ أَنَّ لِأُمِّكَ الثُّلُثَيْنِ، وَلِأَبِيْكَ الثُّلُثَ، قِيْلَ لِسُفْيَانَ: فِي الْحَدِيْثِ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَارَةَ قَالَ: أَرَاهُ، سَأَلْتُ عُمَارَةَ، فَجَاءَ بِهٖ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے حسنِ سلوک کا حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تمھاری والدہ۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''(پھر) تمھارا باپ ہے۔'' (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: پس وہ ماں کے لیے دو تہائی اور باپ کے لیے ایک تہائی خیال کرتے تھے۔

حدیث کے متعلق سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا، انھوں نے کہا: جی ہاں! میں نے ابن شبرمہ سے سنی اور وہ عمارہ سے بیان کرتے تھے۔ علی بن عبداللہ (استاذ امام بخاری نے) کہا: میرا بھی

---

[۱۰] شرح مشکل الآثار ٤/ ۳۷۰، رقم: ۱٦۷۱، صحیح بخاری، رقم: ٥۹۷۱، (شرح مشکل الآثار اور مسند حمیدی (۱۱٥۱) میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔) سنن ابن ماجة: ۲۷۰٦.

یہی خیال ہے کیوں کہ میں نے عمارہ سے پوچھا تھا تو وہ بھی اسی سند کے ساتھ حدیث لائے۔ ❶

[۱۱] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ((ثُمَّ أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أبوكَ))

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے میرے اچھا سلوک کرنے کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھاری والدہ۔'' اس نے کہا: پھر (اس کے بعد) کون؟ فرمایا: ''تمھاری ماں۔'' اس نے کہا: پھر (اس کے بعد) کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تمھارا باپ۔''

[۱۲] حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ))، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ))، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَبَاكَ))

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! میں کس سے زیادہ حسنِ سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' سوال کرنے والے نے کہا: پھر کس سے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی والدہ سے۔'' اس نے پھر پوچھا، پھر کس سے؟ آپ نے

---

❶ اصل میں ابن عیینہ رحمہ اللہ ثقہ مدلس ہیں اور بقول راجح مدلس کی عن سے بیان کی گئی روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی، جب تک اس کی تحدیث نہ بیان ہو، تو امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کی تحدیث بیان کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

[۱۱] صحيح بخاري: ۵۹۷۱.

[۱۲] الادب المفرد: رقم: ۵؛ إرواء الغليل: ۸۳۷.

فرمایا: ''اپنی والدہ سے۔'' اس نے کہا: پھر کس سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے والد سے۔''

فوائد :...... (۱) ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام جو حکم قرآن حکیم میں آتا تھا اس کی عملی صورت سمجھنے کے لیے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث قرآن حکیم کی تفسیر بھی بیان کرتی ہیں اور یہ ایسی تفسیر ہے جس کے صحیح اور حسن ہونے کی صورت میں اس پر عمل کرنا قرآن حکیم پر عمل کرنے کی طرح ہی فرض ہے۔

(۲)...... یہ احادیث قرآن حکیم کی ان آیات کی تفسیر بیان کرتی ہیں:

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَ لِوَالِدَيْكَ ۭ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ ﴾ (لقمٰن : ١٤)

''اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ اپنے ماں باپ سے بہترین سلوک کرے، اس کی ماں نے اسے تھک تھک کر اپنے پیٹ میں رکھا، دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا (ان دلائل کے ساتھ) تجھ پر لازم ہے کہ تو میرا اور اپنے ماں باپ کا احسان مانے اور میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

''اور ہم نے انسان کو تاکید کر کے کہہ دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اس کی ماں نے اس کو تکلیف اٹھا کر کوکھ میں اٹھایا اور تکلیف اٹھا کر جنا اور دودھ چھڑایا، تیس مہینوں کی مدت گزری، اس کے بعد وہ بچے سے بڑھ کر جوان ہوا اور چالیس برس کا ہوگیا۔ اس نے کہا ''اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کیجیے کہ آپ کے اس احسان کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور اس کی کہ میں وہ کام کروں جسے آپ پسند کریں اور میری اولاد کو نیک کر دیجیے، میں آپ کی طرف لوٹ کر آیا اور میں آپ کے فرماں برداروں میں سے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ہم اچھے کام قبول کرتے ہیں اور برے کاموں سے درگزر کرتے ہیں یہ جنت والوں میں سے ہوں گے یہ سچائی کا وعدہ

ہے جوان سے کیا گیا ہے۔" (الاحقاف:۱۵)

(۳)...... ان آیات سے یہ پتا چلتا ہے کہ ماں بچے کے لیے باپ کی نسبت دوگنا یا دوطرح کی تکلیف برداشت کرتی ہے۔

(۱) حمل کی تکلیف (۲) ولادت اور رضاعت وغیرہ کی تکلیف۔

جب کہ باپ ماں اور بچے کی کفالت اور ان کی دیکھ بھال اور تحفظ کی تکلیف برداشت کرتا ہے جو حمل، ولادت اور رضاعت کی تکلیف کے مقابلے میں کم ہے۔

(۴)...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی لیے ماں کی خدمت کو والد کے مقابلے میں دوگنا زیادہ قرار دیتے تھے۔

(۵)...... حدیث: ۱۲ میں جس شخص نے سوال کیا، اسے آپ نے سب سے زیادہ یعنی تین بار ماں کے حق کا ذکر کیا اور چوتھی بار باپ کے حق کا ذکر کیا۔

(۶)...... ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی رشتوں میں سے سب سے زیادہ حق انسان پر اس کے والدین کا ہے اور والدین میں سے بھی زیادہ حق والدہ کا ہے اور پھر باپ کا حق ہے۔

(۷)...... ماں کا حق زیادہ کیوں ہے اس کی وجوہات کا ذکر قرآن حکیم کی آیات میں بتا دیا گیا ہے مزید تفصیل سمجھنے کے لیے غور کیجیے:

- باپ صرف ایک فعل کرتا ہے جس میں ماں بھی شامل ہوتی ہے، لیکن اس فعل سے انسان کے بچہ بننے کے لیے ماں کا رحم ہی کام دیتا ہے، دنیا کی کوئی اور جگہ اس کے لیے مناسب نہیں ہوتی۔
- حمل کے ساتھ ہی ماں کو کئی طرح کی بیماریاں گھیر لیتی ہیں، مثلاً جی متلانا، کچھ نہ کھایا جانا، خون کی کمی، چکر آنا، کمر میں درد، چلنے پھرنے اور کام کاج میں مشکل پیش آنا، ولادت کے وقت جو درد ہوتا ہے وہ چند گھنٹے سے لے کر کئی دنوں پر بھی محیط ہو سکتا ہے، نیز یہ درد ایسا ہے کہ اس کے مقابلے میں دیگر تمام زخموں یا تکلیفوں کا درد کم تکلیف دہ ہوتا ہے۔
- پیدائش کے بعد بچے کو دودھ پلانا، اس کی طہارت کرنا، اسے لباس پہنانا،

وغیرہ بھی ماں ہی کی ذمہ داری ہے۔

❁ بچہ بستر گیلا کردے یا کپڑے یہ ماں ہی ہے جو اسے خشک جگہ پر لٹاتی ہے۔

❁ بچے کی بیماری میں ماں ہی راتیں جاگ کر گزارتی اور اسے چپ کرانے اور سلانے کے جتن کرتی ہے۔

❁ ماں ہی بچے کو موسم کے اثرات سے بچانے اور بیماریوں اور دیگر نقصانات سے بچانے کی تدبیر کرتی ہے۔

❁ ماں کے اندر باپ کی نسبت کئی گنا زیادہ محبت ہوتی ہے۔ ماں کے اگر بیس بچے بھی ہوں تو وہ سب سے یکساں پیار کرتی ہے، ماں کے لیے ہر بچہ اہم اور محبوب ہوتا ہے، چاہے وہ اچھا ہو یا برا، فرماں بردار ہو یا نافرمان۔

❁ بچہ نافرمان ہو، نکما ہو، برا ہو اس پر تکلیف بھی سب سے زیادہ ماں ہی کو ہوتی ہے جب کہ اس کے نیک اور فرماں بروار ہونے کی صورت میں ماں ہی کے سینے کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور وہ راحت اور مسرت محسوس کرتی ہے۔

❁ ماں بچے کو مار پیٹ کرے تب بھی اسی کے دل کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کا جی چاہتا ہے کہ بچے کو میں نے جس قدر جھڑکا تھا اس سے کئی گنا زیادہ پیار کروں۔

❁ ماں کبھی نہیں چاہتی کہ اس کا بچہ اس کی نظروں سے جدا ہو۔

❁ ماں کبھی نہیں چاہتی کہ اس کے بچے کو جسمانی یا نفسیاتی تکلیف پہنچے۔ لہٰذا مسلمان ماں کبھی نہیں چاہے گی کہ اس کا بچہ جہنم میں جائے، بلکہ وہ اسے جنت میں لے جانے والے اعمال پر آمادہ کرتی اور اسے عقیدہ توحید سکھاتی ہے۔

❁ قرابت کے لحاظ سے ماں ہی بچے کے سب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ [1]

[1] ماں کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ تاکید کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ باپ کے مقابلے میں جسمانی اعتبار سے بھی کمزور ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا زیادہ خیال رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تمام کمزور طبقوں کے بارے میں اسلام کا یہی انداز ہے۔ جہاں تک حکم ماننے کا تعلق ہے تو باپ کا حق مقدم ہے، حتیٰ کہ بچوں کی ماں بھی اس (اپنے شوہر) کا حکم ماننے کی پابند ہے۔ (ش ح)

(۸)...... صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ (۲۵۴۸) میں یہ حدیث اسی طرح مروی ہے اور اس میں پہلی تین بار کے استفسار پر ماں کا ذکر ہے اور چوتھی بار استفسار پر باپ کا ذکر ہے۔

(۹)...... صحیح مسلم (۲۵۴۸/۱) میں ایک روایت میں تین بار ماں کا ذکر اور چوتھی بار باپ کا ذکر ہے۔ مسلم (۲۵۴۸/۲) میں دو بار ماں کا ذکر اور تیسری بار باپ کا ذکر ہے اور اس کے بعد یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر جو قریب ہو، پھر اس کے بعد جو قریب ہو۔ ❶

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے میں اور ان سے اچھا سلوک کرنے اور ان پر خرچ کرنے میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا۔ اس ضمن میں یہ حدیث بھی واضح ہے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ذات سے (خرچ کرنا) شروع کر، جب اس سے بچ رہے تو اہل و عیال پر، اس سے بچ رہے تو رشتہ داروں پر اور ان سے بچ رہے تو تو اس طرح اور اس طرح غیر رشتہ داروں پر خرچ کر۔'' ❷

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری ماؤں کے متعلق (یعنی ان سے حسنِ سلوک کرنے کی) وصیت کرتا ہے اور تمھیں تمھارے باپوں کے متعلق (ان سے حسنِ سلوک کرنے کی) وصیت کرتا ہے، پھر تمھیں اپنے قریبی اور ان کے بعد دوسرے قریبی رشتہ داروں کے متعلق (حسنِ سلوک کی) وصیت کرتا ہے۔'' ❸

(۱۰)...... ماں کی خدمت و اطاعت کرنے اور اس کی نافرمانی سے بچنے پر درج ذیل احادیث بھی موجود ہیں:

سیّدنا ابوعیسیٰ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، بخل و گداگری اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور اس نے فضول گفتگو اور بحث کرنے کو، کثرت سے سوال کرنے کو اور

---

❶ صحیح مسلم، رقم: ۲۵٤۸؛ صحیح بخاری: تعلیقاً: ۵۹۷۱۔ سنن ابن ماجه: ۲۷۰٦.
❷ صحیح مسلم: ۹۹۷.
❸ سلسلة الصحیحة: ۱٦٦٦.

مال کو ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔“ ❶

(۲۳)...... ماؤں کی خدمت کے ہمیں بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

☆:...... سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کھجور کے درخت کی قیمت ایک ہزار دینار ہو چکی تھی۔ سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور کا تنا کھوکھلا کر کے اس سے گودا باہر نکال لیا کیوں کہ ان کی والدہ نے اس کے کھانے کی خواہش کی تھی۔ کسی نے دیکھا تو کہا کہ آپ نے اتنا قیمتی درخت گودا نکال کر ضائع کر دیا۔ آپ نے کہا: میری والدہ نے اس کی خواہش کی تھی اور میں جو چیز انھیں لا کر دے سکتا ہوں، انھیں ضرور لا کر دوں گا۔ ❷

☆:...... حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ کہتی ہیں کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ اپنی والدہ کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ وہ حجازی اور نرم و رنگین کپڑے پسند کرتی تھیں۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ جب ان کے لیے کپڑے خریدتے تو اس کی مضبوطی کی بجائے اس کی نرمی مدنظر رکھتے۔ ہر عید کے موقع پر ان کی والدہ کے لیے کپڑے رنگے جاتے۔

محمد بن سیرین ان کے سامنے اس طرح دھیمی آواز میں باتیں کرتے جیسے کانا پھوسی کر رہے ہوں۔ ❸

کیوں کہ وہ اپنی والدہ کے سامنے اونچی آواز میں بولنے کو بے ادبی خیال کرتے تھے۔

☆:...... سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے خود کو جنت میں دیکھا۔ وہاں مجھے ایک تلاوت کرنے والے کی آواز سنائی دی جو قرآن حکیم پڑھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟“ ملائکہ نے جواب دیا: حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ صحیح بخاری: ۵۹۷۵.

❷ طبقات ابن سعد: ٤/ ٥٢، طبع دارالکتب العلمیه بیروت.

❸ طبقات ج۷ صفحه ۱٤۸، طبع دارالکتب العلمیه بیروت.

نے فرمایا: ''نیکی کا یہی اجر ہے، حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ اپنی والدہ سے حسن سلوک کرنے والے تھے۔'' ❶

☆:...... طیسلہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا ہے جسے میں کبیرہ گناہوں میں سے سمجھتا تھا۔ میں نے اس کا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا۔ انھوں نے پوچھا: تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اس طرح اور اس طرح۔ انھوں نے کہا: یہ گناہ کبائر میں سے نہیں ہے۔ کبیرہ گناہ تو یہ ہیں:

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) ناحق قتل کرنا (۳) میدانِ جہاد سے فرار ہونا (۴) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۵) سود کھانا (۶) یتیم کا مال کھانا (۷) مسجد میں الحاد کرنا (۸) تمسخر کرنا (۹) والدین کی نافرمانی کرنا۔

پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم آگ سے ڈرتے ہو؟ میں نے کہا: قسم اللہ کی! جی ہاں۔ انھوں نے پوچھا: کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، میری والدہ زندہ ہیں۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے رہو اور اپنی والدہ سے نرمی سے بات کرو، اسے کھانا کھلاؤ تو تم ضرور جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' ❷

☆:...... سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمھاری ماں زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمھاری خالہ زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اس سے حسن سلوک کرو۔'' ❸

---

❶ مسند احمد: ٦/ ٣٦، رقم: ٢٤٠٨٠۔ مسند حمیدی: ٢٨٧۔ مستدرك حاكم: ٣/ ٢٠٨۔ الصحيحة: ٩١٣ .

❷ الادب المفرد: ٨؛ سلسلة الصحيحة: ٢٨٩٨ .

❸ ترمذی، ١٩٠٤، قال الألبانی: صحیح .

والدین کی خدمت اور جہاد فی سبیل اللہ

[١٣] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُجَاهِدُ؟ قَالَ: ((لَكَ أَبَوَانِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ))

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا میں جہاد میں شریک ہوجاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے والدین (زندہ) ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر انھی (کی خدمت) میں جہاد کر۔''

فوائد:...... (١) یہ حدیث صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ (٢٥٤٩) میں بھی مروی ہے۔

(٢)...... معلوم ہوا کہ بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا جہاد سے بھی افضل نیکی ہے۔

(٣)...... مولانا داؤد راز اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ یہ افضل نیکی اس صورت میں ہے جب جہاد فرض کفایہ ہو۔ کیوں کہ جہاد تو اس شخص کی جگہ پر کوئی دوسرا شخص بھی کر لے گا، لیکن اس کے والدین کی خدمت اس کی جگہ پر کوئی اور نہیں کر سکے گا۔ ❶

(٤)...... یاد رہے کہ والدین کی خدمت یوں تو کسی بھی شخص سے کروائی جاسکتی ہے یا اجرت پر ملازم بھی رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن والدین کو جو ٹھنڈک اور خوشی بچے کو اپنی خدمت کرتے دیکھ کر ہوتی ہے وہ کسی اور کے خدمت کرنے سے ہرگز نہیں ہوسکتی۔

دورِ حاضر میں اکثر لوگ والدین کے لیے ملازم رکھ لیتے ہیں یا پھر خود ان سے دور رہتے

---

[١٣] صحيح بخاري: ٥٩٧٢؛ صحيح مسلم: ٢٥٤٩.

❶ شرح بخاري: ٧/ ٤٠٦.

ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کی بجائے کوئی دوسرا رشتے دار ان کی خدمت کا فریضہ انجام دے لے گا۔ ایسے لوگ غلطی کا شکار ہیں، انھیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جب یہ بچے تھے تو ان کے والدین نے ان کی پرورش خود کی تھی۔ انھیں اپنی نظروں میں رکھا، اپنی گود میں کھلایا اور اپنے ہاتھوں ان کے تمام کام کیے تھے۔ ان کی توتلی اور مہمل باتوں پر وہ خوشی محسوس کیا کرتے تھے، ان کی ناک صاف کرتے، ان کا پاخانہ دھوتے اور ان کی قے وغیرہ بغیر کسی نفرت کے صاف کیا کرتے تھے۔ والدین کی خدمت کا اصل حق یہ ہے کہ اب جب کہ والدین بوڑھے اور کمزور ہو چکے ہیں خود کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے، بچے ان کو بھی اسی طرح کھلائیں، ہنسائیں، ان کا خیال رکھیں اور ان کی بڑھاپے کی کئی بار سنائی ہوئی باتیں بار بار سن کر ''جی اچھا'' کہہ کر ان کا دل خوش کریں جس طرح والدین نے بچوں کو بچپن میں خوش رکھا تھا۔

والدین کی مرضی کے بغیر جہاد نہ کرنے کا حکم

[١٤] حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ ، وَتَرَكَ أَبَوَيْهِ يَبْكِيَانِ؟ قَالَ: ((ارْجِعْ إِلَيْهِمَا ، فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا))

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس، ہجرت پر بیعت لینے کے لیے آیا، جب کہ وہ اپنے والدین کو روتے ہوئے چھوڑ آیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے پاس لوٹ جا اور انھیں ہنسا جیسے تو نے انھیں رلایا ہے۔''

فوائد :...... (۱) معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت ہجرت سے بھی افضل نیکی ہے۔ یہ شخص دارالاسلام مدینہ منورہ میں اپنے علاقے سے ہجرت کر کے آیا تھا جب کہ مکہ مکرمہ کی فتح کے بعد ہجرت کا حکم منسوخ ہو چکا تھا، البتہ اگر کسی علاقے یا شہر میں لوگ دین پر عمل کرنا کسی مسلمان کے لیے مشکل بنا دیں یا ممکن نہ رہنے دیں، تو پھر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہجرت کر کے کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں اسے دین پر عمل کرنے میں دوسروں کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اگر دنیا میں ایسی کوئی جگہ نہ ہو یا وہاں تک پہنچنا ممکن ہی نہ ہو تو ایسا شخص معذور ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے:

﴿ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ ﴾ (النساء: ٩٨)

''مگر وہ نہایت کمزور مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ کسی تدبیر کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ کوئی راستہ پاتے ہیں۔''

[١٤] الادب المفرد للبخاري : ١٣؛ سنن ابي داؤد: ٢٥٢٨ وقال الألباني: صحيح.

(۲)...... وہ شخص اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑ آیا تھا کیوں کہ وہ یہ نہیں چاہ رہے تھے کہ ان کا بیٹا ان کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا جائے۔

(۳)...... ان والدین کا غالباً کوئی اور بیٹا یا اولاد نہیں تھی، ورنہ وہ اسے ہجرت جیسے افضل عمل سے نہ روکتے۔

(۴)...... اگر ماں باپ کو کسی وجہ سے کوئی تکلیف اپنی طرف سے پہنچ گئی ہو تو اس کا ازالہ کرنے کے لیے ان سے زیادہ اچھے طریقے سے سلوک کرنا چاہیے، یہاں تک کہ وہ اپنی اولاد پر خوش ہو جائیں۔

(۵)...... صحیح مسلم میں یہ روایت اس طرح ہے: ایک شخص نے عرض کیا: میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اللہ سے ثواب کا طلب گار ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''تمھارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے کہا: دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ سے ثواب کا خواہاں ہے؟'' اس شخص نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم ان کے پاس چلے جاؤ اور ان سے حسنِ سلوک کرو۔''❶

(۶)...... اس حدیث کی عملی تشریح درج ذیل واقعے سے خوب ظاہر ہوتی ہے:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک صحابی سیّدنا امیہ رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی بینائی بھی کھو چکی تھی۔ ان کے بیٹے کعب اپنے باپ کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ پھر یوں ہوا کہ مدینہ منورہ سے بہت دور جنگ چھڑ گئی، اس جنگ میں کعب بھی شامل ہونے کے لیے چلے گئے۔ سیّدنا امیہ رضی اللہ عنہ کا کعب کے علاوہ کوئی خدمت گار نہ تھا۔ انھوں نے چند روز تو بیٹے کے بغیر گزارے، لیکن پھر وہ صبر نہ کر سکے اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت سپہ سالار کو پیغام بھجوایا کہ کلاب بن امیہ کو واپس بھیج دیا جائے۔ کعب کو جب حکم ملا تو وہ امیر المومنین کے حکم کی اطاعت میں واپس مدینہ آ گئے۔ سب سے پہلے مسجد نبوی میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے

❶ حدیث: ۲٥٤٩.

انھیں بتایا کہ آپ کے والد کو آپ کی عدم موجودگی میں بہت تکلیف ہوئی، اس لیے بلایا ہے۔ نہ معلوم آپ اپنے والد کی کس طرح خدمت کرتے ہیں؟ کلاب نے عرض کیا: میں اپنے باپ کی ویسی ہی خدمت کرتا ہوں جیسے ایک بیٹے کو اپنے باپ کی خدمت کرنا چاہیے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے سامنے خدمت کرکے دکھاؤ۔ کلاب اپنی جگہ سے اٹھے، اونٹنی کے پاس گئے، اس کے تھن دھوئے، پھر برتن لے کر دودھ دوہیا، جب برتن بھر گیا تو اس پر کپڑا ڈال کر برتن ڈھک دیا اور مسجد میں لے آئے۔ اس اثناء میں سیّدنا امیہ رضی اللہ عنہ کو بھی مسجد میں لایا گیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ایک طرف بٹھالیا اور یہ نہیں بتایا کہ کعب آچکا ہے۔ پھر کلاب سے کہا کہ خاموشی سے اپنے باپ کو دودھ کا پیالا دو۔ چنانچہ انھوں نے بغیر کوئی بات کیے اپنے باپ کو پیالا پکڑا دیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کو یہ دودھ کا پیالا کس نے دیا ہے؟ سیّدنا امیہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے یہ تو پتا نہیں کہ دودھ کا پیالا کس نے دیا ہے، لیکن اس پیالے سے مجھے کلاب کی خوشبو آرہی ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ پیالا آپ ہی کے بیٹے کلاب نے پیش کیا ہے۔ پھر کلاب سے فرمایا: آپ گھر میں رہ کر اپنے والد کی خدمت کریں۔ یہی آپ کا جہاد ہے چنانچہ کلاب پھر پہلے کی طرح باپ کی خدمت میں جت گئے۔ ❶

دراصل بچہ والدین کے جسم اور خون کا ایک حصہ ہوتا ہے اس کی زندگی کے تقریباً پندرہ سال اپنی ماں اور باپ کے ساتھ گزرتے تھے۔ (اب تو بچے دن رات نیٹ، موبائل اور اس کی تصویروں کے ساتھ گزارتے ہیں) نتیجہ یہ کہ والدین اس کے قدموں کی چاپ، اس کے سانس کی آواز، اس کے مختلف کام کرنے کے انداز ہی سے یہ جان جایا کرتے ہیں کہ ان کا کون سا بیٹا یا بیٹی یہ کام کررہی ہے۔ نیز انھیں بچے سے اتنی محبت ہوتی ہے کہ وہ بچے کی قربت کو بھی بڑی جلدی بغیر دیکھے بھی محسوس کرلیتے ہیں اور ان کی جدائی پر پریشان بھی سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر بچہ اپنے ماں باپ کے پاس ان کے بڑھاپے میں چوبیس گھنٹے بھی گزاردے تو وہ اپنے بچپن کی ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کرسکتا۔

❶ الإصابة في تمييز الصحابة: ٥/ ٤٦١.

صلہ رحمی رزق میں فراخی کا ذریعہ

[۱۵] حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔''

فوائد :...... (۱) اس حدیث میں صلہ رحمی کا ذکر ہے جسے یہاں ذکر کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ رحم مادر ہی تمام رشتوں کے ظہور کا سبب ہے۔ ماں کی وجہ سے ننھیال کا رشتہ جڑتا ہے۔ ماں ہی کے نکاح کی وجہ سے باپ کی طرف کے تمام رشتہ داروں سے قربت پیدا ہوتی ہے۔ ماں ہی کی وجہ سے بہن بھائیوں کے ساتھ اور ان کی اولاد و احفاد کے ساتھ رشتہ جڑتا ہے۔

(۲)......رحم ماں کے پیٹ کے اندر اس تھیلی کا نام ہے جس میں بچہ نشوونما پاتا اور جنین کی صورت میں ماں کے خون سے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔ صلہ کا مطلب جڑنا ہے، صلہ رحمی کا مرادی مفہوم یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے۔

(۳)...... چوں کہ ماں اور باپ تمام رشتہ داروں کی نسبت زیادہ قریبی ہیں اور انھی سے رحم کا تعلق سب سے زیادہ مضبوط ہے، اس لیے ان سے حسنِ سلوک کرنا تمام رشتہ داروں کے مقابلے میں اولیٰ ہے۔

[۱۵] صحیح بخاری: ۵۹۸۵؛ صحیح مسلم: ۲۵۵۷.

(۴)...... رقم الحدیث (۱۷) میں والدین سے صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کا نام بھی موجود ہے جو آگے آ رہی ہے۔

(۵)...... رزق میں برکت اس طرح ہے کہ انسان والدین اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا ہے تو اسے مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور دوسروں پر اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کیا جائے تو وہ ایک صدقہ یعنی نیکی ہے۔ اس نیکی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرۃ: ۲۶۱)

”جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا دے اور اللہ کشادگی والا اور علم والا ہے۔“

لہٰذا اللہ کے راستے میں ایک درہم خرچ کرنے پر دس درہم خرچ کرنے کے اجر کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

(۶)...... برکت ایک اَن دیکھی چیز ہے۔ جس کا اصل مطلب بڑھنا ہے، لیکن اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کوئی کام جس مقصد کے لیے کرے چاہے وہ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے تھوڑا کرے، لیکن اس کے ثمرات زیادہ حاصل ہو جائیں۔ جیسے کم کھانا ہونے کے باوجود زیادہ لوگوں کا اس سے پیٹ بھر لینا۔ کھانا بہت خشک اور کم ہونے کے باوجود اس سے جسمانی طاقت کا حاصل ہو جانا وغیرہ۔

جو شخص والدین یا رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے اس کے رزق میں مذکورہ نوعیت کی برکت پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات جتنا خرچ کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس جتنا یا اس سے زیادہ کسی ذریعے سے لوٹا بھی دیتا ہے۔

(۷)...... عمر کا لمبا ہونا اسی برکت کا باعث ہے۔ کیوں کہ انسان رشتہ داروں کے اور

والدین کے حقوق ادا کر کے مطمئن رہتا ہے، اسے ذہنی پریشانیاں لاحق نہیں ہوتیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ والدین اور رشتہ داروں کی دعائیں بھی اسے حاصل ہوتی رہتی ہیں، اس لیے اس کی عمر لمبی ہوتی ہے۔

(۸)......عمر لمبی ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی عمر میں اس قدر زیادہ نیکیاں کر جاتا ہے کہ ایک عام آدمی اتنی عمر میں اس قدر نیکیاں نہیں کر پاتا۔ مزید تشریح کے لیے دیکھیے رقم الحدیث: ۲۹۔ ❶

[١٦] حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ قَالَ : مَا عَرِضْتُ قَوْلِي عَلَى عَمَلِي إِلَّا خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مُكَذِّبًا

[۱۶] ابراہیم تیمی رحمہ اللہ نے کہا: ''میں نے اپنے گفتار اور کردار کو جب ملایا تو مجھے ڈر ہوا کہ میں شریعت کے جھٹلانے والے (کافروں) سے نہ ہو جاؤں۔''

فوائد:...... (۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کا قول یہاں نقل کیا ہے، درحقیقت وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ والدین کی جس قدر ہوسکتا ہے خدمت کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود جتنی اس کے متعلق باتیں اور اس کے فضائل میں احادیث بیان کرتا ہوں ان کے مقابلے میں میرا عملِ خدمت بہت حقیر ہوتا ہے اور والدین کی خدمت کرنے کے باوجود

❶ عمر میں اضافہ حقیقی طور پر بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾ (الرعد: ۳۹)
''اللہ مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔''
عمر میں اضافے کی ایک شکل یہ ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ایسے نیک اعمال کرنے کی توفیق دیتے ہیں جو دیرپا ہوتے ہیں اور انسان کے مرنے کے بعد بھی اسے فائدہ پہنچاتا رہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ (یٰس: ۱۲) ''بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ رہے ہیں جو عمل انھوں نے آگے بھیجے اور ان کے چھوڑے ہوئے نشان بھی اور جو بھی چیز ہے ہم نے اسے ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔'' (ش ح)

[١٦] صحيح بخاري: قبل الحديث : ٤٨ .

مجھے یوں لگتا ہے کہ کہیں میں ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جو شریعت کے احکام تو بتاتے ہیں، لیکن ان پر کماحقہ عمل نہ کر کے اسے جھٹلانے کا سبب بن جاتے ہیں۔

(۲)...... اس اثر میں ابراہیم تیمی کی کسرِ نفسی نظر آتی ہے، وہ خدمتِ والدین کے عمل کو انجام دینے کے باوجود کم سمجھتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی ان کی خدمت زیادہ سے زیادہ کرنے کے باوجود اپنے عمل کو کم سمجھنا چاہیے۔

(۳)...... انسان کو اس غرور میں کبھی نہیں آنا چاہیے کہ وہ بہت نیکیاں کر رہا ہے اور اس کی نجات یقینی ہے۔

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے رزق اور عمر میں اضافہ

[١٧] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ : حَدَّثَنَا حَزْمُ بْنُ أَبِي حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ : سَمِعْتُ مَيْمُونَ بْنَ سِيَاهٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمْرِهِ ، وَ يُزَادَ لَهُ فِي رِزْقِهِ ، فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ))

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے اور اس کے رزق میں فراخی کی جائے تو وہ اپنے والدین سے حسنِ سلوک کرے۔''

فوائد :...... اس حدیث کی تشریح رقم الحدیث: ۱۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

[١٧] مسند احمد: ٣/ ٢٢٩، رقم: ١٣٤٠١ قال شعيب الأرنوؤط: اسناده حسن.

والدین کی بددُعا رد نہیں ہوتی

[۱۸] حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَهُنَّ، لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین قسم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی بددعا، مسافر کی دعا اور والدین کی اپنی اولاد کے لیے بددعا۔''

فوائد: ...... (۱) اس حدیث میں دعاؤں کی قبولیت کا ذکر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی اولاد کے خلاف بددعا قبول ہوتی ہے۔

(۲)...... دعا اللہ تعالیٰ جس کی چاہے اور جب چاہے قبول کرلے، لیکن شریعت نے اس کی قبولیت کے آداب و شرائط بھی بتائے ہیں، لہٰذا ان کو ملحوظ رکھ کر دعا کرنی چاہیے۔

(۳)...... مظلوم چاہے مسلمان ہو چاہے کافر، نیک ہو یا بد، اس کی بددعا قبول ہوتی ہے کیوں کہ تکلیف کی وجہ سے مظلوم آدمی کے دل سے بددعا نکلتی ہے، اس لیے کسی شخص پر ظلم کرنے سے بچنا چاہیے، چاہے وہ ایک رتی یا ایک پائی ناحق لینے پر مشتمل ہی کیوں نہ ہو۔

ظلم کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں: کسی کا حق اسے نہ دینا، کسی کے جائز کام میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرنا، کسی کا مال ناحق لے لینا، کسی کو برا بھلا کہنا یا گالی دینا، رشوت دے کر کسی کی نشست یا اسامی پر قبضہ کرکے اسے محروم کروا دینا، کسی کے گھر کے اندر جھانکنا،

[۱۸] الادب المفرد للبخاري: ۳۲، ابوداود: ۱۵۳۶، قال الألباني: حسن.

کسی کے ذاتی کاموں میں مداخلت کرنا، کسی پر بہتان لگانا، کسی کی برائی یا عیب کی تشہیر کرنا۔

(۴)...... مسافر جب گھر سے نکلتا ہے تو وہ سفر میں مشقت جھیلتا ہے، اور مشقت میں دل اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے، مسافر گھر والوں سے دور ہوتا ہے، اپنے گھر کے پرسکون ماحول سے کٹ جاتا ہے، مسافرت میں اجنبی لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اور بہت سی ناگوار باتیں بھی سہنی پڑتی ہیں اس لیے مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۵)...... والدین کی نیک دعا اپنی اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے، لیکن جب ان کا دل دکھے اور ان کے منہ سے اولاد کے لیے بددعا نکل جائے تو وہ قبول ہو جایا کرتی ہے۔

(۶)...... اس حدیث میں نبی ﷺ نے اولاد کو تنبیہ کی ہے کہ وہ ان کی دل آزاری نہ کیا کریں بلکہ ان کا دل خوش کیا کریں تاکہ ان کے منہ سے اولاد کے لیے دعائیں نکلیں، بددعا نہ نکلے۔

(۷)...... والدین سے اگر اللہ کے لیے اچھا سلوک کیا جائے تو اس کی وجہ سے آفات ٹل جایا کرتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ غار والوں کے قصے سے پتا چلتا ہے۔

(۸)...... اہلِ دنیا کا تجربہ بھی یہی ہے کہ والدین کو خوش رکھنے سے ان کی دعائیں ملتی ہیں اور ان کو ناراض کرنے سے اپنی اولاد نافرمان ہوتی ہے، رزق کی برکت ختم ہو جاتی ہے اور گھر کا سکون غارت ہونے کے ساتھ ساتھ بدبختی مقدر بن جایا کرتی ہے۔

(۹)...... صحیح مسلم میں بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد جریج کا واقعہ بیان ہوا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص جنگل میں اپنے کٹیے میں عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں آئی اور اسے آواز دی، اس نے نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہوا، تیسرے دن پھر ایسا ہوا۔ ماں نے کہا: اللہ تجھے موت نہ دے جب تک تو کسی بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے، اس جنگل میں ایک بدکار عورت رہتی تھی۔ اس نے (کسی بدکار مرد سے) زنا کیا اور کہا میرا بچہ اس کٹیا والے کا ہے۔ لوگوں نے اس شخص کو مارا پیٹا۔ اس عابد

شخص نے بچے سے پوچھا تو اس نے کہا: میں فلاں کا بیٹا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو یہ واقعہ سنایا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کر کے فرمایا کہ ماں نے صرف اتنی ہی بددعا دی تھی اگر کوئی اور بددعا دیتی تو وہ بھی پوری ہو جاتی۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ماں باپ کے آواز دینے پر نفل نماز توڑ کر جواب دیا جا سکتا ہے جب کہ اس حدیث پر امام مسلم نے عنوان ہی یہ دیا ہے کہ نفل نماز پر والدین کی اطاعت مقدم ہے۔

صحیح مسلم میں یہ واقعہ طوالت کے ساتھ ہے۔ ❶

(۱۰)...... جس طرح والدین کی بددعا قبول ہوتی ہے اسی طرح والدین کی خدمت کرنے سے اولاد کی اپنی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور وہ آفات ومصائب سے رہائی پاتے ہیں۔

صحیح بخاری میں غار میں پھنس جانے والوں کا واقعہ مذکور ہے جس کا اختصار یہ ہے کہ تین آدمی جنگل میں سفر کر رہے تھے، آندھی اور بارش آگئی تو وہ پناہ لینے کے لیے ایک غار میں چلے گئے۔ غار کے سامنے ایک بڑا پتھر لڑھک کر گر گیا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ ان تینوں نے کہا: اللہ سے کسی ایسی نیکی کا واسطہ دے کر دعا کرو جو خالص اسی کے لیے کی ہو سب نے ایسا کیا اور ہر ایک کے دعا کرنے پر پتھر تھوڑا سا لڑھک جاتا رہا، یہاں تک کہ تیسرے شخص کے دعا کرنے پر پورا پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا۔ ان تین میں سے ایک نے کہا تھا کہ یا اللہ میرے والدین ضعیف تھے، میں بکریاں چرا کر آتا تو ان کو دودھ دوہ کر سب سے پہلے پلاتا پھر بیوی بچوں کو پلاتا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی۔ والدین میرے آنے تک سو چکے تھے۔ میں ساری رات دودھ کا پیالا ان کے سرھانے لے کر کھڑا رہا تا کہ وہ خود جاگیں اور دودھ ان کو پلا دوں، بچے بھوک سے میرے پاؤں میں روتے رہے لیکن میں نے والدین سے پہلے ان کو دودھ نہیں دیا۔ صبح ہوئی وہ جاگے، انھیں دودھ پلایا اور پھر بچوں کو دیا۔ میری یہ نیکی خالص

❶ دیکھیے صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، رقم: ۲۵۵۰، ۶۵۰۹۔ نیز صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء: ۳۴۳۶، ۲۴۸۲۔

تیرے لیے تھی اس لیے میری دعا قبول کرلے اور پتھر کو غار کے سامنے سے ہٹادے۔ ❶

اس واقعہ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اپنے کسی نیک کام کا واسطہ یا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ کام خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کیا ہو۔

نیز یہ کہ بوڑھے والدین کی خوراک اور ضروریات بیوی بچوں کی نسبت اوّلیت رکھتی ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص والدین کی خدمت کرتا ہے، اس کے لیے والدین کی زبان سے خود بخود دعائیں نکلتی ہیں۔

❶ صحیح بخاري: ٣٤٦٥، صحیح مسلم: ٢٧٤٣.

والدین کے نافرمان کے اعمال کی عدمِ قبولیت

[۱۹] حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ يَزِيدَ الْبَصْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا: عَاقٌّ، وَمَنَّانٌ، وَمُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ))

سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تین بندوں سے نہ کوئی نفل قبول کرتا ہے اور نہ کوئی فرض: والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا۔"

فوائد: ...... اس حدیث میں تین بندوں کا ذکر ہے جن کی فرض اور نفل عبادات قبول نہیں کی جاتیں۔

(۱)...... والدین کے نافرمان سے مراد ایسا بدبخت شخص ہے جو ان کی بات نہیں مانتا، ان کی خدمت نہیں کرتا اور ان کا احترام بجا نہیں لاتا۔

(۲)...... احسان جتلانے والا وہ شخص ہے جو دوسروں سے نیکی کرے تو اس کا ذکر دوسرے لوگوں سے کرتا پھرے یا اسی شخص کو جس سے یہ نیکی کی ہے بار بار جتلائے اور اس پر احسان دھرے۔

قرآن حکیم میں احسان جتلانے والوں کے متعلق آیا ہے کہ عمل جو وہ کسی دوسرے کے ساتھ کرتا ہے، جتانے اور دکھاوا کرنے سے ضائع ہو جاتا ہے۔ فرمان ربی ہے:

[۱۹] السنة لابن عاصم: ۳۲۳ قال الألباني: اسناده حسن؛ الصحيحة: ۱۷۸۵.

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ﴾

(البقرة : ٢٦٤)

"اے ایمان والو! اپنے صدقات (نیکیوں) کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کیا کرو۔"

(۳)...... تقدیر کو جھٹلانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کے وقوع کے متعلق یہ کہنا کہ یہ تقدیر میں لکھا ہوا نہیں تھا۔ تقدیر کچھ نہیں، دنیا کے افعال خود بخود ہو رہے ہیں۔

(۴)...... اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ ایسا بندہ فرض ادا کرے نہ نفل بلکہ اسے فرائض اور نوافل ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان تین امور کے متعلق چوکنا رہنا چاہیے کہیں ان کے سرزد ہونے کی وجہ سے اعمال تو ضائع نہیں ہو رہے؟

والد کے احسانات کا بدلہ

[٢٠] حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَيْهِ ، إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ))

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بیٹا اپنے والد کا حق ادا نہیں کرسکتا، سوائے اس کے کہ وہ اسے غلام پائے، اسے خریدے اور آزاد کردے۔''

فوائد:...... (١) اس حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ باپ کو آزاد کرنا اولاد پر فرض ہے بشرطیکہ وہ اختیار یا وسائل رکھتے ہوں۔

(٢)...... والد کی خدمت، اطاعت اور احترام فرض ہے اور اس کا ادا کرنا انسان کے بس میں نہیں ہے اور یہ کہ والد کی خدمت بہرصورت کرتے رہنا چاہیے۔

(٣)...... ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے اور والدین کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔'' ❶

یہ اسی صورت میں ہے جب والدین کسی شرکیہ، کفریہ یا اللہ کی نافرمانی والا کام نہ کہیں، اگر ایسا نہ ہو تو پھر والدین کی ناراضی کی پروا نہیں کی جائے گی، اور اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے گا۔

(٤)...... سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: میری ایک بیوی ہے

---

[٢٠] الادب المفرد للبخاري : ١٠ ، صحيح مسلم : ١٥١٠ ، سنن ابوداؤد : ٥١٣٧ .

❶ ترمذی : ١٨٩٩ ـ ابن حبان : ٤٢٩ ـ سلسلة الصحيحة : ٥١٥ .

میری ماں اسے طلاق دینے کا کہتی ہے۔ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: ''باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے تو چاہے تو اسے ضائع کردے، چاہے تو اس کی حفاظت کر۔'' ❶

اس حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ ماں اور باپ کی خدمت اور فرماں برداری کرکے ہی انسان جنت میں جا سکتا ہے۔ جس بدبخت نے ماں باپ کی نافرمانی کی اس نے اپنے لیے جنت کا دروازہ بند کر لیا۔

نیز یہ کہ والد اور والدہ کا حکم ہو تو بیوی کو بھی طلاق دی جا سکتی ہے البتہ اس میں یہ شرط ضروری ہے کہ بیوی میں کوئی ایسا شرعی عیب ہو جس کی وجہ سے ان کے بیٹے یا پیدا ہونے والی اولاد کا دین محفوظ نہ رہ سکتا ہو تو پھر، ورنہ نہیں۔ جیسا کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو پیغام دیا تھا کہ دروازے کی چوکھٹ بدل دو، لیکن دوسری بار جب بیوی کو صابر، شاکر اور قانع پایا تو فرمایا: ''اپنی چوکھٹ کی حفاظت کرنا۔'' ❷

اسی طرح سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اپنے بیٹے کو بیوی چھوڑنے کا حکم دیا تھا۔ ❸

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا تعلق بیوی کو طلاق دینے کا حکم ماننے سے نہیں ہے۔ مراد یہ کہ بلاوجہ والدین بیوی کو طلاق نہیں دلوا سکتے۔ ❹

معاویہ بن ریان کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو میں نے سنا جو عطاء رحمہ اللہ سے سوال کر رہا تھا کہ ایک آدمی کی ماں بھی ہے اور بیوی بھی، ماں کہتی ہے کہ بیوی کو طلاق دے دو تب میں تم سے راضی ہوں گی۔ عطاء رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ شخص اپنی ماں کے متعلق اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی

---

❶ سنن ترمذی: ۱۹۰۰۔ سلسلة الصحيحة: ۹۱۰.

❷ صحیح بخاری: ۳۳۶٤.

❸ سنن ابی داؤد: ۵۱۳۸.

❹ کتاب البر والصلة، الحسین بن حسن المروزی، رقم الاثر: ۵ محقق کے بقول اس کی سند حسن ہے۔

یعنی ماں سے اچھا سلوک کرے۔ اس شخص نے کہا: کیا وہ بھی بیوی سے جدا ہو جائے؟ عطاء رحمہ اللہ نے کہا: نہیں۔ اس شخص نے کہا: اس کی ماں بیوی کو طلاق دیے بغیر راضی نہیں ہوگی۔ عطاء نے کہا: اللہ اسے راضی نہ کرے اس کی بیوی اس شخص کے ہاتھ میں ہے اگر طلاق دے، تو بھی کوئی حرج نہیں اور طلاق نہ دے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ [1]

معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی مشکل میں پھنس جائے کہ بیوی نیک ہو، سمجھ دار ہو، پابند شریعت ہو، اس سے انسان کے جان، مال یا آبرو کو تحفظ حاصل ہو تو پھر والدین کے کہنے پر اسے نہ چھوڑنے سے اس شخص کو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی بیوی جانی، یا مالی یا ناموس وعزت کے خراب ہونے کا سبب بن رہی ہو، معاملات بگڑ رہے ہوں، تو پھر والدین کے کہنے پر اسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اور یہی باعثِ اجر بھی ہے۔

[1] کتاب البر والصلة، از حسین بن حسن المروزی۔

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

[۲۱] حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنِي الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: ((وَقَوْلُ الزُّورِ))، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ کا نہ بتاؤں؟'' یہ تین بار فرمایا: ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے، سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: ''اور جھوٹی بات (بھی کبیرہ گناہ ہے)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات کو بار بار دہراتے گئے۔ حتیٰ کہ ہم نے کہا (دل میں) کہ کاش آپ خاموش ہوجائیں۔

فوائد:...... (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے سوال کیے بغیر بھی ان کے علم میں لانے والی اہم باتیں ان کو بتایا کرتے تھے۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک اعمال کی ترغیب اور برے اعمال کی ترہیب والی کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جسے اپنے صحابہ کرام کو نہ بتایا ہو۔

(۳)...... مربی، استاد اور عالم کو چاہیے کہ جس کام کے متعلق بتانے کی ضرورت سمجھے اسے کسی کے سوال کیے بغیر بھی بتادے۔

[۲۱] الادب المفرد للبخاري : ۱۵، صحيح بخاري : ۵۹۷۶، صحيح مسلم : ۸۷.

(۴)...... جب نبی اکرم ﷺ نے کسی کام کا احساس شدت سے دلانا ہوتا تو آپ اس بات کو تین بار دہرایا کرتے تھے۔

(۵)...... کسی بات کو تین بار دہرانے سے جو لوگ متوجہ نہیں ہوئے وہ بھی متوجہ ہو جاتے ہیں، جنھیں کسی وجہ سے پہلی بار بات سمجھ میں نہیں آئی، دوسری یا تیسری بار وہ بات ان کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔

(۶)...... اس حدیث میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کو بتایا گیا ہے اور یہی ترتیب قرآن حکیم میں بھی مثبت انداز میں ہے۔ یعنی فرمایا:

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو......'' (بنی اسراءیل:۳)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔'' (النساء:۳۶)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔'' (البقرۃ:۸۳)

''اور آپ ان سے کہیے کہ آؤ میں تمھیں وہ سناؤں جو تم پر تمھارے رب نے حرام کیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو......'' (الانعام:۱۵)

(۷)...... نبی کریم ﷺ ٹیک چھوڑ کر اٹھ کر بیٹھ گئے، انسان ایسا اس وقت کرتا ہے جب اس نے کسی اہم مسئلے پر بات کرنا ہو اور وہ اسے مخاطب کرکے دل میں بٹھانا چاہتا ہو۔

(۸)...... جھوٹ بولنا بھی کبیرہ گناہ ہے جھوٹ کا مطلب ہے ایسی بات کہنا جو حقیقت میں ویسی نہ ہو۔

(۹)...... نبی اکرم ﷺ نے جھوٹ کو منافق کی علامت قرار دیا ہے۔

(۱۰)...... انسان بار بار جھوٹ بولے تو وہ جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(۱۱)...... جھوٹ بولنے والے پر دوسروں کا اعتماد نہیں رہتا۔

(۱۲)...... جھوٹ کی کئی اقسام ہیں:

- مصلحت پر مبنی جھوٹ جیسے کسی کی بات نہیں مانی لیکن پھر بھی کہہ دیا جی ایسا ہی کروں گا۔
- مال کمانے کے لیے جھوٹ بولنا: جیسے جو چیز فروخت کر رہے ہیں اس کا عیب نہ بتانا، گھٹیا چیز کو بڑھیا کہہ کر بیچ دینا۔
- کام نکلوانے کے لیے جھوٹ بولنا: جیسے بیماری کا سرٹیفکیٹ دکھا کر چھٹی لے لینا جب کہ بیمار نہیں تھے یا کسی کی ایسی بات پر تعریف کرنا جو اس میں موجود نہیں ہے۔
- بچوں کو بہلانے کے لیے جھوٹ بولنا۔
- اپنی تعریف کروانے اور اپنے آپ کو دوسروں میں نمایاں کرنے کے لیے جھوٹ بولنا۔
- دین کے متعلق غلط مسائل بتانا۔
- سنسنی خیزی پیدا کرنے کے لیے خبروں میں جھوٹ شامل کرنا وغیرہ، غرض ہر قسم کے جھوٹ سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

جھوٹ بولنے کی درج ذیل صورتوں میں اجازت ہے:

- جب دشمن اہم قومی یا فوجی راز پوچھے تو پتا ہونے کے باوجود نہ بتانا، جب کہ بتا دینے میں ملک وقوم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔
- بیوی کو خوش کرنے کے لیے اس کی تعریف کر دینا یا اس کی ناگوار چیز پر بھی کہہ دینا کہ نہیں مجھے برا نہیں لگا تھا۔
- دو آدمیوں میں صلح کرانے کے لیے کسی ایک آدمی سے بات کرتے ہوئے دوسرے آدمی کی ایسی بات کہہ دینا جسے سن کر پہلے آدمی کا دل صلح پر آمادہ ہو جائے۔ مثلاً یہ کہ وہ تمھارے لیے اچھے جذبات رکھتا ہے۔ وہ تمھارے بارے میں کہہ رہا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے، میں اسے کیسے چھوڑ سکتا ہوں وغیرہ۔

(۱۳)...... رسول اللہ ﷺ اس بات کو بار بار دہراتے رہے اس سے مراد یا تو پوری بات ہے یا پھر جھوٹ بولنے والی بات کو بار بار دہرانا مراد ہے۔

(۱۴)...... بار بار دہرانے کی وجہ سے صحابہ نے دل میں کہا: کاش آپ چپ ہو جائیں جس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دل دہل گئے، ان پر خوف طاری ہو گیا کہ جھوٹ بولنا کس قدر سنگین گناہ ہے۔

والدین کی موجودگی کے باوجود جنت حاصل نہ کر سکا

[۲۲] حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَغِمَ أَنْفُهُ، رَغِمَ أَنْفُهُ، رَغِمَ أَنْفُهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ؟ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَوْ أَحَدَهُمَا، فَدَخَلَ النَّارَ))

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل وخوار ہو)۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کون ہے وہ شخص؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پالیا پھر بھی وہ جہنم میں داخل ہوا۔''

[۲۳] حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((رَغِمَ أَنْفُهُ، رَغِمَ أَنْفُهُ، رَغِمَ أَنْفُه)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ، أَوْ أَحَدَهُمَا، عِنْدَ الْكِبَرِ فَيَدْخُلَ النَّارَ أَوْ: لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ))

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔'' تین مرتبہ فرمایا: ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، پھر بھی وہ آگ میں داخل ہوا، یا (فرمایا) کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔''

---

[۲۲] الادب المفرد للبخاری: ۲۱، صحیح مسلم: ۲۵۵۱.

[۲۳] صحیح مسلم: ۲۵۵۱ (امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ روایت دوسری سند سے بیان کی ہے۔)

فوائد :...... (۱) ناک خاک آلود ہونا، اہلِ عرب کا ایک محاورہ ہے جس سے مراد ہے، ذلیل وخوار ہونا۔

(۲)...... آپ ﷺ نے اس کلمے کو تین بار دہرایا، یعنی یہ بات دوسروں کو متوجہ کرنے کے لیے تین بار کہی۔

(۳)...... نبی کریم ﷺ نے ایسا کہہ کر والدین کی خدمت نہ کرنے والے کو بددعا دی ہے۔

(۴)...... بڑھاپے کی حالت میں توجہ اور خدمت کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے یہاں خصوصی طور پر بڑھاپے کا ذکر ہے، جوانی میں تو انسان اپنے کام خود کر لینے کے قابل ہوتا ہے اور دوسروں کی توجہ کا محتاج بھی کم ہوتا ہے۔

(۵)...... پھر بھی وہ جہنم میں داخل ہوا، مراد یہ کہ اس نے والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

(۶)...... ''وہ جنت میں داخل نہ ہوا'' کا مفہوم وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

(۷)...... سنن نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔ (۱) والدین کا نافرمان (۲) مردوں جیسا لباس پہننے والی عورت (۳) دیوث'' یعنی بے غیرت مرد جو عورتوں کو حیا کرنے اور حجاب کرنے اور نامحرموں کے اختلاط سے بچانے میں محتاط اور حساس نہیں ہے۔ ❶

---

❶ سنن نسائی : ۲۵٦۲ ، سلسلة الصحيحة : ٦٧٣ .

ناک خاک آلود ہو جائے!

[۲٤] حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوِيهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ))

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے، اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان دونوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کروایا اور اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو کہ جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہوا (آیا) پھر وہ اس کی بخشش کیے جانے سے قبل ہی گزر گیا۔''

[۲٥] حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ بن بِلَالٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ السَّالِمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: إِنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَحْضِرُوا الْمِنْبَرَ)) فَلَمَّا خَرَجَ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَرَقِيَ أَوَّلَ

---

[۲٤] مسند البزار (البحر الزخار) ح: ۸٤٦٥، قال الألبانی فی الترمذی: ۳٥٤٥، حسن صحيح.

[۲٥] فضل الصلوٰة على النبی ﷺ لاسماعيل القاضی: ۱۹ . معجم الكبير للطبرانی ۱۹/ ۱٤٤ . اس کی سند میں ''اسحاق بن کعب بن عجرۃ'' کی توثیق میں اختلاف ہے لیکن یہ روایت متعدد طرق متن کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے۔ مزید معلومات کے لیے حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی کتاب فضائل درود وسلام دیکھیے۔

دَرَجَةً مِنْهُ قَالَ : ((اٰمِيْنَ)) ثُمَّ رَقِيَ فِي الثَّانِيَةِ فَقَالَ: ((اٰمِيْنَ)) ثُمَّ لَمَّا رَقِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ : ((اٰمِيْنَ))

فَلَمَّا فَرَغَ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنبَرِ ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ مِنْكَ ، قَالَ : ((وَسَمِعْتُمُوْهُ ؟)) قُلْنَا : نَعَمْ ، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرَئِيْلَ اعْتَرَضَ قَالَ : بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ ، فَقُلْتُ: ((اٰمِيْنَ)) ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ ، فَقُلْتُ: اٰمِيْنَ ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ ، فَقُلْتُ: ((اٰمِيْنَ)) .

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس منبر لاؤ۔'' پھر جب منبر کو نکالا گیا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پہلی سیڑھی پر چڑھے۔''آپ نے آمین کہا۔'' پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے تو پھر ''آپ نے آمین کہا'' پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھے ''تو آمین کہا'' جب آپ (خطبہ سے) فارغ ہوئے اور منبر سے اترے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے سنا ہے؟'' ہم نے کہا: ''ہاں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے اور کہا: دوری ہو (ہلاکت ہو) اس آدمی کے لیے جس نے رمضان پایا تو اسے بخشا نہ گیا، تو میں نے آمین کہا۔ جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا، جبرائیل نے کہا: اس آدمی کے لیے دوری (ہلاکت) ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا، تو میں نے آمین کہا۔ جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل نے کہا: اس آدمی کے لیے دوری (ہلاکت) ہو جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا تو ان دونوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کروایا۔ اس پر میں نے آمین کہا۔''

[۲٦] حَـدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَـدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ ، سَـمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ : اِرْتَـقَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَرَقِيَ دَرَجَةً فَقَالَ : ((اٰمِيْنَ)) ، ثُـمَّ ارْتَـقَـى دَرَجَةً فَقَالَ ((اٰمِيْنَ)) ثُمَّ ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ فَـقَـالَ: ((اٰمِيْنَ)) ، ثُـمَّ اسْتَوٰى فَجَلَسَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ : عَلٰى مَا أَمَّنْتَ يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ ؟ قَالَ : ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ : رَغِمَ أَنْفُ امْرِ ئٍ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ ، فَقُلْتُ ((اٰمِيْنَ)) وَرَغِمَ أَنْفُ امْرِ ئٍ أَدْرَكَ أَحَدُ أَبَوَاهُ ، أَوْ أَحَدُهُمَا لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ : ((اٰمِيْنَ))

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے (پہلی) سیڑھی پر چڑھے تو آپ نے کہا: ''آمین۔'' پھر (دوسری) سیڑھی پر چڑھے، آپ نے کہا: ''آمین۔'' پھر تیسری سیڑھی چڑھے تو آپ نے کہا: ''آمین۔'' پھر آپ برابر ہوکر بیٹھ گئے تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے آمین کس وجہ سے کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے، فرمایا: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا، میں نے ''آمین کہا'' اور (جبریل نے کہا کہ) اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا تو وہ (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوسکا۔ میں نے کہا: ''آمین۔''

فوائد :...... (۱) رقم الحدیث: ۲۴ میں اگلی دونوں احادیث کا مضمون اختصار کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

(۲)...... منبر سے مراد تین سیڑھیوں پر مشتمل لکڑی کا اونچا چبوترا ہے جس پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ آپ کا یہ منبر ایک انصاری صحابیہ کے ایک خادم نے جنگل سے لکڑی لاکر تیار کیا تھا۔ اس سے پہلے آپ کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا

[۲٦] فضل الصلوة عـلـى الـنـبـيّ لاسـمـاعيل القاضي، ح : ۱۵ . مسند البزار (البحر الذخار) ٦٢٥٢ . یہ سند ''سلمہ بن وردان'' کی وجہ سے ضعیف ہے۔

کرتے تھے۔ جب آپ نے پہلی بار منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا تو ستون سے اس طرح رونے کی آواز آنے لگی جس طرح سسکیاں لے کر بچہ روتا ہے۔ آپ نے ستون کو سینے سے لگایا تو پھر اس کی آواز بند ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ستون اس لیے رو رہا ہے کہ (اس سے پہلے) اس کے پاس اللہ کا ذکر ہوتا تھا۔'' ❶

(۳)...... سنت یہ ہے کہ منبر کی تین ہی سیڑھیاں رکھی جائیں اور خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے۔

(۴)...... کوئی نئی یا تعجب خیز بات اپنے امیر، استاد یا مربی میں دیکھیں تو اس سے اس کے متعلق پوچھا جاسکتا ہے، ایسا کرنا ادب کے منافی نہیں ہے۔ جب کہ عام آدمی سے بھی اس قسم کی بات پر استفسار کر سکتے ہیں۔

(۵)...... رسول اکرم ﷺ نے آمین اونچی آواز سے کہا تھا اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تجسس ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

(۶)...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پر جبرائیل علیہ السلام قرآن حکیم کے علاوہ بھی وحی لے کر نازل ہوتے تھے۔ اس کی دلیل صرف یہی حدیث نہیں، بلکہ قرآن حکیم کی بہت سی آیات اور صحیح احادیث اس بات کی دلیل ہیں۔

(۷)...... حدیث ۲۵ میں ''ناک خاک آلود ہو'' کی بجائے ''دوری ہو یا ہلاکت ہو'' کا لفظ آیا ہے، مفہوم اس کا بھی وہی ہے کہ وہ شخص تباہ ہو جائے۔

(۸)...... ح: ۲۴ میں والدین کا ذکر دوسرے نمبر پر ہے کہ جس نے ان کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا جب کہ ح: ۲۵ میں پہلے رمضان المبارک کا ذکر ہے کہ جس نے رمضان المبارک کو پایا تو اس کی مغفرت نہ کی گئی۔ مراد یہ کہ اس نے رمضان کے روزے ہی نہیں رکھے جن کے سبب سے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح بخاري: ٢٠٩٤.

''جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' ❶

(۹)...... حدیث: ۲۴ میں پہلے نمبر پر درود شریف کا ذکر ہے جب کہ ح: ۲۵ میں درود شریف کا ذکر دوسرے نمبر پر ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے اس شخص کے لیے بھی ہلاکت کی بددعا کی جس کے سامنے آپ کا نام لیا جائے اور وہ درود شریف نہ پڑھے۔

نبی اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا اور آپ کے احترام کی یہ علامت ہے کہ آپ کا نام اپنے منہ سے نکالنے کے بعد یا سننے کے بعد آپ پر درود بھی بھیجا جائے۔ درود شریف پڑھنے کے حوالے سے چند اہم امور یہ ہیں:

ا...... جب ایک ہی تذکرے یا حدیث میں آپ کا نام بار بار آئے تو ایک بار درود شریف پڑھ لینا کفایت کرتا ہے، جب کہ بار بار درود شریف پڑھا جائے تو یہ اجر مزید کا باعث ہے۔

ب:...... درود شریف کے الفاظ مختصر بھی ہو سکتے ہیں جیسے ﷺ کہنا، محدثین اور علمائے امت نے ان الفاظ کو آپ کے نام کے ساتھ پڑھنے کو قبولِ عام کی حیثیت دے رکھی ہے۔ لیکن اگر کسی بھی درود شریف پر مشتمل الفاظ پڑھ لیے جائیں، بشرطیکہ ان میں شرک نہ ہو تو مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنا۔

ج:...... اگر کوئی عبارت لکھ رہے ہیں تو بھی آپ کے نام مبارک کے ساتھ ایک بار یا پہلی بار نام لکھتے ہوئے درود شریف لکھنا واجب ہے، جب کہ ہر بار نام گرامی کے ساتھ درود شریف لکھا جائے تو یہ اجر مزید کا باعث ہے۔

د:...... بعض علماء کا خیال ہے کہ درود شریف کے الفاظ پورے لکھے جائیں، صلعم لکھنا درست نہیں ہے۔ دراصل یہ رسم الخط کا مسئلہ ہے لیکن لوگوں میں صلعم لکھا دیکھ کر ﷺ کی

❶ بخاری: ۳۸.

بجائے صلعم پڑھنے ہی کی بدعت رواج پا چکی ہے۔ لہٰذا ایسا لکھنا درست نہیں، اور ایسا پڑھنا یہ سنگین جرم ہے کیوں کہ صلعم ایک مہمل لفظ ہے جس کا کوئی مطلب ہی نہیں بنتا، لہٰذا لوگوں کو اس بدعت یا غفلت سے بچانے کے لیے یہ بہتر ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی لکھا جائے۔ ورنہ مختصر نویسی کی رو سے تعالیٰ کی جگہ تع لکھنا، جل جلالہ کے لیے جل لکھنا اور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ؐ لکھنا جائز ہے۔

ھ:...... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے اس ایک دفعہ درود بھیجنے سے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔'' ❶

و:...... آپ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو فرشتے مجھ تک درود پہنچا دیتے ہیں۔ ❷

(۱۲)...... آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کی بددعا پر آمین فرمایا، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جبرائیل علیہ السلام کی بات کی تائید کی اور جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے، لہٰذا یہ حکم اللہ ہی کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے، نبی اکرم ﷺ کی تائید اور آمین کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دیا گیا ہے۔ لہٰذا رمضان کے روزے رکھنے، آپ کا نام سن کر درود شریف پڑھنے اور والدین کی بڑھاپے میں خدمت کرنے کا بالخصوص اہتمام کرنا چاہیے اور یہ تینوں فرائض میں داخل ہیں۔

---

❶ صحیح مسلم : ٣٨٤.

❷ سنن ابی داود: ٢٠٤٢.

بیٹے کا اپنے والد کو خوش کرنے پر اجر و ثواب

[۲۷] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَعْيَنَ - قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ : وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ إِبْرَاهِيمَ - عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا نَظَرَ الْوَالِدُ إِلَى وَلَدِهِ فَسَرَّهُ كَانَ لِلْوَلَدِ عِتْقُ نَسَمَةٍ))

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب باپ اپنے بیٹے کی طرف دیکھے اور بیٹا باپ کو خوش کردے، تو بیٹے کو ایک گردن (غلام) آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔‘‘

فوائد :...... یہ حدیث ضعیف ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ماں ہو یا باپ جب وہ اپنے بیٹے کی طرف دیکھیں، تو بیٹے کا رویہ، یا اس کے چہرے پر اپنی محبت کے اثرات یا ان کی خدمت و احترام کے جذبات نظر آئیں اور ان کا دل خوشی سے بھر جائے تو یہ کام باعثِ اجر ہے۔ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے یا نہ ملے۔

[۲۷] معجم الکبیر للطبرانی : ۱۱۶۰۸۔ شعب الایمان : ۷۴۷۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے منکر جدا کہا ہے۔ دیکھئے: الضعیفة : ۲۷۱۶ .

والد کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا

[۲۸] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ ، حَدَّثَنِي أَبُوعُثْمَانَ الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ))

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً سب سے بڑھ کر نیکی (حسنِ سلوک) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی (اچھا سلوک) کرے۔''

فوائد :...... (۱) ماں باپ کا درجہ اور ان سے حسنِ سلوک اس قدر بڑھ کر ہے کہ ان کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا بھی بڑی نیکی ہے۔ ان کی زندگی میں بھی اور ان کی زندگی کے بعد بھی۔

(۲)...... اپنے پیارے لوگوں کے پیاروں سے محبت کرنا وفا اور محبت کی علامت ہے۔

(۳)...... صحیح مسلم میں یہ حدیث زیادہ تفصیل کے ساتھ ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ جاتے تو ایک گدھا ساتھ رکھتے تفریح کے لیے اور جب چلتے چلتے تھک جاتے تو اس پر سوار ہو جاتے اور ایک عمامہ سر پر رکھتے۔ ایک روز وہ گدھے پر جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک بدو آیا، اس سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم فلاں کے بیٹے اور فلاں کے پوتے ہو؟ گنوار نے کہا: جی ہاں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے گدھا دے دیا اور کہا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اور عمامہ بھی اپنے سر سے اتار کر اسے دے دیا۔ آپ کے ساتھیوں میں سے بعض نے کہا: آپ نے اپنی تفریح کا گدھا بھی دے دیا اور عمامہ بھی جو سر پر باندھتے تھے۔ اللہ آپ کو بخشے۔ انھوں

[۲۸] الادب المفرد للبخاري : ٤١ ، صحيح مسلم : ٢٥٥٢ .

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اس کے وفات پا جانے کے بعد نیک سلوک کرے۔'' اور اس بدو کا باپ میرے والد عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ ❶

(۴)...... ایک بار سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو گئے۔ یوسف بن عبد اللہ بہت دور کا سفر کرکے ان کی عیادت کے لیے آئے۔ سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بڑے تعجب سے کہا: تم یہاں کہاں؟ یوسف بن عبد اللہ نے کہا: میں صرف اس لیے آیا ہوں کہ آپ کی عیادت کروں۔ کیوں کہ میرے والد کے آپ کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔

(۵)...... دیگر تمام رشتہ داروں کا حق ان کی وفات کے بعد تاکیداً یا صریحاً احادیث میں تفصیل کے ساتھ نہیں آیا، لیکن والدین کی وفات کے بعد بھی ان سے حسنِ سلوک کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

(۱) والدین کی مغفرت کی دعا کرنا:

یوں تو ہر مسلمان کے لیے مسلمان پر واجب ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس کے لیے دعائے مغفرت کرے اور اس کی فرضِ کفایہ کی صورت نمازِ جنازہ ادا کرنا ہے، تدفین کے بعد میت کے لیے سوال وجواب میں ثابت قدمی کی دعا کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اکثر دعائیں میں جمع کے صیغے میں تمام زندہ اور مردہ مسلمان عمومی طور پر شامل ہوتے ہیں، لیکن والدین کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام سے خصوصی دعاؤں کا بھی پتا چلتا ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾ (۴۱)

(ابرٰهيم: ٤١)

''اے ہمارے رب! مجھے معاف کر دیجیے اور میرے والدین کو بھی اور اہل ایمان کو بھی جب روزِ حساب قائم ہوگا۔''

سیدنا نوح علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے کہا:

❶ صحيح مسلم: ١٣/ ٢٥٥٢.

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾
(نوح: ۲۸)

''اے میرے رب! مجھے معاف کر دیجیے اور میرے والدین کو بھی اور اس کو بھی جو میرے گھر میں داخل ہو اور اہل ایمان کو بھی......''

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ﴾ (نوح: ۲۸)

''اے میرے رب! مجھے معاف کر دیجیے اور میرے والدین کو بھی۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دعا کی:

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ﴾
(النمل: ۱۹)

''اے میرے رب! مجھے توفیق دیجیے کہ میں آپ کی نعمت کا شکر بجا لاؤں جو آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے۔''

سورۃ الاحقاف: ۱۵ میں یہ دعا نیک بندے کی دعا کا پہلا حصہ ہے۔

قرآن حکیم میں والدین کے لیے یہ دعا بھی مذکور ہے:

﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا﴾ (بنی اسراءیل: ۲٤)

''اے میرے رب! ان دونوں (والدین) پر ایسے رحم کیجیے جیسے انھوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا۔''

گو یہ دعا والدین کے بڑھاپے کے ساتھ مذکور ہے لیکن ان کی وفات کے بعد بھی یہ دعا کرتے رہنا چاہیے اس لیے کہ موت کے بعد انھیں اللہ کی رحمت کی ضرورت زیادہ ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین کے حق میں سے کوئی ایسا حق بھی ہے جسے میں ان کی وفات کے بعد ادا کر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کے لیے مغفرت مانگنا، ان کے بعد ان کے (کیے گئے) عہد کو پورا کرنا اور ان کے رشتوں کو جوڑنا جو انھی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں۔ اور ان کے دوستوں کی عزت

کرنا۔" ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ... دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لیکن اسے تین چیزوں کا نفع پہنچتا رہتا ہے: (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم نافع (۳) نیک اولاد جو ماں باپ کے لیے دعا کرتی رہتی ہو۔ ❷

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: زندوں کے چار اعمال کے ثواب کا سلسلہ مُردوں کے لیے بھی جاری رہتا ہے۔ (وہ چار اعمال یہ ہیں:) (۱) مُردے کے ایسے جانشین (اولاد اور رشتہ دار وغیرہ) جو اس کے لیے دعا کریں ان کی دعا اسے پہنچتی ہے۔ (۲) مُردہ صدقہ جاریہ کر جائے، جب تک اس کا سلسلہ (زندہ لوگوں میں) جاری رہتا ہے اسے اجر ملتا رہتا ہے۔ (۳) کسی کا لوگوں کو ایسا علم سکھا جانا جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا ہو، عمل کرنے والے کے ثواب جتنا اجر اسے بھی ملتا ہے اور عامل کے اجر میں کوئی کمی نہیں آتی۔ (۴) وہ مُردہ جو سرحد پر پہرہ دیتے ہوئے مرا، قیامت تک اسے اس عمل کا اجر ملتا رہے گا۔ ❸

(۲) والدین کے فرض چھوٹے ہوئے یا منت کے روزے رکھنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا قریبی وارث اس کے روزے رکھے۔" ❹

ایک عورت سمندری سفر پر روانہ ہوئی تو اس نے منت مانی کہ اگر اللہ نے سلامت پار لگا دیا تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ نے اسے سلامت پار لگا دیا، لیکن مرتے دم تک

❶ سنن ابوداؤد: ٥١٤٢، البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے: الضعيفة: ٥٩٧۔ جب کہ شیخ زبیر علیزئی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

❷ صحيح مسلم: ١٦٣١.

❸ الصحيحة: ٣٩٨٤، ابن ابی الدنیا فی کتاب العیال: ٤٣١، طبرانی کبیر میں بھی اس سے ملتی جلتی روایت ہے: ٦١٨١.

❹ بخاری: ١٩٥٢، مسلم: ١١٤٧.

روزے نہ رکھ سکی۔ اس کی کسی قریبی رشتہ دار (بہن یا بیٹی) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے اگر اس کے ذمے قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی؟'' اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ تو اپنی والدہ کے روزے ادا کرے۔'' ❶

یاد رہے کہ میت کے فرض چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن منت کے روزے اس کی اولاد یا دوسرے قریبی وارث رکھیں گے۔ میت کی طرف سے نفل روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔

(۳) والدین کی طرف سے صدقہ کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئیں اور کوئی وصیت نہ کر سکیں۔ میرا گمان ہے کہ وہ اگر بولتیں تو صدقہ کرتیں، اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انھیں اجر ملے گا اور ساتھ مجھے بھی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر اس شخص نے اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کیا۔ ❷

عاص بن وائل سہمی نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیے اور اس کے دوسرے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے باقی پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ مسلمان تھا تو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کر دو، صدقہ کرو، چاہے حج کرو، سب کا اجر اسے مل جائے گا۔''

اور دوسری روایت میں کہ ''اگر وہ موحد تھا تو پھر تمھارا (اس کے چھوٹے ہوئے) روزے رکھنا اور صدقہ دینا اسے فائدہ پہنچائے گا۔'' ❸

---

❶ ابو داود: ۳۳۰۲، مسند احمد: ۱۹۷۰.

❷ صحیح بخاری ۱۳۸۸، صحیح مسلم: ۱۰۰٤.

❸ سنن ابی داود: ۲۸۸۳.

سیدنا شرید بن ثقفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میری ماں نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے غلام آزاد کرنا۔ میرے پاس حبشی لونڈی نوبیہ کی رہنے والی ہے، کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' میں لونڈی کو لے کر آیا، آپ نے اس سے دریافت کیا: ''تیرا رب کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ۔ آپ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' لونڈی نے عرض کیا: اللہ کے رسول۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو، یہ مسلمان ہے۔'' [1]

اگر والدین مشرک و کافر ہوں تو ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں ہے۔ نہ ہی ان کی طرف سے صدقہ وخیرات کر سکتے ہیں نہ ان کی طرف سے حج کیا جائے گا اور نہ کوئی صدقہ جاریہ ان کے نام سے وقف کیا جائے۔

[1] سنن ابوداؤد: ۳۲۷۷۔ الصحیحة: ۳۱۶۱.

صلہ رحمی اور جنت

[۲۹] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحِمَ شُجْنَةً)) ، وَقَالَ : ((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ مَنْ وَصَلَكِ ، وَأُدْخِلَ النَّارَ مَنْ قَطَعَكِ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے رحم (رشتہ داری) کو (اللہ تعالیٰ سے) ملی ہوئی شاخ پیدا فرمایا اور فرمایا: کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہوتی کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے آگ میں داخل کروں گا۔''

فوائد :...... (۱) الرحم را کی زبر اور ح کی زیر کے ساتھ ہے، یہ لفظ رشتہ داروں کے لیے استعمال ہوتا ہے، رشتہ دار سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا باہمی نسبی تعلق ہو خواہ وہ ایک دوسرے کے وارث یا محرم ہوں یا نہ ہو۔ ❶

صلہ رحمی کنایہ ہے نسب اور دامادی والے قریبیوں سے خوبی کرنے، ان سے نرمی کرنے اور ان کے حالات کا خیال رکھنے سے یہ قطع رحمی کی ضد ہے۔ ❷

سید سلمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عربی زبان میں قرابت کا حق ادا کرنے کو وصل رحم کہتے ہیں اس کی دوسری معروف شکل صلہ رحم ہے اور قرابت کا حق ادا نہ کرنے کو قطع رحم کہتے ہیں کہ رحم مادر ہی تعلقاتِ قرابت کی اصل جڑ ہے۔ تمام بند بندھ کر ٹوٹ جانے والے

---

[۲۹] اسی سند ومتن کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ منفرد ہیں۔ تاہم اسی مفہوم کی احادیث آگے آرہی ہیں۔

❶ رزق کی کنجیاں از ڈاکٹر فضل الٰہی: ص ۵۱۔

❷ حاشیہ بلوغ المرام از مولانا عبدالتواب ملتانی۔

اشتراکوں سے بڑھ کر اشتراک وہ ہے جس کا موطن رحمِ مادر ہے۔ یہ ہم رحمی خالقِ فطرت کی باندھی ہوئی گرہ ہے جو متفرق انسانی ہستیوں کو خاص اپنے دستِ قدرت سے باندھ کر رکھتی ہے اور جس کا توڑنا انسان کی قدرت سے باہر ہے، اس لیے اس کے حقوقِ نگہداشت بھی تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں، ان لوگوں کو جو اس فطری گرہ کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں انھیں وحیِ محمدی نے فاسق کا خطاب دیا ہے۔ (ارشاد ہے) ''اور اس سے گمراہ نہیں ہوتے مگر فاسق لوگ جو لوگ اللہ سے اپنے معاہدہ کو استحکام دینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز کو اللہ نے حکم دیا تھا جوڑے رکھنے کا اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔'' [1]

(۲)...... رحم ماں کے پیڑو یعنی بچہ دانی کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ تمام رشتے ماں ہی کی وجہ سے قائم ہوتے اور آدمی کے ساتھ جڑتے ہیں اس لیے رشتہ داری کو بھی عربی میں رحم کہا جاتا ہے۔

(۳)...... رحم کا لفظ رحمان سے مشتق ہے۔ اس لیے اسے اللہ تعالیٰ سے ملا ہوا فرمایا۔

(۴)...... رقم الحدیث ۳۵ میں ہے کہ رحم کہتا ہے کہ بے شک میرے ساتھ ظلم کیا گیا اور مجھے کاٹا گیا یعنی رشتے ناطے توڑے گئے (وہ قیامت کے روز کہے گا) اے میرے رب! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ جواب دے گا: کیا تو اس پر خوش نہیں کہ اسے میں کاٹوں جس نے تجھے کاٹا اور میں اسے جوڑوں جس نے تجھے جوڑا۔''

یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس کی تائید دوسری احادیث کرتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ جو رشتے ناطے کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو انھیں کاٹے گا اللہ تعالیٰ انھیں جہنم میں داخل کرے گا۔ جب عام رشتوں کو کاٹنے کی سزا جہنم ہے تو پھر والدین سے تعلق توڑ لینے کی سزا بدرجہ اولیٰ جہنم ہے۔ جب عام رشتے جوڑنے پر جنت کا انعام ملے گا، تو پھر والدین سے تعلق مضبوط رکھنے اور انھیں خوش رکھنے پر بدرجہ اولیٰ جنت ملے گی۔

(۵)...... روزِ قیامت ہر چیز کو زبان عطا کی جائے گی اور وہ باتیں کر کے اپنا مقدمہ خود پیش کرے گی اور یہ کوئی عجیب بات نہیں، بلکہ جس اللہ نے انسان یا جانور کو زبان دی ہے وہ صلہ رحمی وغیرہ کو بھی زبان عطا کرنے پر قادر ہے۔

---

[1] البقرہ: ۲۶-۲۷، سیرۃ النبی جلد ششم۔

دورِ حاضر میں تو اکثر بے جان چیزیں بھی بات کرتی نظر آتی ہیں۔

(۶)...... صلہ رحمی کے متعلق قرآن حکیم میں بھی بہت تاکید ہے۔ سورۃ النساء کی پہلی آیت جو خطبہ نکاح میں بھی پڑھی جاتی ہے اس میں بھی اس کا ذکر ہے فرمان ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ ﴾ (النسآء: ۱)

''اے لوگو! اپنے رب کی نافرمانی سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بھی پیدا کیا پھر ان دونوں کے ذریعے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ لوگو! اللہ کی ناراضی سے بچتے رہنا جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے حقوق مانگتے ہو، رشتہ داروں کے حقوق کا پاس رکھنا بے شک اللہ تمھاری نگرانی کر رہا ہے۔''

قرآن حکیم میں ذی القربیٰ نام سے بھی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے، ارشاد ہے:

﴿ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ ﴾ (الروم: ۳۸)

''سو قرابت داروں کا حق ادا کر دیا کرو۔''

قرآن حکیم میں بعض جگہ پر والدین کے ساتھ ہی قرابت داروں سے بھی حسنِ سلوک کرنے کا حکم ہے جیسے البقرہ: ۱۲۵

(۷)...... صلہ رحمی کرنا ایمان کا تقاضا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان نوازی کرے۔ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔'' [1]

[1] صحيح بخاري: ٦٠١٨، صحيح مسلم: ٤٧.

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا

[۳۰] حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ ؛ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ ، وَمُحَمَّدٍ سَمِعَا الزُّهْرِيَّ ((عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

[۳۱] حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

ہمیں ابوالولید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں سفیان بن عیینہ نے ابن جبیر سے بیان کیا وہ اپنے باپ (جبیر بن مطعم) سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل بیان کرتے ہیں۔

فوائد :...... (۱) قطع تعلقی کا مطلب یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جس سے آپس کے تعلقات اور محبت منقطع ہو جائے۔ مثلاً ان کی خوشی پر خوشی کا اظہار ان کے سامنے نہ کرنا، ان کی غمی اور نقصان پر ان سے تعزیت نہ کرنا، مدد کی ضرورت ہو تو مدد نہ کرنا، ہدیہ وغیرہ نہ دینا یا قبول نہ کرنا، بغیر عذر کے ان کے جنازوں میں شرکت سے اجتناب کرنا، بیمار پرسی نہ کرنا، حسد کرنا، ان کی غیبت کرنا، ان کے عیبوں کی تشہیر کرنا، ان پر احسان کیا ہے تو جتلاتے رہنا، ان کا ذکر حقارت کے ساتھ کرنا۔

---

[۳۰] صحیح بخاری : ۵۹۸٤ ، صحیح مسلم: ۲۵۵٦۔ سنن ابوداؤد: ۱٦۹٦۔ ترمذی : ۱۹۰۹.

[۳۱] صحیح مسلم : ۲۵۵٦ .

(۲)......سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے آخری ایام میں فرمایا: ''رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔'' ❶

اسحاق بن سبیعہ سے مروی ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس ایک آدمی آیا، آپ نے اس سے پوچھا، تم کون ہو؟ اس نے آپ سے اپنی دور کی رشتہ داری کا ذکر کیا۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے نرمی سے بات کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے رشتہ داروں کو پہچانو تو پھر ہی صلہ رحمی کر سکو گے، کیوں کہ رشتے کا قرب بے فائدہ ہے جب اسے کاٹ دیا جائے اگرچہ وہ بہت قریبی ہو اور رشتہ داری میں کوئی بھی دوری نہیں جب اسے ملایا جائے، اگرچہ وہ بہت دور کی رشتہ داری ہو۔ ❷

معلوم ہوا کہ نسب سیکھنا اور رشتہ داری نبھانے کے لیے اسے یاد رکھنا اور پہچاننا بھی ضروری ہے۔

❶ سلسلة الصحيحة: ١٥٣٨ ، ابن حبان: ٤٣٧ .

❷ سلسلة الصحيحة: ٢٧٧ ، ابوداود طيالسي: ٢٧٥٧ .

صلہ رحمی کے فوائد

[۳۲] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔''

فوائد:...... اس کی تشریح رقم الحدیث: ۱۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

[۳۲] الادب المفرد للبخاری: ۵۶ ، صحیح البخاری: ۲۰۶۷ .

قطع رحمی کا نقصان

[٣٣] حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ تَقُولُ: يَا رَبِّ ، إِنِّي ظُلِمْتُ ، يَا رَبِّ ، إِنِّي قُطِعْتُ ، يَا رَبِّ ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ ، فَيُجِيبُهَا: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ ، وَأَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ؟))

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک رحم (رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) ایک شاخ ہے، وہ کہتی ہے بے شک میرے ساتھ ظلم کیا گیا، بے شک مجھے کاٹا گیا، اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! تو اس کو (اللہ تعالیٰ) جواب دے گا کیا تو اس پر خوش نہیں کہ میں اسے کاٹوں جس نے تجھے کاٹا اور اسے جوڑوں جس نے تجھے جوڑا۔"

فوائد: ...... اس کی تشریح رقم الحدیث: ٢٩ کے تحت گزر چکی ہے۔

[٣٣] الادب المفرد للبخاری : ٦٥ ، اس کی سند ضعیف ہے لیکن یہ روایت صحیح سند کے ساتھ صحیح بخاری (٥٩٨٨) میں موجود ہے۔

تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے

[۳٤] حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُقْبَةَ ، حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ ، عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ ، وَلَا مُكَذِّبٌ بِالْقَدَرِ))

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(والدین کا) نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

فوائد :...... (۱) والدین کی نافرمانی جنت میں داخل نہیں ہونے دے گی۔

(۲)...... ہمیشہ شراب پینے والا بار بار کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ کبھی کبھی پی لیا کرے، نیز جو شخص ایک بار شراب پیتا ہے وہ اس کی لت میں گرفتار ہو جاتا ہے، لہٰذا شراب ایک بار بھی نہیں پی جائے گی۔

(۳)...... چوں کہ شراب نشہ کی وجہ سے حرام ہے اس لیے جو چیز بھی عقل میں فتور پیدا کرے چاہے وہ سونگھنے والی ہو، چاہے چکھنے والی، چاہے پینے والی، چاہے کھانے والی، چاہے جسم کے اندر کسی انجکشن وغیرہ کے ذریعے داخل کی جانے والی ہو۔ مثلاً ہیروئن، چرس، افیون وغیرہ۔

---

[۳٤] مسند احمد: ٤/ ٤٤١ـ ٤٤١، ٢٧٤٨٤، سنن ابن ماجة: ٣٣٧٧، الصحيحة: ٦٧٥، ٦٧٨ . سند میں موجود راوی سلیمان بن عقبہ کی جگہ تخریج کی تمام کتب میں سلیمان بن عتبہ الدمشقی ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

(۴)......شراب ام الخبائث ہے کیوں کہ شراب پینے والا نشے کی حالت میں ہر قسم کا گناہ کر بیٹھتا ہے اور شیطان اس کو گناہ کرنے کے لیے اپنا آلہ کار بنا لیتا ہے۔

(۵):...... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کا ایک فرق نشہ پیدا کرتا ہے اس کا ایک قطرہ بھی استعمال کرنا حرام ہے۔'' ❶

لہٰذا جن چیزوں میں شراب، الکوحل یا افیون وغیرہ ہوں ان کا استعمال کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(۶)......شراب قابلِ حد جرم ہے جس کی سزا دس کوڑوں سے لے کر اسّی کوڑوں تک بھی ہو سکتی ہے، قاضی یہ فیصلہ کرے گا کہ کس قسم کا شرابی کتنی سزا کا مستحق ہے۔

(۷)...... رقم الحدیث: ۱۹ کے تحت یہ مضمون اور انداز سے گزر چکا ہے۔ جس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ والدین کے نافرمان، احسان جتلانے والے اور تقدیر کو جھٹلانے والے کا نہ کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

❶ سنن ابی داود: ۳٦٨١۔

حقیقی صلہ رحمی کیا ہے؟

[۳۵] حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيُّ ، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي تُقْطَعُ رَحِمُهُ فَيَصِلُهَا))

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کے بدلے میں صلہ رحمی کرنا صلہ رحمی نہیں، بلکہ صلہ رحمی یہ ہے جو اس کو توڑے اسے ملانا (صلہ رحمی ہے۔)

فوائد :...... (۱) اگر کوئی بدلے میں صلہ رحمی کرے تو یہ تو اس کے عمل کا بدلہ ہے، جیسے کسی نے ہمیں ہدیہ دیا تو ہم نے بھی بدلے میں ہدیہ دے دیا۔ اس نے ہماری بیمار پرسی کی ہم نے اس کی بیمار پرسی کر لی۔ اس نے ضرورت کے موقع پر ہماری مدد کی ہم نے ضرورت کے وقت اس کی مدد کر دی۔ اس نے ہمیں سلام کیا، ہم نے بھی اسے سلام کر لیا۔ وہ ہماری غمی کے موقع پر تعزیت کے لیے آیا ہم اس کے پاس تعزیت کے لیے پہنچ گئے۔ دنیا بھر میں ادلے کا بدلہ اسی طرح چل رہا ہے اور سمجھا یہ جاتا ہے کہ اس کا نام صلہ رحمی ہے۔

(۲)...... شریعت کی نظر میں صلہ رحمی یہ ہے کہ جو شخص ناطہ توڑنے والی حرکات کرے یا برا رویہ رکھے اس کے ساتھ رشتہ جوڑنے اور محبت بڑھانے والا سلوک کیا جائے۔

[۳۵] مسند احمد ۲/ ۱۹۰ : ٦٧٨٥ ، مسند البزار ٥ البحر الزخار ۲۳۷

صلہ رحمی کی فضیلت

[۳۶] حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الرَّحِمُ شِجْنَةٌ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ))

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم (رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) ایک شاخ ہے جو اس کو ملائے میں اس سے ملتا ہوں اور جو اس کو کاٹے میں اس کو کاٹ دوں گا۔

فوائد:...... اس کی تشریح رقم الحدیث:۲۹ کے تحت گزر چکی ہے۔

[۳۶] صحیح بخاری: ۵۹۸۹، الادب المفرد للبخاری: ۵۵۔

رحمت سے محرومی

[۳۷] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ بْنُ زَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ أَبُو إِدَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تَنْزِلُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ))

سیّدنا عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً ان لوگوں پر (اللہ کی) رحمت نہیں اترتی جن میں قطع رحمی کرنے والا (شخص موجود) ہو۔''

فوائد :...... یہ حدیث ضعیف ہے۔ لہٰذا اس کی تشریح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

[۳۷] الادب المفرد للبخاری : ٦٣ ، یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھئے سلسلة الضعيفة : (١٤٥٦)

جنت سے محرومی

[۳۸] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

فوائد :...... رقم الحدیث: ۳۰ کے تحت اس کی تشریح گزر چکی ہے۔

[۳۸] الادب المفرد للبخاری : ٦٤ـ صحیح بخاری : ٥٩٨٤ ، صحیح مسلم : ٢٥٥٦ .

قطع رحمی بمقابلہ صلہ رحمی

[۳۹] حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِيرِيُّ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْجَبَّارِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ يُحَدِّثُ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ تَقُولُ: ، يَا رَبِّ إِنِّي قُطِعْتُ ، يَا رَبِّ ظُلِمْتُ ، يَا رَبِّ ، يَا رَبِّ ، يَارَبِّ ، فَيُجِيبُهَا: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ ، وَأَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ؟))

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم (رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) ایک شاخ ہے: وہ کہتی ہے اے میرے رب! بے شک مجھے کاٹا گیا، اے میرے رب! مجھ پر ظلم کیا گیا، اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! اس کو (اللہ تعالیٰ) جواب دیتا ہے کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ میں اس کو کاٹوں گا جس نے تجھے کاٹا اور اس کو جوڑوں گا جو تجھ کو جوڑے گا۔''

فوائد:...... اس کی تشریح رقم الحدیث: ۲۹، ۳۳ کے تحت گزر چکی ہے۔

[۳۹] دیکھئے ح: ۳۳.

خدمت والدین کی فکر

[٤٠] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ : قَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ : ((مَثَّلْتُ نَفْسِيْ فِي الْجَنَّةِ ، اٰكُلُ مِنْ طَعَامِهَا ، وَأَشْرَبُ مِنْ شَرَابِهَا ، وَأُجَاوِرُ فِيْهَا ، وَأُصِيْبُ مَنِ اشْتَهٰى ، ثُمَّ قُلْتُ : أَيُّ نَفْسٍ تَمَنَّى ، قَالَتْ : أَتَمَنّٰى أَنْ أَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَأَزْدَادَ مِنَ الْعَمَلِ كَيْمَا يَزَادُ مِنَ الثَّوَابِ ثُمَّ مَثَّلْتُ نَفْسِيْ فِي النَّارِ ، اٰكُلُ مِنْ زَقُّوْمِهَا وَأَشْرَبُ مِنْ حَمِيْمِهَا ثُمَّ قُلْتُ : أَيُّ نَفْسٍ تَمَنَّى ، قَالَتْ : أَتَمَنّٰى أَنْ أَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَأَتُوْبُ كَيْمَا أَنْجُو مِمَّا أَنَا فِيْهِ فَقُلْتُ لَهَا : أَيُّ نَفْسٍ فَأَنْتَ فِيْ أُمْنِيَتِكَ فَاعْمَلِيْ))

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ”میں نے جنت کے بارے میں اپنے نفس کے لیے نمونہ پیش کیا کہ میں جنت کے کھانوں میں سے کھا رہا ہوں اور اس کے مشروب سے پی رہا ہوں اور اس میں (حوروں کے) پڑوس میں رہ رہا ہوں اور جو میں چاہتا ہوں وہ مجھے مل رہا ہے، پھر میں نے اپنے نفس سے کہا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: میں دنیا میں واپس جاؤں اور ایسے کام سرانجام دوں جس سے مجھے اور زیادہ ثواب مل سکے، پھر میں نے اپنے نفس کے لیے جہنم کا نمونہ پیش کیا، میں نے اس میں سے زقوم (تھوہر) کھایا اور اس کے گرم کھولتے ہوئے پانی سے پیا، پھر میں نے اپنے نفس سے کہا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: میں دنیا میں واپس جانا چاہتا ہوں کہ میں وہاں جا کر ایسی توبہ کروں تاکہ میں اس عذاب سے نجات پالوں جس میں،

[٤٠] الزهد لاحمد بن حنبل، رقم : ٢١٠٦، محاسبة النفس لابن ابى الدنيا : ١٠ .

میں اب ہوں، پھر میں نے اپنے نفس کو کہا تم تو اپنی خواہشات میں (زندگی گزار رہے) ہو، پس عمل کرو۔"

فوائد: ......(۱) یہ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کا ایک اثر ہے۔

(۲)...... اس سے پتا چلتا ہے کہ ہمارے اسلاف اسلامی احکام پر عمل کرنے اور اس کے بدلے میں ملنے والے انعام جنت یا نافرمانی کی صورت میں ملنے والی سزا جہنم کا دل میں استحضار کیا کرتے تھے تاکہ گناہ سے بچنا اور اللہ کی فرماں برداری کرنا آسان ہو جائے۔

(۳)...... ہمارے اسلاف کثیر عمل کر کے بھی اپنے عمل کو قلیل سمجھتے تھے اور ایک مسلمان کو یہی سمجھنا چاہیے۔

(۴)...... جنت حاصل کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ انسان دنیا کی امیدوں کو کم کر لے اور آخرت کی خواہش کو اپنے اندر مضبوطی سے جما لے۔

(۵)...... امام بخاری رحمہ اللہ اس اثر کو نقل کر کے یہ سمجھا رہے ہیں کہ اپنی امیدیں کم کرو، اور دنیا سے کوچ کرنے سے پہلے پہلے والدین کی خدمت کر لو ورنہ یہ موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

علم وادب سیکھیں

[٤١] حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ الْبُخَارِيُّ: ((وَبِهِ نَأْخُذُ)) قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: ((مَنْ لَا يَعْلَمُ وَيَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ فَهُوَ عَالِمٌ))

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی جب مسجد میں آئے اور امام خطبہ (جمعہ) دے رہا ہو، تو وہ دو رکعات نماز (تحیۃ المسجد) پڑھے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: ''اسی حدیث کے مطابق ہمارا بھی موقف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس کو کسی بات کا علم نہیں اور وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اسے اس (بات) کا علم نہیں تو وہ عالم ہے۔''

فوائد:...... (۱) مسجد میں داخل ہونے کے بعد مسلمان کا سب سے پہلا کام نماز ہونا چاہیے، لوگوں سے باتوں میں مشغول ہو جانا یا کسی اور کام میں مصروف نہیں ہونا چاہیے۔

(۲)...... اگر جماعت کھڑی نہ ہو تو دو رکعت نماز ادا کی جائے اور اگر جماعت کھڑی ہو رہی ہے یا ہو چکی ہے تو اس کے ساتھ مل کر فرض نماز ادا کی جائے۔

(۳)...... جو نماز فرض کے علاوہ مسجد میں داخل ہونے پر پڑھی جاتی ہے، اسے تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

---

[٤١] صحیح بخاری: ١١٦٦ میں اسی سند و متن کے ساتھ موجود ہے۔ صحیح مسلم: ٨٧٥.

(۴)......تحیہ کا مطلب زندگی کا تحفہ دینا یا السلام علیکم کہنا ہے۔ مسجد میں داخل ہو کر مسجد سے ملاقات کا ادب یہ ہے کہ اللہ کے اس گھر میں اللہ کے حضور کھڑے ہو کر دست بستہ ہدیہ نماز پیش کیا جائے۔ ربِ کائنات کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ہی ادب ہمیں سنتِ نبوی سے ملتا ہے۔

(۵)......گو خطبہ کے دوران کسی قسم کا کام کرنا اور بات کرنا ممنوع ہے، لیکن تحیۃ المسجد ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۶)......سفیان بن عیینہ اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں۔

(۷)...... ہمارے اسلاف اور علمائے حق جس بات کا علم نہیں ہوتا تھا اس کے متعلق سائل کو کہہ دیا کرتے تھے کہ میں نہیں جانتا۔

(۹)......اللہ کی بارگاہ میں جانے پر نماز پڑھنا اس کے آداب واحترام کا تقاضا ہے، اسی طرح دنیا میں رشتوں میں سے سب سے عظیم وکریم اور قریب وعزیز رشتے والدین کی بارگاہ میں حاضری دینے کے آداب کا بھی علم ہونا چاہیے اور اس کا اہتمام بار بار کرتے رہنا چاہیے۔

والدین پر غصے نہ ہوں

[٤٢] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ ، عَنْ أَبِيْ حَصِينٍ ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ : أَوْصِنِيْ وَأَقْلِلْ لَعَلِّيْ أَعِيْهُ قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)) فَسَأَلَهُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ ((لَا تَغْضَبْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے کوئی ہلکی سی نصیحت کیجیے تا کہ میں اسے یاد کرلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کر۔'' اس نے پھر ایک دفعہ یا دو دفعہ سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ یہی فرمایا: ''غصہ نہ کیا کر۔'' ❶

فوائد: ...... (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہہ کر بھی نصیحت کی بات سنا کرتے تھے۔ اور وہ ان نصائح پر عمل بھی دل و جان سے اور ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ یہ وصف ان کے حق میں مسلمانوں میں سے انھیں سب سے اعلیٰ درجے پر فائز کرتا ہے۔

(۲)...... یہ نصیحت ہمارے لیے بھی اسی طرح ہے جس طرح اُس صحابی کے لیے تھی۔

(۳)...... صحابی نے دو بار سوال کیا اور دونوں بار یہی جواب ملا۔ معلوم ہوا کہ غصہ کرنا بہت بری چیز ہے۔ اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

---

[٤٢] صحيح بخاري : ٦١١٦ ـ جامع ترمذي : ٢٠٢٠ .

❶ عربی مخطوط کے محقق نے کہا: اس حدیث کی کتاب سے مناسبت یہ ہے کہ جب عموماً غصے سے منع کیا گیا ہے تو والدین کے حق میں تو کبھی بھی لائق نہیں ہوسکتا کہ ''اُف'' تک کہا جائے۔

(۴)...... اس صحابی کی عادات کے لحاظ سے انھیں اسی نصیحت کی ضرورت تھی ورنہ نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف نصیحتیں کی ہیں۔

(۵)...... والدین بوڑھے ہو جائیں تو ان کی باتوں پر غصہ بھی آ جاتا ہے، جب کہ ان پر غصے ہونا بے ادبی اور گناہ کا کام ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ یہ حدیث نقل کر کے یاد دلا رہے ہیں کہ والدین جوان ہوں یا بوڑھے، ان کی بات سن کر غصے میں نہیں آنا چاہیے، بلکہ قرآن حکیم میں تو انھیں اف تک یعنی کوئی کلمہ افسوس بھی زبان سے نکالنے سے منع کیا گیا ہے۔

غصے پر قابو پانے والا بہادر

[٤٣] حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ مَنْ غَلَبَ النَّاسَ، وَلٰكِنَّ الشَّدِيْدُ مَنْ غَلَبَ نَفْسَهُ))

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہادر وہ شخص نہیں جو لوگوں پر غالب آ جائے، لیکن بہادر (پہلوان) وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آ گیا۔''

فوائد:...... (۱) اس حدیث میں بھی غصے پر قابو پالینے کی تاکید اور ترغیب بیان کی گئی ہے۔

(۲)...... اس حدیث کو نقل کرنے کا مقصد یہی ہے کہ والدین کے معاملے میں غصے پر قابو رکھا جائے، گو ان کی خدمت کرنا اور بڑھاپے اور یادداشت کی کمزوری کی وجہ سے ان کی باتیں سننا مشکل ترین کام ہے، لیکن اس حالت میں غصے پر قابو پانا بہترین رویہ ہے۔

(۳)...... اصل بہادر وہ ہے جو غصے پر قابو پالے کیوں کہ یہ مشکل کام ہے۔

[٤٣] مسند ابی داوٗد الطیالسی: ٢٦٤٨، سنن نسائی فی الکبریٰ: ١٠٢٢٩۔

والدین کا دل دکھانے کی ممانعت

[٤٤] حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْمُقَاتِلِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كَيْسَانَ قَالَ: ((مَكَثَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً لَا يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ يُؤْذِي بِهَا جَلِيْسَهُ))

عمر بن ابراہیم بن کیسان نے کہا: ''ابن ابی نجیح رحمہ اللہ نے تیس سال تک کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے اس کے ہم مجلس کو تکلیف ہوئی ہو۔''

فوائد: ......(۱) ابن ابی نجیح رحمہ اللہ کی یہ تعریف بتائی گئی ہے کہ انھوں نے تیس سال تک اپنے پڑوسی سے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے اسے تکلیف پہنچے۔

(۲)...... پڑوسی سے حسنِ سلوک کرنے کی قرآن وحدیث میں بہت زیادہ تاکید ہے۔

(۳)...... جب پڑوسی اور ہم مجلس سے حسنِ سلوک کرنا واجب ہے، تو پھر والدین جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور انسان ان کے جسم ہی کا ایک حصہ ہوتا ہے ان سے حسنِ سلوک کرنے یا ان کا دل نہ دکھانے کی صورت کتنی بلند ہونی چاہیے، یہی بات سمجھانے کے لیے یہ اثر نقل کیا گیا ہے۔

---

[٤٤] سير اعلام النبلاء للذهبي: ٦/ ١٢٥، طبع الرسالة، بيروت .

والدین کو سلام کہنا

[٤٥] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا السَّلَامُ؟ اَلسَّلَامُ: أَنْتَ اٰمِنٌ مِنِّيْ، أَنْتَ سَالِمٌ مِنِّيْ.

ابن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ سلام کیا ہے؟ سلام کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھ سے امن میں ہے، (اور) تو مجھ سے محفوظ ہے۔

فوائد: ...... (۱) السلام علیکم کا مطلب ہے تم پر سلامتی ہو، تمھاری جان، تمھارا مال، تمھاری اولاد، تمھارا ایمان، غرض تمھارا سب کچھ میری طرف سے محفوظ ہے، مطمئن رہو، میں تمھیں کسی قسم کا ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔

(۲)...... ملاقات کے وقت سلام کر کے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو یہ یقین دلا کر اپنی بات کا آغاز کرتا ہے۔

(۳)...... جس طرح دوسرے عام مسلمانوں کو گزند پہنچانا اسلام کے منافی ہے، والدین کو کسی قسم کی زبان سے اذیت دینا یا اپنی کسی حرکت سے ان کو دکھ دینا بھی اسلام کے منافی ہے، بلکہ والدین کو یہ یقین ہونا چاہیے کہ ان کی اولاد ان کا دل کبھی آزردہ نہیں کرے گی۔ کیوں کہ وہ مسلمان ہے اور السلام علیکم کہہ کر ان سے ملاقات کا آغاز کرتے ہیں۔

(۴)...... اسلام نے ملاقات کے وقت جو دعا ہمیں عطا کی ہے دنیا بھر کے تمام مذاہب یا معاشروں میں اس سے بہتر اور جامع کوئی دعا نہیں ہے۔

---

[٤٥] امام بخاری رحمہ اللہ اسے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

والدین سے بدلہ لینا جائز نہیں

[٤٦] سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْنَدِيَّ يَقُوْلُ: جَاءَ سَلْمُ بْنُ سَالِمٍ إِلَى ابْنِ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَجَعَلَ يُسْمِعُهُ يَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَقَالَ: أَشْفَانِي مِنْكَ عَقْلُكَ، قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾

سلم بن سالم ابنِ عیینہ رحمہ اللہ کے پاس آیا تو ان کو سنانے کے لیے کہنے لگا کہ میں نے اس طرح کیا اور اس طرح کیا تو ابنِ عیینہ رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: تمھاری عقل نے مجھے تم سے کنارہ کش کر دیا ہے۔ (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جاہلوں سے اعراض کیجیے۔'' (الاعراف: ۱۹۹)

[٤٧] حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: ((دُونَكِ فَانْتَصِرِي))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنا بدلہ لے لو۔'' ❶

---

[٤٦] امام بخاری رحمہ اللہ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

[٤٧] الادب المفرد للبخاري: ٥٥٨ میں اسی سند و متن کے ساتھ موجود ہے۔ یہ روایت یہاں مختصراً بیان ہوئی ہے جب کہ سنن ابن ماجہ (۱۹۸۱) میں پورے متن کے ساتھ موجود ہے۔ الصحيحة: ١٨٦٢.

❶ عربی مخطوط کے محقق نے کہا: امام بخاری رحمہ اللہ اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ بعض لوگ ایسا کام والدین کے ساتھ کرتے تھے لیکن والدین کے علاوہ کے ساتھ یہ جائز ہے والدین کے ساتھ یہ معاملہ جائز نہیں۔

فوائد :...... (۱) اگر برابر سرابر کسی سے اپنے اوپر ہونے والی زیادتی کا بدلا لینا چاہیں تو اس کی اجازت ہے، لیکن معاف کر دینا ہی اصل نیکی اور مسلمان کا حقیقی اخلاق ہے۔

(۲)...... بدلا دوسروں سے تو لے سکتے ہیں، لیکن والدین سے بدلا لینا جائز نہیں ہے۔ ان کا مقام اس سے بہت بلند اور ان کا احترام اس سے کہیں زیادہ ارفع ہے کہ ان سے بدلا لیا جائے۔

(۳)...... والدین اگر بات نہ کریں تو بدلے میں ان سے بات نہ کرنا، وہ اگر مالی مدد نہ کریں تو بدلے میں ان کا کام نہ کرنا، اور اسی قسم کے تمام کام والدین کی نافرمانی اور ان پر زیادتی کے مترادف اور جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں۔

والدین سے محبت کا اظہار کرنا

[٤٨] حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ثَوْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ أَنَّهُ أَحَبَّهُ))

سیّدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے، اور انھوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی ہے، فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتانا چاہیے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

فوائد:...... (۱) مسلمانوں کی باہم عمومی محبت ہونی چاہیے کیوں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، لیکن کسی مسلمان سے اس کی کسی خاص صفت کے پسند ہونے پر خصوصی محبت ہوتی ہے ایسے میں اسے بتا دینا چاہیے تاکہ وہ بھی محبت کا جواب محبت سے دے۔

(۲)...... جب عام مسلمان سے محبت کا اظہار کر دینا اس کے دل کو خوش کرتا ہے تو والدین سے بھی اس کا اظہار کرنا چاہیے اس سے ان کا دل خوش ہوتا ہے۔

(۳)...... محبت کا اظہار قولاً بھی کیا جائے اور فعلاً بھی کرنا چاہیے، مثلاً انھیں ان کے پاس بیٹھنا، ان کی کھا کر بچائی ہوئی چیز کو رغبت سے کھانا، بات کرتے ہوئے یا کوئی روداد سناتے ہوئے اپنی والدہ والد کا بیچ میں اس طرح ذکر کرنا کہ انھیں محسوس ہو کہ ان کے بچے ان سے محبت کرتے ہیں۔

---

[٤٨] الادب المفرد للبخاري، ح: ٥٤٢۔ میں اسی سند و متن کے بیان کیا ہے۔ ابو داوٗد: ٥١٢٤.

ان سے کہنا کہ پہلے یہ چیز آپ کھائیں مجھے خوشی ہوگی پھر ہم کھائیں گے۔ اپنے ہاتھوں سے انھیں کچھ رقم چاہے انھیں ضرورت نہ بھی ہو دینا اور یہ کہنا کہ مجھے اچھا لگتا ہے کہ میری کمائی آپ کے بابرکت ہاتھوں میں آئے۔

بچوں سے جس طرح پیار محبت کیا جاتا ہے اس طرح کا اظہار ان سے کرنا، ان کی پسند کی چیز اور پسند کے کپڑے لا کر دینا۔ ان کی پسند کے لیے اپنے آرام یا مال کی پروا نہ کرنا۔ وہ جن لوگوں سے محبت کرتے ہیں، ان سے بھی محبت کرنا، ان کا اکرام کرنا اور ان کو اپنے گھر میں بلانا، تاکہ والدین خوشی محسوس کریں۔

والدین کی غیبت کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے

[٤٩] سَمِعْتُ مُوْسَى بْنِ إِسْمَاعِيْلَ ، سَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَقُوْلُ : ((مَا اغْتَبْتُ أَحَدًا مُنْذُ عَلِمْتُ أَنَّ الْغِيْبَةَ تَضُرُّ أَهْلَهَا))

ابو عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جب سے مجھے علم ہوا ہے کہ غیبت سے غیبت کرنے والے کو نقصان پہنچتا ہے اس وقت سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔“

فوائد :...... (۱) غیبت کا مطلب ہے کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیبوں کا ذکر کرنا۔ قرآن حکیم میں اس فعل کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح بتایا گیا ہے۔ غیبت گناہ کبیرہ ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

(۲)...... ضرورت کے وقت اپنے کسی نیک کام کا ذکر کر سکتے ہیں جب کہ ریا کی نیت نہ ہو۔

(۳)...... جب کسی اور کی غیبت جائز نہیں ہے تو پھر والدین کی غیبت کرنا بدرجہ اولیٰ جائز نہیں۔

(۵)...... والدین کی غیبت کرنا دو طرح کا گناہ کبیرہ بن جاتا ہے: ایک غیبت کرنے کا گناہ، دوسرے والدین کی برائیاں بیان کرنے کا گناہ، اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

---

[٤٩] التاريخ الاوسط للبخاري: ٢/ ٣٢٢، رقم: ٢٧٥٩، وسنده صحيح .

والدین پر ترس کھانا بہت بڑی نیکی ہے

[٥٠] حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ مِخْرَاقٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا، أَوْ قَالَ: إِنِّي لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا، قَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا، رَحِمَكَ اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ))

معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انھوں نے کہا: ایک آدمی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بے شک جب میں بکری ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے یا (کہا) کہ مجھے بکری پر رحم آجاتا ہے کہ میں اسے ذبح کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھے بکری پر رحم آتا ہے اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے گا۔'' آپ ﷺ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔

فوائد:...... (١) بکری ذبح کرتے ہوئے بھی اس پر ترس آنا یہ رقتِ قلب کی علامت ہے اور ایک اچھی صفت ہے۔ مسلمان کے اندر رحم ہونا چاہیے۔

(٢)...... دوسروں پر رحم کرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے۔

(٣) والدین جب بوڑھے ہو جائیں تو ان پر رحم کرنا بدرجہ اولیٰ اور کئی طرح کی نیکیوں کا مجموعہ ہے مثلاً رحم کرنا بجائے خود نیکی ہے، والدین پر رحم آنا ان کے احسانات کے اظہار کی عملی شکل ہے، والدین پر ان کے بڑھاپے میں کی گئی حرکات یا باتوں پر یہ رحم آنا کہ وہ پہلے کتنے عقل مند اور کام کرنے میں چست تھے اور آج کس قدر بے بس ہیں اس طرح ان پر

[٥٠] الادب المفرد للبخاري : ٣٧٣ میں اسی سند و متن کے ساتھ روایت ہے۔ مستدرك حاكم : ٤/ ٢٣١ـ الصحيحة : ٢٦.

رحم آنا مزید اجر کا باعث اور نیکی ہے۔

(۴)......ہمیں بوڑھے والدین کے لیے اللہ نے جو دعا سکھائی اور بتائی ہے وہ بھی رحم ہی کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ فرمایا:

﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسراء یل: ۲٤)

لیکن مراد یہ کہ جب میں بچپن میں بے بس، کمزور تھا اس وقت انھوں نے مجھ پر رحم کرتے ہوئے، بہت شفقت اور محبت سے پالا پوسا، جوان کیا، آج تو ان کی حالت پر رحم فرما اور مجھے بھی یہ توفیق دے کہ میں محبت اور شفقت کے ساتھ ان سے حسنِ سلوک کروں۔

والدین کے ساتھ حسنِ اخلاق کی فضیلت

[٥١] حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ ، عَنْ أَبِيْهِ ، عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الأَنْصَارِيِّ ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالإِثْمِ؟ قَالَ: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ فَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))

سیدنا نواس بن سمعان الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیکی اچھے اخلاق (کا نام) ہے اور گناہ جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اسے ناپسند سمجھے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔''

فوائد :...... (۱) نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور اچھے اخلاق انسان کے رویے اور عادات وحرکات سے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً

کسی سے مسکرا کر ملنا، نرمی سے بات کرنا، کسی سے غصہ نہ کرنا، ضرورت کے وقت کسی کا مال لدوا دینا، پانی کا ڈول بھر دینا، یا دوسرے چھوٹے چھوٹے کاموں میں مدد کر دینا، کسی کی آمد پر اسے اچھی جگہ پر بٹھانا، بات توجہ سے سننا، کسی کی خوشی کی بات پر مسرت کا اظہار کرنا، کسی کی غمی پر غمی کا اظہار کرنا، جو چل نہیں سکتا اس کا بازو پکڑ کر اسے چلانا، کسی نے بھاری بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور وہ خود کمزور ہے تو اس کا بوجھ خود اٹھا کر مطلوبہ جگہ تک پہنچا دینا، ملاقات کے وقت مسکرا کر سلام میں پہل کرنا، اگر کسی کی مالی ضرورت ہے ممکن ہو تو پوری کر دینا،

[٥١] الادب المفرد للبخاري: ٢٩٥، صحيح مسلم: ٢٥٥٣.

احسان نہ جتانا، کسی کی برائی بیان نہ کرنا، اگر کسی کو کسی بات پر سمجھانا پڑ جائے تو محبت اور نرمی سے تنہائی میں سمجھانا، بوڑھوں کو سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا، چھوٹے چھوٹے ہدیے دیتے رہنا وغیرہ۔

(۲)...... دوسروں کے سامنے سر یا جسم پر کھجانا، بری طرح کھانسنا، ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، انگلیاں چٹخانا، ناگوار امور کا دوسروں کے سامنے نام لینا، کسی کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھنا۔ یہ سب حسنِ اخلاق کے منافی ہیں۔

(۳)...... گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹک پیدا کرے۔ مثلاً: دل سے آواز اٹھے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے، یہ خواہش پیدا ہو کہ میرے اس فعل سے دوسرے لوگ واقف نہ ہوں، یہ خیال تڑپائے کہ تم بہت برے ہو۔

(۴)...... والدین کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا دنیا کے تمام رشتوں اور انسانوں کے مقابلے میں بڑھ کر ہونا چاہیے۔ بعض لوگ دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں لیکن والدین یا گھر والوں سے برا سلوک کرتے ہیں یہ بہت برا رویہ ہے۔ اور دوہری برائی ہے، سب سے قریبی ہی ہمارے حسنِ سلوک اور حسنِ اخلاق سے پیش آنے کے مستحق ہوتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑا فتنہ ہے

[٥٢] حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَان، أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((أَلا إِنَّ الْفِتْنَةَ هُنَا يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''آپ فرما رہے تھے آگاہ ہو جاؤ! اس طرف سے فساد پھوٹے گا۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا، جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔''

فوائد:...... (۱) اس حدیث میں فتنوں کے پھوٹنے کا ذکر ہے اور یہ کہ مشرق کی طرف سے بھی فتنہ نمودار ہوگا۔

(۲)...... فتنہ سے مراد ایسا کام ہے جس میں مبتلا ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جائے یا گناہ میں مبتلا ہو جائے، یا نیکی کی رغبت کم ہو جائے یا پوری طرح کفر کی طرف لوٹ جائے۔

(۳)...... دنیا کی ہر چیز انسان کے لیے فتنہ ہے، اولاد، مال، جوانی، صحت، بڑھاپا، تعلقات، رشتہ داریاں، منصب، عزت، علم وغیرہ۔

(۴)...... اس حدیث کو نقل کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑا فتنہ ہے اور یہ فتنہ بھی نمودار ہوگا جیسا کہ ہم دورِ حاضر میں دیکھ رہے ہیں، والدین کو دشمن سمجھا جاتا ہے، ان کے سمجھانے پر ناک بھوں چڑھایا جاتا ہے، یورپ میں تو یہ

[٥٢] صحيح بخاري: ٣٥١١، صحيح مسلم: ٢٩٠٥.

قانون بن چکا ہے کہ والدین اگر اولاد کو کچھ کہیں تو وہ ان کے خلاف پولیس کو بلا کر انھیں جیل میں بھی بھجوا سکتی ہے۔نعوذ باللہ من ذالک

(۵)...... والدین سے زبردستی مال چھین لینا، والدین سے مہنگے مہنگے کپڑوں اور چیزوں کی فرمائش کرنا، والدین کو گھر کے کسی کونے کھدرے میں رہنے کے لیے جگہ دے کر خود ان کے گھر پر قبضہ کر لینا، بیماری کے وقت علاج یا دیکھ بھال نہ کرنا، والدین کو اولڈز ہوم میں چھوڑ آنا، ان کو جواب دیتے ہوئے ڈانٹ کا انداز اختیار کرنا، ان کے بستر، بول براز وغیرہ کو صاف کرنے میں نفرت کرنا یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔گویا اس وقت یہ فتنہ بڑھتا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اس فتنے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں، اور والدین کی خدمت میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں کہ یہ موقع ان کے دنیا سے جانے کے بعد کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

مشرق کی طرف سے فتنے کا ظہور

[٥٣] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ : ((إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)) يَعْنِي الْمَشْرِقَ .

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک فتنہ وہاں سے پھوٹے گا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔'' یعنی مشرق کی طرف سے۔

فوائد :...... (ا) حدیث: ۵۲ میں بھی یہ مضمون گزر چکا ہے، محدثین نے کہا، اس سے مراد عراق، ایران وغیرہ کی سمت ہے جو مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب بنتی ہے۔ ❶

---

[٥٣] صحيح بخاري : ٧٠٩٢، صحيح مسلم : ٢٩٠٥ .

❶ فتنوں کی تفصیلات جاننے کے لیے ڈاکٹر متقد بن محمود السقار کی کتاب دلائل النبوۃ (صداقت نبوت محمدی) کا مطالعہ کیجیے۔ نیز مشرق کی جانب رونما ہونے والے فتنوں کی تفصیل کے لیے مرکز دعوۃ التوحید اسلام آباد کی شائع کردہ کتاب ''اٹھتے ہیں حجاب آخر'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (ش ح)

حق والوں کے حقوق دنیا میں ہی ادا کردو اور والدین کی نافرمانی سے بچو

[٥٤] حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ الزُّبَيْرُ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ قَالَ الزُّبَيْرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُوْمَةُ بَعْدَ الَّذِيْ كَانَ لَنَا فِي الدُّنْيَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: إِنَّ الْأَمْرَ لَشَدِيْدٌ.

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ (الزمر: ٣١) ''پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے'' تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! دنیا میں جو ہمارے درمیان اختلاف ہے کیا بعد میں بھی دوبارہ ہمارے درمیان اختلاف ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' تو میں نے عرض کی، پھر تو معاملہ بڑا شدید ہوگا۔

[٥٥] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَبُوْ ثَابِتٍ الْمَدَنِيُّ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ طَلْحَةَ الْوَقَّاصِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، سَمِعْتُ

---

[٥٤] مسند حمیدی: ٦٠ میں اسی سند و متن کے ساتھ ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ جامع الترمذی: ٣٢٣٥٦، الصحيحة: ٣٤٠.

[٥٥] مسند حمیدی: ٦٢ اس کی سند حسن ہے۔ مسند بزار (البحر الذخار): ٩٦٤.

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ قَالَ الزُّبَيْرُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، يُكَرَّرُ عَلَيْنَا مَا كَانَ مِنَّا فِي الدُّنْيَا مَعَ خَوَاصِّ الذُّنُوْبِ ؟ قَالَ : ((نَعَمْ ، لَيُكَرَّرَنَّ عَلَيْكُمْ ، حَتّٰى يُؤَدّٰى إِلٰى كُلِّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ)) قَالَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : وَاللّٰهِ إِنَّ الْأَمْرَ لَشَدِيْدٌ ، قَالَ الْبُخَارِيُّ : وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ جُنْدُبٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ الزُّبَيْرُ ، وَرَوَاهُ شَدَّادُ بْنُ سَعِيْدٍ ، عَنْ غَيْلَانَ ، عَنْ مُطَرِّفٍ ، قَالَ : قَالَ الزُّبَيْرُ ، وَأَلْفَاظُهُمَا مُتَقَارِبَةٌ ، وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ الْأَوَّلِ

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب یہ آیت ﴿ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ (الزمر: ۳۱) ''ترجمہ: پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے'' نازل ہوئی، تو سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! [کیا] ☆ دوبارہ ہمارے درمیان خاص گناہوں کے ساتھ اختلاف ہوگا جو دنیا میں ہمارے درمیان اختلاف ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں تم پر دوبارہ اختلاف واقع ہوگا، حتیٰ کہ تم میں سے کوئی حق دار کو اس کا حق ادا نہیں کر دیتا۔'' زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یقیناً معاملہ تو پھر بڑا سخت ہوگا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت کو حماد بن سلمۃ عن جندب عن الحسن، قال الزبیر رضی اللہ عنہ (کی سند سے) اور شداد بن سعید عن غیلان عن مطرف قال الزبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی بیان کیا ہے اور الفاظ دونوں سندوں کے قریب المعنی ہیں، لیکن پہلی حدیث صحیح ہے۔ ❶

فوائد: ...... (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انسان تھے ان سے بھی کبھی کسی کو شکایت پیدا ہو جاتی تھی۔ اس لیے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نمودار ہونے والے جھگڑوں کے متعلق پوچھا، جب انھیں آپ نے بتایا کہ ہاں بعد میں ایسا ہوگا تو وہ متفکر اور پریشان اس

☆ مسند حمیدی کے اصل نسخہ میں (أ) کا ذکر ہے یہاں سے یہ لفظ رہ گیا ہے۔ (مترجم)

❶ عربی مخطوط کے محقق نے کہا: اس حدیث سے ہمیں والدین کی نافرمانی سے ڈرایا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ آمین

لیے ہوئے کہ یہ دور تو آپ کی موجودگی کا ہے، رحمت کا دور ہے، لیکن ابھی آپ کی راہنمائی ہمارے کام آجاتی ہے بعد میں تو یہ فتنہ شدید ہو جائے گا۔

(۲)...... جب عام مسلمانوں سے شکایت پیدا ہونا ایک فتنہ ہے تو والدین کی شکایات اوران سے جھگڑا کرنا تو کھلم کھلا فتنہ بھی ہے اور جہنم میں داخلے کا بہت بڑا سبب بھی۔

(۳)...... معاملہ سخت ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب جھگڑے اللہ کے حضور حاضر ہوں گے اور حق دار حق غصب کرنے والے سے جھگڑا کر کے اپنا حق لے گا تب حق دینا ناممکن ہوگا۔لہٰذا اسی دنیا میں حق دار کا حق دے دینا چاہیے۔

(۴)...... اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ والدین ہر صورت میں اولاد کے معاملے میں حق دار ہی رہتے ہیں چاہے جیسے بھی ہوں اور ان کا اپنی اولاد کے ساتھ جو بھی رویہ رہا ہو، لہٰذا ان کا حق اس دنیا میں دینے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے تاکہ روز قیامت اس معاملے میں سرخرو نہ بھی ہوسکیں تو مغفرت تو ہو جائے۔

فتنوں سے متعلق تفسیر قرآن کا ظہور

[٥٦] حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ الْقُمِّيُّ ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ هُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ لَمْ نَدْرِيْ مَا تَفْسِيرُهَا ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قُلْنَا : هٰذَا الَّذِيْ وَعَدَنَا رَبُّنَا أَنْ نَخْتَصِمَ فِيهِ

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ (الزمر: ٣١) ''پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے'' ہم اس کی تفسیر کو نہ جانتے تھے جب فتنے وقوع پذیر ہوئے تو ہم نے کہا، یہ وہی ہمارے رب کا وعدہ ہے جس میں ہم جھگڑا کریں گے۔

فوائد:...... (ا) اس روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ قرآن پاک کی آیات کی تفسیر قیامت تک اپنے حالات وواقعات اوران پر انطباقات کی صورت میں ظاہر ہوتی رہے گی جیسا کہ فتنے ظاہر ہونے کے بعد اس آیت کا مطلب صحابہ کی سمجھ میں آیا۔

[٥٦] المعجم الكبير للطبراني ١٣/ ٩٤ رقم : ١٣٧٣٥ اس کی سند حسن ہے۔

گھروں کے فتنے

[٥٧] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَنْبَأَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا أَرٰى؟ أَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ))

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تمھیں بھی نظر آ رہا ہے؟ پس فتنوں کو تمھارے گھروں کے اندر دیکھ رہا ہوں کہ وہ واقع ہو رہے ہیں۔''

[٥٨] حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا أَرٰى؟ إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ))

سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا جو میں دیکھ رہا ہوں تم بھی دیکھ رہے ہو؟ میں فتنوں کو تمھارے گھروں کے اندر گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کی بوندیں گرتی ہیں۔''

فوائد:...... (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتنے دیکھنے سے مراد ہے کہ مستقبل میں گھروں میں فتنے ہوں گے۔

(۲)...... یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مستقبل کی خبروں میں سے ایک خبر ہے جن سے

---

[٥٧] صحیح بخاری: ٣٥٩٧، صحیح مسلم: ٢٨٨٥.

[٥٨] صحیح بخاری: ٣٥٩٧ میں اسی سند و متن کے ساتھ ہے۔ صحیح مسلم: ٢٨٨٥.

آپ نے علم وحی کی بنیاد پر مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

(۳)...... آپ نے مستقبل میں دنیا میں پیش آنے والے جن فتنوں، گناہوں اور واقعات کا ذکر کیا وہ سب اپنے اپنے وقت پر رونما ہو رہے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر قرآن حکیم کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی۔ منکرین حدیث اس وحی کو نہیں مانتے اور یہی وجہ ہے کہ وہ احادیث پر عمل کرنے کو فرض نہیں سمجھتے جب کہ قرآن حکیم کی متعدد آیات کی رو سے صحیح حدیث پر عمل نہ کرنا یا ان کا انکار کرنا صریح گمراہی اور کفر ہے۔

(۴)...... گھروں میں فتنے کون کون سے ہوں گے؟ دورِ حاضر میں ان فتنوں کی شکلوں پر غور کیجیے:

☆ والدین کی خدمت اور اطاعت نہ کرنا، انھیں ڈانٹنا جھڑکنا، گھر سے نکال دینا۔

☆ والدین کا بچوں کی دینی خطوط پر تربیت نہ کرنا۔

☆ نوجوانوں کی شادیاں وقت پر نہ کرنا جس کی وجہ سے بدکاری عام ہو چکی ہے۔

☆ ماں کا بیٹیوں کو شوہر کی اطاعت کرنے اور گھر گرہستی کے طریقے نہ سکھانا نتیجہ یہ کہ طلاقیں عام ہو رہی ہیں۔

☆ شرعی پردے کا گھروں میں خیال نہ رکھنا۔

☆ عورتوں کا برہنہ لباس پہننا۔

☆ حرام میک اپ کرنا۔

☆ فضول خرچی کرنا۔

☆ گھروں میں ٹی وی اور اب موبائل اور نیٹ کے ذریعے دنیا میں جنسی بے راہروی عام کرنے والوں کا گھس آنا اور ان کو گھروں میں عزت دینا۔

☆ نیٹ اور موبائل کے ذریعے عشق کا عام ہو جانا۔

☆ لڑکیوں اور عورتوں کا بچے چھوڑ کر عاشقوں کے ساتھ بھاگ جانا۔

☆ گھروں کی بے جا آرائش کرنا۔

☆ لباس، خوراک، مہمان نوازی بھی یورپی طرز پر کرنا۔
☆ الکوحل ملی چیزوں کا عام دستیاب ہونا اور مسلمانوں کا انھیں استعمال کرنا۔
☆ سرِ عام شراب پینا۔
☆ بہن بھائیوں کا باہم جھگڑا کرنا۔
☆ ایک دوسرے کو گالیاں دینا۔
☆ چوری کرنا۔
☆ الزامات لگانا۔
☆ جھوٹی خبریں شائع کرنا۔
☆ حرام کاروبار کرکے گھروں میں روپیہ پیسہ لانا۔

(۵)......جس طرح بارش پہلے قطرہ قطرہ ہو کر اور آہستہ آہستہ گرتی ہے اور رفتہ رفتہ تیز ہو جاتی ہے، اسی طرح پہلے فتنے آہستہ آہستہ نمودار ہوتے ہیں، لیکن اب ان میں موسلا دھار بارش کی سی تیزی آچکی ہے۔

(٦)......اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی بھی ایک فتنہ ہے لہٰذا اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

گھروں کا اتحاد واتفاق اور خیر و برکات

[٥٩] حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ كُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ : قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لِلْإِسْلَامِ مُنْتَهًى ؟ قَالَ : ((نَعَمْ ، أَيُّمَا أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ ، أَوِ الْعَجَمِ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِمْ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ ، ثُمَّ تَقَعُ الْفِتَنُ كَأَنَّهَا الظُّلَمَ ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ : كَلَّا ، قَالَ : ((بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، ثُمَّ تَعُوْدُوْنَ فِيْهَا أَسَاوِدَ صُبًّا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ .

(۵۹) سیّدنا کرز بن علقمہ خزاعی سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی ﷺ سے کہا: (اللہ کے رسول ﷺ!) کیا اسلام کی کوئی انتہا بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں عرب وعجم میں جس گھر کے بارے میں اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے گا اس میں اسلام داخل کردے گا۔ (صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا) پھر کالی گھٹاؤں کی مانند فتنے آئیں گے۔'' اس دیہاتی نے کہا: ہرگز نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم دوبارہ الگ الگ جماعتوں میں بٹ جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔''

فوائد :......(۱) انتہا سے مراد ہے کہ وہ کہاں تک پھیلے گا۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ جس گھر کے لیے بھلائی کا ارادہ کرے گا، عرب وعجم یعنی پوری دنیا

[٥٩] المعجم الكبير للطبراني ١٩/ ١٩٧ رقم : ٤٤٢ . مسند حميدى ، رقم : ٥٨٤ میں سفیان اور زہری نے سماع کی تصریح موجود ہے۔

کے گھروں میں یہ نعمت ضرور جائے گی۔ اس نعمت کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسلام کو سمجھا اور سیکھا جائے اور قبول کیا جائے، جب کہ اس نعمت کو اپنے ہاں قائم اور دائم رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسلام کی ہر بات اور ہر حکم پر عمل کیا جائے، اس کا علم حاصل کرنے میں اپنی زندگی کھپا دی جائے۔

(۳)...... مستقبل میں فتنوں میں سے ایک فتنہ فرقوں میں بٹ جانا یا امت کا جدا جدا ہو جانا ہے۔ اتحاد و اتفاق ختم ہو جائے گا۔

(۴)...... جس طرح امت کا اتحاد و اتفاق ختم ہو جائے گا، باہم رشتوں میں بھی محبت اور ہمدردی ختم ہو جائے گی، باپ بیٹے کا دشمن بن جائے گا، بھائی بھائی سے کٹ جائے گا۔

(۵)...... اس حدیث کو نقل کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ آگاہ رہنا چاہیے کہ کہیں ہم والدین، رشتہ داروں یا امت کے عام مسلمانوں سے کٹ نہ جائیں بلکہ متحد رہنا چاہیے۔ ہاں اگر یہ خطرہ ہو اور عملی تجربہ ہو چکا ہو کہ ان کے ساتھ رہنے میں دین کے فرائض ادا نہیں ہو سکیں گے تو پھر ان سے جدا ہو جانے ہی میں عافیت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''وہ وقت قریب ہے مسلمان کا عمدہ مال اس کی بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور برساتی نالوں میں اپنے دین کو بچانے کے لیے بھاگ جائے گا۔'' ❶

❶ بخاری: ۱۹، ابوداود: ٤٢٦٧.

فتنوں سے متعلق احادیث

[٦٠] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقَ يَقُولُ: ((أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا ، أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا ، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

سیدنا عبد اللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف رخ کیے ہوئے فرما رہے تھے: ''آگاہ ہو جاؤ! فتنہ اِدھر ہے، آگاہ ہو جاؤ! فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔''

[٦١] حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

(امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں): ہمیں سعید بن محمد جرمی نے بیان کیا، ان کو یعقوب بن ابراہیم نے، انھیں ان کے باپ نے صالح سے بیان کیا، انھیں نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اسی طرح خبر دی (جیسے مذکورہ حدیث میں ہے۔)

[٦٢] حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مُخْلَدٍ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

---

[٦٠] صحيح بخاري ، رقم : ٧٠٩٣ ، صحيح مسلم ، رقم : ٢٩٠٥ .

[٦١] صحيح بخاري ، رقم : ٧٠٩٣ ، صحيح مسلم ، رقم : ٢٩٠٥ .

[٦٢] صحيح بخاري ، رقم : ٣٢٧٩ .

دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ يَقُولُ: ((إِنَّ الْفِتَنَ مِنْ هَا هُنَا ، إِنَّ الْفِتْنَةَ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے: ”بے شک فتنے یہاں سے (رونما) ہوں گے، یقیناً فتنے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔“ (وہاں سے رونما ہوں گے یعنی مشرق کی طرف سے۔)

فوائد:...... ان احادیث کی تشریح رقم الحدیث: ۵۲، ۵۳ کے تحت گزر چکی ہے۔

قطع رحمی کرنے والے کو جلد سزا ملتی ہے

[٦٣] حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ ، سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرٰى أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا ، مَعَ مَا يُدَّخِرُ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ ، مِنْ قَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَالْبَغْيِ))

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی ایسا (سنگین) گناہ نہیں، جس کے مرتکب کو دنیا میں جلدی سزا ملے اور آخرت میں بھی اسے عذاب دیا جائے۔''

فوائد: ...... (۱) معلوم ہوا کہ قطع رحمی کی سزا دنیا میں بھی جلدی ملتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی۔

(۲) ...... گناہوں کی سزائیں دنیا میں بھی ملتی ہیں اس پر ہمارا ایمان ہونا چاہیے۔

(۳) ...... جب نماز میں کوتاہی ہونے لگے، خشوع کم ہو جائے، برکت گھٹنے لگے، بیماریاں اور پریشانیاں گھیر لیں اس وقت غور کرنا چاہیے اور جو گناہ جانے یا انجانے میں سرزد ہو رہا ہے اس سے توبہ کر لینی چاہیے۔

(۴) ...... قطع رحمی کا سب سے بڑا مظہر والدین کی نافرمانی کرنا ہے، لہٰذا اپنے آپ کو اس سے بچانا لازم ہے۔ ورنہ دنیا کی مشکلات میں گھرنا یقینی ہے اور مزید بھی کئی قسم کی

[٦٣] الادب المفرد للبخاری: ٦٧ میں اسی سند ومتن سے بیان ہوئی ہے۔ مسند ابوداوٗد الطیالسی: ٩٢١، سنن ابی داوٗد (٤٩٠٢)، الصحیحة: ٩١٧.

سزائیں مل سکتی ہیں۔

قطع رحمی کے درج ذیل نقصانات ہوتے ہیں:

☆ اللہ کی رحمت سے قطع رحمی کرنے والا دور ہو جاتا ہے۔ ❶

☆ اللہ تعالیٰ قطع تعلق کرنے والے سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے۔ ❷

☆ قاطع رحم اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔ (سورۃ محمد: ۲۲-۲۳)

☆ اس پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ (سورۃ محمد: ۲۲-۲۳، الرعد: ۲۵)

☆ قاطع رحم کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ❸

☆ رزق کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ ❹

☆ عمر کم ہو جاتی ہے۔ ❺

---

❶ الأدب المفرد: ۱٦۳، البتہ یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھیے: الضعیفة: ۱٤٥٦۔ (مترجم)

❷ بخاري: ٥٩٨٧.

❸ الادب المفرد میں اس طرح کی حدیث نہیں ملی، البتہ ((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَمَلَ قَاطِعِ رَحِمٍ)) ''اللہ تعالیٰ قطع رحمی کرنے والے کے عمل کو قبول نہیں کرتا ہے۔'' الادب المفرد: ٦۱، مسند احمد ۳/ ٤٨٤۔ الإرواء الغليل: ٩٤٩۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ [مترجم]

❹ بخاري: ٥٩٨٦.

❺ بخاري: ٥٩٨٦.

صلہ رحمی کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد

[٦٤] حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونَ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ؟ قَالَ: ((لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ، كَأَنَّهُمْ تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، فَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرًا مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ))

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، اس نے عرض کی: میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں، وہ قطع رحمی کرتے ہیں اور میں ان سے درگزر کرتا ہوں وہ جہالت برتتے ہیں اور میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں، وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اپنی بات کہنے میں سچا ہے تو پھر تو گویا کہ ان کے منہ میں گرم گرم راکھ ڈال رہا ہے جب تک تو اپنے اس رویے پر قائم رہے گا، تیرے ساتھ ان کے خلاف ہمیشہ اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا۔''

فوائد: ...... (۱) رشتہ داروں کی بدسلوکی کے جواب میں اچھا سلوک کرنا صلہ رحمی ہے۔ اچھے سلوک کے جواب میں اچھا سلوک کرنا صلہ رحمی نہیں بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دینا ہے۔ جیسا کہ اگلی حدیث (رقم: ٦٥) میں آ رہا ہے۔

(۲)...... رشتہ داروں کی غلطیاں معاف کر دینی چاہئیں۔

(۳)...... گرم راکھ ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ تو ان سے حسنِ سلوک کر رہا ہے اور وہ برا جواب دے کر خود اپنے لیے جہنم کا سامان کر رہے ہیں۔

(۴)...... رشتہ داروں کی بدسلوکی پر صبر کرنے، انھیں معاف کر دینے اور ان سے پھر بھی حسنِ سلوک پر اللہ کی طرف سے بندے کے لیے ایک مددگار مقرر کر دیا جاتا ہے۔

(۵)...... والدین سب سے زیادہ صلہ رحمی کے حق دار ہیں اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا بھی والدین ہی کے حق کی ایک صورت ہے۔

---

[٦٤] صحيح مسلم، رقم: ٢٥٥٨، الادب المفرد للبخاري، رقم: ٥٢، الصحيحة: ٢٥٩٧.

حقیقی صلہ رحمی

[٦٥] حَـدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، وَالْحَسَنِ بْـنِ عَـمْرٍو ، وَفِطْرٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ سُفْيَانُ: وَلَمْ يَـرْفَـعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَرَفَعَهُ الْحَسَنُ وَفِـطْرٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي تَوَلَّتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا))

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں (صلہ رحمی) کرے، بلکہ (حقیقت میں) صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس کا رشتہ دار اس سے منہ پھیرے تو وہ صلہ رحمی کرے۔''

فوائد: ......اس کی تشریح رقم الحدیث: ۳۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

[٦٥] صحيح بخاری ، رقم: ٥٩٩١ ، الادب المفرد للبخاری ، رقم: ٦٨ .

ظالم رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی

[٦٦] حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، عَلِّمْنِي عَمَلاً يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ، أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ)) قَالَ: أَوَلَيْسَتَا وَاحِدٌ؟ قَالَ: ((لَا، عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تُعْتِقَ النَّسَمَةَ، وَفَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِينَ عَلَى الرَّقَبَةِ، وَالْمَنِيحَةُ الْوَلُوْقُ، وَالْفَيْءُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ، فَتَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ، فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ))

سیدنا براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دیہاتی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) آیا، اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگرچہ تو نے بات مختصر کی ہے لیکن مسئلہ بہت لمبا چوڑا پوچھا ہے، (پھر فرمایا:) ”نسمہ کو آزاد کر اور گردن چھڑا۔“ اس نے کہا: کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں! نسمہ کو آزاد کرنا یہ ہے کہ تو خود (جاندار کو) آزاد کرے۔ اور گردن چھڑانا یہ ہے کہ تو اس کے چھڑانے میں مدد کرے (اور فرمایا) کسی کو دودھ دینے والا جانور دے دے، ظالم رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کر، پھر اس کی طاقت نہ رکھے تو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کو خیر کی بات کے سوا ہر بات سے روکے رکھ۔“

فوائد:...... (۱) دیہاتی مسلمان بھی بڑے سمجھ دار ہوا کرتے تھے اور اپنے دین

[٦٦] الادب المفرد للبخاري، رقم: ٦٩ میں اسی سند و متن کے ساتھ ہے۔ المستدرك للحاكم: ٢/ ٢١٧.

کے متعلق فکر مند رہتے تھے۔ آج کے پڑھے لکھے، ڈگری یافتہ شہریوں کے لیے یہ سوچنے کا مقام ہے، انھیں بھی اپنے دین کی فکر کرنی چاہیے۔

(۲)...... انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ کم وقت میں بڑا کام کرے، کم قیمت میں مہنگی چیز خریدے، کم وقت میں لمبی مسافت طے کر لے، اسی طرح دین میں بھی کچھ اعمال ایسے ہیں کہ مختصر ہونے کے باوجود زیادہ فوائد اور نیکیاں حاصل کرنے کے حامل ہیں۔

(۳) کسی کی گردن آزاد کرانے کی مختلف صورتیں ہیں: آدمی غلام ہو اور اسے مالی مدد دے کر آزاد کرا لیا جائے۔ کسی جاگیردار کے ہاں بیگار کے طور پر اس نے کسی ادھار لی گئی رقم کے عوض آدمی کو اپنے پاس پابند کر رکھا ہو تو وہ رقم دے کر اسے آزاد کرا لیا جائے وغیرہ، اور یہ عمل جنت میں لے جائے گا۔

(۴)...... نسمہ آزاد کرانا یہ ہے کہ غلام خرید کر اور اس کی پوری رقم خود ادا کر کے پھر اسے اپنی ملکیت میں لا کر آزاد کر دیا جائے۔

(۵)...... یا جو شخص بے گناہ قید ہو گیا ہو اسے رقم دے کر آزاد کر وایا جائے یا کسی کی سفارش کام کر سکتی ہو تو سفارش کر کے بے گناہ کو چھڑ وایا جائے۔

(۶)...... دودھ دینے والے جانور کو کسی ایسے شخص کو ہدیہ کر دینا جس کے پاس مالی وسائل کی کمی ہو بہترین عمل ہے اور یہ جنت میں داخل ہونے کا باعث ہے۔

(۷)...... دورِ حاضر میں دودھ دینے والے جانور کی بجائے کچھ اور بھی صورتیں ہو سکتی ہیں اور وہ یہ کہ کسی کو ایسی چیز دے دی جائے جو اس کے لیے رزق مہیا کرنے کا باعث ہو۔ جیسے کسی کا اپنے کاروبار کی کمائی میں حصہ مقرر کر دینا، معذور شخص سے تھوڑا کام اور آسان کام کروا کر اسے اجرت زیادہ دے دینا، اپنے باغ کے کچھ درختوں کا پھل اسے دے دینا، کھیت کا کچھ حصہ اس کے لیے مختص کر دینا وغیرہ۔

(۸)...... رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا بھی جنت میں داخل ہونے کا باعث ہے۔

(۹)...... اگر آدمی ان امور کی اپنے اندر استطاعت نہ پاتا ہو تو پھر اسے چاہیے کہ نیک کاموں کا حکم دے، مراد یہ کہ جو شخص بھی ملے موقع محل دیکھ کر اسے خیر کی بات یا دین کی بات

ضرور بتائے۔ اور اگر کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو اسے حکمت کے ساتھ، نرمی اور ہمدردی کے ساتھ اس سے روکے کیوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مسلمان معاشرے کے لیے دو بازو ہیں جن کے بغیر اسلامی معاشرہ جامد اور بے کار ہو جاتا ہے۔ نیز یہ کام رشتہ داروں میں بھی کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر صلہ رحمی کے کوئی اور مواقع نہ ہوں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مواقع تو میسر ہو ہی جاتے ہیں۔

(۱۰)...... زبان کو صرف خیر کے لیے استعمال کرنا یہ بہت بڑی خیر ہے، زبان سے شر کی جو باتیں نکل جایا کرتی ہیں وہ درج ذیل ہیں: جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بہتان لگانا، گالی دینا، جھگڑا کرنا، طعنے دینا، مرنے والے پر نوحہ وماتم کرنا، گانا، سیٹی بجانا، گندے گیت گانا، گندے ناول پڑھنا، عشقیہ شاعری پڑھنا، بے حیائی کی باتیں کرنا، بے دین، بے حیا کافر، فاسق اور ملحد لوگوں کی باتیں کرنا اور ان کی شخصیت کو پسند کرنے یا عام کرنے کی باتیں کرنا، چاپلوسی کرنا، کسی کی بے جا تعریف کرنا، اپنے اور اپنے سے متعلقہ چیزوں اور لوگوں کی تعریف کرنا، فضول باتیں کرنا، جھوٹی گواہی دینا۔ ان سب سے اپنی زبان کو روکے رکھنا ایک مسلمان پر واجب ہے۔

(۱۱)...... خیر کی باتیں درج ذیل ہیں:

نماز پڑھنا، تلاوت کرتے رہنا، اذکار میں اپنی زبان کو مصروف رکھنا، کسی سے اس کی خیر خواہی کی اور اسے نفع پہنچانے والی بات کرنا، سیرت النبی ﷺ، سیرت انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضی اللہ عنہم اور علماء ومحدثین کی زندگی ان کے ایمان اور عمل کی باتیں کرنا، فکر آخرت پیدا کرنے والے اور عمل پر ابھارنے والے اشعار پڑھنا یا ایسی کتابیں اور تحریریں پڑھنا، سچ بولنا، سچی گواہی دینا، صلح کروانے والی باتیں کرنا، کسی ضرورت مند کی سفارش کرنا وغیرہ۔ ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی زبان کو ان باتوں سے آراستہ کرے۔ زبان کے متعلق درج ذیل حدیث بھی تقریباً اسی مضمون کی تائید کرتی ہے:

''جو مجھے دو چیزوں کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت میں داخلے کی ضمانت دیتا ہوں اور وہ دو چیزیں ہیں زبان اور شرم گاہ۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری: ٦٤٤٧.

زمانۂ جاہلیت میں صلہ رحمی کرنے والا

[٦٧] حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ: أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ أَوْ أَتَحَنَّتُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، مِنْ صِلَةٍ، وَعَتَاقَةٍ، وَصَدَقَةٍ، هَلْ لِي فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ حَكِيمٌ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ))

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کا ان امور کے بارے میں کیا خیال ہے جو میں جاہلیت میں بطور عبادت کیا کرتا تھا جیسا کہ صلہ رحمی، گردن آزاد کرنا اور صدقہ کرنا۔ کیا ان میں میرے لیے کوئی اجر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے جو پہلے نیک کام کیے ہیں ان کے ساتھ (لے کر) اسلام لائے ہو۔''[1]

فوائد :...... (۱) سیدنا حکیم بن حزام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے اور جاہلیت میں بھی صلہ رحمی کرتے تھے۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو غلامی کی حالت میں خرید کر انھوں نے ہی اپنی پھوپھی محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں دیا تھا گویا یہ بھی صلہ رحمی ہی کا نتیجہ تھا۔

---

[٦٧] صحیح بخاری: ٢٢٢٠، صحیح مسلم: ١٢٣، الادب المفرد للبخاری: ٧٠

[1] عربی مخطوط کے محقق نے کہا: اس حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ حالتِ کفر میں بھی والدین سے حسنِ سلوک کیا جائے تو اس کا اسلام لانے کے بعد اجر عطا کیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ شخص بعد میں بھی حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے۔

شعب ابی طالب میں جب مسلمانوں کو محصور کیا گیا تو یہ قریش کو پتا چلے بغیر اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا تک اناج پہنچایا کرتے تھے۔

(۲)...... انسان جو بھی نیک کام کفر کی حالت میں یا دین کا شعور نہ ہونے کی حالت میں کرتا ہے ان نیک کاموں پر اسے اسلام قبول کر لینے یا اسلام پر پورے احساس کی گہرائی کے ساتھ عمل شروع کرنے کے بعد بھی اجر ملے گا لیکن اس سے پہلے کی برائیاں اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ توبہ کرنے پر وہ نیکی کو اپنی جگہ قائم رکھتا اور برائی کو مٹا دیا کرتا ہے۔

(۳)...... جو شخص حالتِ کفر میں والدین سے نیکی اور بھلائی کرے، ان کی فرماں برداری کرے، ان کا احترام کرے اور خدمت بجا لائے، اسلام لانے کے بعد یہ نیکی اس کے نامہ اعمال میں شامل رہے گی۔

والدین کے رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا زیادہ ثواب ہے

[٦٨] حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَرِيْكٍ ، حَدَّثَنَا أَبِى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِىَ عَنْهَا ، أَنَّهَا أَعْتَقَتْ جَارِيَةً لَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ : ((قَدْ اٰجَرَكِ اللّٰهُ ، أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ))

اُمّ المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو آزاد کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو انھوں نے آپ سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً اللہ آپ کو اجر دے گا، اگر آپ اسے اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو یہ آپ کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہوتا۔''

[٦٩] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنِى بَكْرُ بْنُ نَصْرٍ ، عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا : ((وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ أَخْوَالِكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ))

اُمّ المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی کو آزادی کر دیا، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر

[٦٨] سنن ابوداوٗد، : ١٦٩٠ ، سنن الكبرىٰ للنسائى : ٤٩١١ .

[٦٩] صحيح بخارى ، ٢٥٩٢ ، صحيح مسلم : ٩٩٩ .

وہ تمھارے نھیال والوں کو ملتی تو تمھیں زیادہ ثواب ملتا۔'' ❶

فوائد: ......(۱) لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا بہت بڑے اجر کا کام ہے۔

(۲) آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ کو یہ بتایا کہ وہ اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو صلہ رحمی کرنے کا اجر بھی ملتا۔ یوں لگتا ہے جیسے ان دنوں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ماموؤں کے پاس کوئی خدمت گار نہیں تھا اور انھیں اس کی ضرورت تھی۔

(۳)......اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر ناراضی کا اظہار نہیں کرے گا تو عورت اس کے علم میں لائے بغیر بھی اپنے مال میں سے صدقہ خیرات کر سکتی ہے یا جہاں جی چاہے خرچ کر سکتی ہے۔

(۴)......اپنے گھر والوں یا متعلقین کو کسی عمل کی بہتر صورت یا اجر میں بہتر صورت سے آگاہ کر دینا چاہیے، بشرطیکہ اس کا علم ہو۔

❶ عربی مخطوط کے محقق نے کہا: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے میں بہت بڑی نیکی ہے۔

جو رشتے کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا

[٧٠] حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنْبَأَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ ، سَمِعْتُ عَمِّي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ ، حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ ، قَالَتِ الرَّحِمُ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ ، قَالَ: نَعَمْ؟ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَا رَبِّ ، قَالَ: فَهُوَ لَكِ)) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَءُ وا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، جب اس کی پیدائش سے فارغ ہوئے تو رحم (رشتہ) نے کہا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہاں“ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں اس کو جوڑوں گا اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹوں گا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”لٰہذا یہ تجھ کو دیا“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: ”اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ (محمد : ٢٢) ”پھر یقیناً تم قریب ہو اگر تم حاکم بن جاؤ کہ زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتوں کو بالکل ہی قطع کر دو۔“

فوائد :......(١)......رحم یعنی رشتہ داری بھی ایک مخلوق ہے اور اس کی بھی زبان

[٧٠] صحیح بخاری : ٥٩٨٧ میں اسی سند و متن کے ساتھ موجود ہے۔ صحیح مسلم : ٢٥٥٤ .

ہے جس سے وہ باتیں کرتی ہے لیکن ہم اس کی زبان کو نہیں سمجھتے اسی طرح دنیا کی ہر مخلوق زبان رکھتی ہے۔

(۲)......رحم نے اللہ تعالیٰ سے قطع رحمی سے بچنے کی پناہ مانگی یعنی لوگ رشتے داریوں کو آپس میں نہ کاٹیں۔

(۳)......اللہ تعالیٰ نے رحم (رشتہ) سے کہا کہ جو تجھے جوڑے گا، میں اس کو جوڑوں گا جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔

(۴)......رحم (رشتہ) اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہوگیا۔

(۵)...... نبی اکرم ﷺ نے سورۂ محمد کی آیت: ۲۲ تلاوت کی۔ جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ فسادی لوگوں کو جب اختیار یا حکومت ملتی ہے تو وہ قطع رحمی کرنے لگتے ہیں۔ گویا یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ صاحبِ اختیار کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

(۶)...... والدین سے قطع تعلقی یا والدین کی وجہ سے جو رحم (رشتے) بنتے ہیں ان سے قطع تعلق کرنا حرام ہے۔

(۷)......حدیث: ۲۹، ۳۳ میں بھی تقریباً یہی مضمون گزر چکا ہے۔

صلہ رحمی کرنا انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے

[٧١] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، سَمِعْتُ عُرْوَةَ ، يَقُوْلُ : قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ ، فَدَخَلَ وَقَالَ : ((زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ)) ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ ﷺ لِخَدِيْجَةَ : ((أَشْفَقْتُ عَلٰى نَفْسِيْ)) ، قَالَتْ خَدِيْجَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : أَبْشِرْ ، فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا ، إِنَّكَ لَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ، فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ إِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدٍ - وَكَانَ تَنَصَّرَ - شَيْخٌ أَعْمٰى يَقْرَأُ الْإِنْجِيْلَ بِالْعَرَبِيَّةِ ، قَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ : أَيْ عَمِّ ، اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ ، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ : يَا ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرٰى ؟ فَأَخْبَرَهُ ، مَا رَأٰى فَقَالَ وَرَقَةُ : هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى ، يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعٌ ، يَا لَيْتَنِيْ أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ : ((أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) قَالَ : نَعَمْ ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهٖ قَطُّ إِلَّا عُوْدِيَ ، وَإِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: پھر رسول اللہ ﷺ (غار حرا سے) خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پلٹے تو آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ آپ داخل ہوئے اور فرمایا: ''مجھے چادر اوڑھا دو،

[٧١] صحيح بخاری : ٣، ٤٩٥٣ ، ٣٣٩٢ میں مختصر اور طویل انداز میں بیان ہوئی ہے۔

مجھے چادر اوڑھا دو۔'' جب آپ سے یہ کیفیت دور کر دی گئی تو آپ ﷺ نے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔'' سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ خوش رہیے، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیوں کہ آپ تو سچی بات کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لائیں اور وہ (زمانہ جاہلیت میں) عیسائی ہو گیا تھا، اس وقت بہت بوڑھا ہو گیا تھا، انجیل کو عربی زبان میں پڑھتا تھا، سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے چچا! (کے بیٹے) اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے پوچھا بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ آپ نے جو دیکھا تھا وہ سب بیان کر دیا۔ ورقہ نے کہا: یہی وہ فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا، اے کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا، اے کاش! میں اس وقت زندہ رہتا، جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ مجھے نکالیں گے؟'' ورقہ نے کہا: ہاں، جب بھی کوئی آدمی (نبی و رسول) وہ پیغام لے کر آیا جسے آپ لے کر آئے ہو تو اس سے دشمنی کی گئی اور اگر میں وہ دن پالوں تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا (لیکن کچھ ہی دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔)

فوائد:...... (۱) اس حدیث میں آغازِ وحی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(۲)...... رسول اللہ ﷺ پر جبرائیل علیہ السلام غارِ حرا میں سب سے پہلی بار آئے اور آپ کو اقرأ کہہ کر پڑھنے کا حکم دیا، اس واقعے کے بعد آپ گھر لوٹ گئے۔ حالت یہ تھی کہ آپ کے کندھے پھڑک رہے تھے، آپ نے چادر اوڑھانے کا حکم دیا اور پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پورا واقعہ بتایا۔

(۳)...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ پریشانی میں شوہر کی ڈھارس بندھائے۔

(۴)...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا انتہائی معاملہ فہم اور مذہبی امور سے بھی واقف تھیں، اسی لیے آپ نے کہا کہ اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔

(۵)...... رسول اللہ ﷺ نبوت سے پہلے بھی سچ بولتے، صلہ رحمی کرتے، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے، مہمان نوازی کرتے، حق کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اسلام بھی ان خوبیوں پر اجر کی بشارت دیتا ہے۔

(۶)...... ورقہ بن نوفل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے، جو نصرانی ہو چکے تھے، مذہبی کتب اور تورات وانجیل کے عالم تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو پیش آنے والا معاملہ کسی دینی اور نبوی معاملے سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر وہ عام عورتوں کی طرح جادو اور جنات جیسے وہم پر یقین کرنے والی ہوتیں تو کسی کاہن سے رجوع کرتیں۔

(۷)...... نیک کاموں کا انجام ہمیشہ خیر پر منتج ہوتا ہے۔

(۸)...... اس واقعے میں یہ خصوصی ذکر ہے کہ آپ صلہ رحمی کیا کرتے تھے۔

(۹)...... یہ بھی اس واقعے میں اشارا موجود ہے کہ جب کوئی شخص توحیدِ خالص کا اعلان کرتا اور اسے اپناتا ہے تو اسے اس کے غیر موحد قرابت دار بھی چھوڑ دیا کرتے ہیں۔

(۱۰)...... جب نجاشی کے دربار میں سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو دربار میں اپنا موقف پیش کرنے کے لیے بلایا گیا تو انھوں نے بھی یہ بتایا کہ یہ نبی ہیں اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اس کے ساتھ انھوں نے دیگر امورِ خیر کا بھی ذکر کیا تھا۔

(۱۱)...... ہرقل کے دربار میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو اس وقت کفر کی حالت میں تھے انھوں نے بھی آپ کی دیگر صفات کے ساتھ یہ صفت بیان کی تھی کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کرنا انبیاء علیہم السلام کی نمایاں صفت ہے۔

(۱۲)...... ورقہ بن نوفل نے بھی صلہ رحمی کا حق ادا کرتے ہوئے اور دین حق کی تائید کرتے ہوئے کہا تھا کہ کاش میں تب جوان ہوتا، تب تک زندہ رہتا اور آپ کی مدد کرتا جب آپ کی قوم اعلانِ نبوت کرنے پر آپ کو وطن سے نکال دے گی۔

(۱۳)...... نیک کام کرنے کی استطاعت نہ ہو تو اس کی شدید خواہش رکھنے پر بھی اجر ملتا ہے۔

صلہ رحمی کرنا ایک عادل حکمران کا وصف ہے

[۷۲] حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْعُلَاءِ، وَغَيْرُهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَا بِلَالَ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لِلْخَلِيْفَةِ مِنْ بَعْدِكَ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الَّذِيْ لِيْ، مَا عَدَلَ فِي الْحُكْمِ، وَقَسَطَ فِي الْبَسْطِ، وَرَحِمَ ذَا الرَّحِمِ، فَمَنْ فَعَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ، قَالَ: يُرِيْدُ: الطَّاعَةُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمَعْصِيَةُ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے بعد خلیفہ کے لیے کیا (چیز واجب) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ خلیفہ میری مثل ہے، جس نے فیصلہ کرنے میں عدل کیا، خرچ کرنے میں انصاف کیا اور رشتہ دار سے صلہ رحمی کی۔ جس نے اس کے علاوہ کام کیا، تو وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں۔'' راوی نے کہا: آپ اس سے اپنی اطاعت کو اللہ کی اطاعت اور اپنی نافرمانی کو اللہ عزوجل کی نافرمانی مراد لے رہے تھے۔

فوائد:...... (۱) ''خلیفہ میری مثل ہے'' مراد یہ کہ وہ مسلمان امت کا سرپرست بھی ہے اور ذمہ دار بھی، اور یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے۔

(۲)...... اگر خلیفہ یا حکام انصاف کریں اور صلہ رحمی کریں تو وہ امتِ محمدیہ کے اہم لوگ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے میں سے قرار دیا۔

---

[۷۲] شعب الایمان للبیهقی: ۶۹۷۱ اس کی سند حسن ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ۵۴۶۱.

(۳)...... انصاف کرنے والا حکمران روزِ قیامت عرش کے سائے تلے ہوگا۔

(۴)...... حکام کو چاہیے کہ وہ پوری رعایا اور عوام کے ساتھ ہر معاملے میں انصاف کریں اور مال دار کو یا عہدے دار کو عام اور مسکین آدمی پر ترجیح نہ دیا کریں۔

(۵)...... جو خلیفہ یا حاکم انصاف یا صلہ رحمی نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے سے بیگانہ قرار دیا اور خود کو اس سے بیگانہ قرار دیا۔ مراد یہ کہ میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں۔

صدقے کی ابتدا اپنے آپ سے کرو

[۷۳] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ ؟)) فَقَالَ : لَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ؟)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّحَامُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ، فَجَاءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : ((اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ قَرَابَتِكَ ، فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ، يَقُوْلُ : بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ .

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عذرہ سے ایک آدمی نے اپنا ایک غلام اپنے مرنے کے بعد کی شرط کے ساتھ آزاد کیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے علاوہ تیرے پاس اور مال ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے مجھ سے کون خریدے گا؟'' اس پر نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں خریدا۔ تو وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا تو آپ نے (غلام) ان کے حوالہ کردیا، پھر فرمایا: ''اپنے آپ سے ابتداء کرو، خود پر صدقہ کرو، اگر تمھارے قرابت داروں سے کچھ بچ جائے تو اس طرح اور اس طرح خرچ کرو۔'' (راوی نے کہا) آپ اپنے ہاتھوں کو دائیں اور بائیں اور اپنے سامنے اشارہ کررہے تھے۔

[۷۳] صحیح مسلم، ح: ۹۹۷، صحیح بخاری: ۲۱۴۱ .

فوائد:...... (۱) اگر کوئی شخص مرنے کے بعد اپنے مال کو کسی نیکی کے کام میں لگا دینے کی وصیت کر جائے لیکن وہ خود ضرورت مند ہو یا اس کے وارث محتاج ہوں تو اس کا ایسا کرنا درست نہیں۔

(۲)...... غلام چوں کہ مال ہی کی ایک شکل ہے لہٰذا آپ نے بنو عذرہ کے آدمی نے محتاج ہونے کے باوجود اسے آزاد کرنے کا فیصلہ درست نہیں کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو فروخت کر دیا تا کہ اس کی رقم سے غلام کا مالک فائدہ اٹھائے۔

(۳)...... آپ ﷺ نے اسے بتایا کہ صدقے کی ابتدا اپنے آپ سے کرو، یعنی پہلے اپنی محتاجی دور کرو پھر رشتے داروں کی اور اس کے بعد اگر بچ جائے تو دوسرے لوگوں پر خرچ کرو۔ حدیث نمبر ۱۱ کے تحت فوائد میں ترتیب کا ذکر تفصیل سے گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ کیجیے۔

(۴)...... سرپرست کو حق حاصل ہے کہ اگر ماتحت کوئی ایسا فیصلہ یا کام کرے جس سے اسے نقصان پہنچے گا تو وہ اس کے فیصلے کو روک سکتا ہے اور جو کچھ اس کے حق میں بہتر ہو ایسا کر سکتا ہے۔

قطع رحمی کرنے والا گناہ گار

[٧٤] حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَمْعَانَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَعَوَّذُ مِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ وَالسُّفَهَاءِ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ سَمْعَانَ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَسَنَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: مَا آيَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((أَنْ تُقْطَعَ الْأَرْحَامُ، وَيُطَاعَ الْمُغْوِيُّ، وَيُعْصَى الْمُرْشِدُ))

سعید بن سمعان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بچوں اور بے وقوفوں کی امارت سے پناہ مانگتے ہوئے سنا، سعید بن سمعان رحمہ اللہ نے کہا: مجھے ابن حسنہ جہنی نے بیان کیا، کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ (ایسی امارت وحکومت کی) نشانی کیا ہوگی؟ انھوں نے فرمایا: ''رشتہ داروں سے قطع تعلقی کی جائے گی، گمراہ کی اطاعت کی جائے گی اور ہدایت یافتہ راہنما کی نافرمانی کی جائے گی۔''

فوائد:...... (۱) بچوں کی امارت کے کئی نمونے دنیا میں گزر چکے ہیں جب بادشاہ مرجاتا تو اس کی جگہ پر اس کے بیٹے یا بیٹی کو چاہے چند ماہ کا ہوتا بادشاہ بنا دیا جاتا، جب کہ حکومت کے اصل کام اس بچے کی ماں یا وزیر یا چچا وغیرہ کیا کرتے تھے۔ بالغ ہونے پر بچے کو باقاعدہ بادشاہت سونپ دی جاتی تھی۔

(۲)...... بچوں کی حکومت کی وجہ سے تباہی آنا یقینی ہے۔ مغل بادشاہ اکبر بھی ۱۱ سال کی

[٧٤] الادب المفرد للبخاري: ٦٦ میں اسی سند ومتن کے ساتھ بیان ہوئی ہے اور اس کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: سلسلة الصحيحة: ٣١٩١.

عمر میں بادشاہ بنا دیا گیا تھا۔ اس نے اسلام، ہندومت، بدھ مت اور آتش پرستی کو ملا کر ایک نیا دین بنا ڈالا جسے دین اکبری کا نام دیا گیا۔ اس دین کے خلاف شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے بھر پور جہاد کیا لیکن یہ فتنہ پون صدی تک برصغیر پر مسلط رہا۔

یہ اکبر بادشاہ ہی تھا جس کے دربار میں بیربل، ملا دو پیازہ، تان سین وغیرہ جیسے مسخرے اور گویے موجود تھے جو بچوں کا دل بہلانے کی طرح مختلف حرکتیں کر کے بادشاہ کا دل بہلایا کرتے تھے۔

(۳)...... بچوں کی حکومت میں وہ نوجوان بھی شامل ہیں جنھیں حکومت سنبھالنے کا نہ علم ہو، نہ فہم اور نہ ہی تجربہ، حکومت کرنا تجربہ کار اور اہلِ دانش وفراست لوگوں کا کام ہے جن کے پاس دین کا بھی پختہ علم ہو۔

(۴)...... بے وقوفوں کی حکومت بھی معاشرے کو لے ڈوبتی ہے اور اس دنیا میں ایسے بہت سے بے وقوف بادشاہ اور وزرائے اعظم بھی ہو گزرے ہیں۔

یاد رہے کہ عورت ذات میں کچھ عادات بچوں والی ہوتی ہیں اور کچھ بے وقوفوں والی، اسی لیے شریعت اسے حکومت کرنے کا کام سونپنے کی اجازت نہیں دیتی، عورت کو حکمران نہ بنانے میں اس کا حجاب کرنا، ولادت وغیرہ سے گزرنا، اور اس کی طرف مردوں کی رغبت ہونا سب سے بڑی شرعی رکاوٹ ہیں۔

(۵)...... بے وقوفوں کی امارت کی نشانی یہ ہے کہ قطع رحمی عام ہو جائے۔ دورِ حاضر کی سیاست میں بھی قطع رحمی کی جاتی ہے اور بعض اوقات بھائی بھائی کی مخالف پارٹی میں شامل ہو کر بھائی ہی کے خلاف مہم چلاتا اور اس پر بہتان، الزامات اور طعن کے تیر چلاتا ہے۔

(۶)...... گمراہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اصل دین کو چھوڑ کر سنے سنائے دین کی اتباع کر رہے ہیں۔ ثقہ اور مستند علماء سے دین نہیں سیکھتے، دنیوی تعلیم کے سکالروں سے سنے ہوئے دین کی اتباع کرتے اور ثقہ علماء پر طعن کرتے اور عوام کو ان کے خلاف کرتے ہیں۔ گمراہی سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ مستند علماء سے مسائل پوچھے جائیں اور ان کی اتباع کی

جائے یا پھر خود مستند علماء سے علم حاصل کرنے کے لیے طویل عرصہ صرف کیا جائے۔ قرآن حکیم اور احادیثِ صحیحہ کو اچھی طرح پڑھا اور سمجھا جائے۔

(۷)...... ہدایت یافتہ راہنما کی نافرمانی کی دورِ حاضر میں بہت سی صورتیں سامنے آ چکی ہیں۔ مثلاً جو حدیث سے ثابت شدہ مسائل بیان کرے اسے جھوٹا، فریبی وغیرہ۔

عمل کے لیے صرف قرآن حکیم کو پیش نظر رکھنا اور احادیث کو عہد نبوی کی تاریخ کا درجہ دینا، قرآن وسنت کے حامل علماء کو تنگ نظر، متعصب، کنوئیں کے مینڈک کہہ کر ان کی قدر و قیمت کم کرنا اور لوگوں کو ان کے خلاف کرنا، اور دنیا کا علم حاصل کر کے دین کے متعلق مسائل بنانے والوں کو محدثین، فقہا اور علماء پر ترجیح دینا۔ وغیرہ

(۸)...... اس حدیث میں بھی قطع رحمی کی مذمت ذکر ہے اور یہی اسے بیان کرنے کا مقصد ہے کہ والدین سے تعلق نہ توڑا جائے۔

اہل ایمان سے دوستی اور غیروں سے قطع تعلقی و براءت کا اظہار کرنا

[٧٥] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَنْبَسَةَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ ، حَدَّثَنِي جَدِّي ، عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ سِرًّا غَيْرَ جَهِيْرٍ : ((إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا))

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ آہستہ آواز سے پکار کر کہہ رہے تھے کہ ''میرا ولی تو اللہ ہے اور ایمان والے ہیں اور لیکن ان (قریش) سے مرا رشتہ ناطہ ہے اگر وہ تر رکھیں گے تو میں بھی تر رکھوں گا۔''

فوائد :...... (ا) ولی سے مراد ولی دوست ہے، یہ ایک شرعی اصطلاح ہے، ایک مسلمان کا قلبی دوست صرف سچا اور کھرا مسلمان ہوتا ہے اللہ اور اللہ کا رسول ہوتا ہے۔ دیگر تمام لوگوں کے ساتھ عارضی روابط ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں ولی کا جو تصور رائج ہے وہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہوتا۔

قرآن حکیم میں اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان اور تقویٰ والے ہیں، اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں۔ ریا اور شہرت سے دور رہتے ہیں۔ اپنی آخرت ہی کی فکر انھیں دنیا والوں سے بے پروا رکھتی ہے۔

---

[٧٥] صحیح بخاری : ٥٩٩٠ ، صحیح مسلم : ٢١٥ .

(۳)......قریش رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے لوگ تھے اس لیے آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر وہ میرے ساتھ قرابت کا تعلق نبھاتے ہیں تو میں بھی نبھاؤں گا۔

یاد رہے کہ کافر سے تعلق نبھانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے اچھے سلوک کے بدلے میں اس سے اچھا سلوک کر دیا جائے البتہ ماں باپ سے اضافی حسنِ سلوک بھی کیا جائے گا، لیکن ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ کیوں کہ مسلمان پر اطاعت یا اتباع صرف اس بزرگ یا امیر کی واجب ہے جو مسلمان ہو اور اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے۔

سب سے زیادہ نقصان والا فتنہ

[٧٦] حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنے سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔''

فوائد :...... (۱) فتنے تو بہت زیادہ ہیں لیکن مرد کے لیے عورت کا فتنہ سب سے بڑا ہے۔ آخر کیوں؟ غور کیجیے:

- ☆ عورت ہی مرد کی پرورش کرتی ہے اگر وہ خود بے راہ، الحاد پسند یا جاہل ہو تو وہ بچوں کو بھی ویسا ہی بنائے گی۔
- ☆ عورت نئی چیزوں سے جلدی متاثر ہوتی ہے، نئے انداز کے فیشن، نیا کپڑا، نیا لباس، نئے انداز کے برتن، نئے انداز کی آرائشی چیزیں، نئے انداز کے گھر نتیجہ یہ کہ وہ ان نئی چیزوں کے حصول کے لیے مرد کو حرام کمائی کی طرف لے جاتی ہے یا پھر نئی چیزیں استعمال کرنے والے مردوں کو پھانسنے کی کوشش کرتی ہے۔
- ☆ عورت کے پاس لباس ہو یا اس نے میک اپ کیا ہو، یا اس کے پاس نیا پرس، نیا جوتا، نئی گاڑی آ جائے یہاں تک کہ اس کے پاس نئے انداز کا ٹشو پیپر بھی آ جائے تو وہ اسے دوسروں کو دکھانے کی خواہش مند ہوتی ہے، نمائش کے چکر میں وہ اپنے حجاب اور گھر میں ٹکے رہنے میں لچک پیدا کرتی اور کسی حیلے بہانے سے باہر نکلتی ہے اور مرد اس فتنے

[٧٦] صحيح بخاري: ٥٠٩٦، صحيح مسلم: ٢٧٤٠.

میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

☆ عورت کا بات کرنے کا انداز عموماً دل کش ہوتا ہے خصوصاً مرد کے لیے پر کشش، اکثر مرد اس کی آواز پر ہی مر مٹتے ہیں۔

☆ عورت کے فیشن کے لیے صنعت کار نئے نئے فیشن متعارف کرائے جاتے ہیں جس میں عورت کو ماڈل بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ اس سے مردوں کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں۔

☆ دور حاضر میں عورت دکانوں پر، بازاروں میں، ہسپتال میں، دفاتر میں، پولیس میں، فوج میں، سیاست میں، صحافت میں ہر جگہ پہنچ چکی ہے۔ نتیجہ یہ کہ مرد ان عورتوں کے ساتھ اپنی نکاحی بیوی کی بجائے زیادہ وقت گزارتے ہیں اور فتنہ سامانی کی وجہ سے گھر کے سکون برباد ہوتے ہیں۔

☆ دورِ حاضر میں لڑکیوں کو اس کے ماں باپ یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ ساس تمھاری دشمن ہے اور سسر خواہ مخواہ کا کانٹا، دیور اور نندیں تمھارے عیش وعشرت کے راستے میں رکاوٹ ہیں اس لیے شوہر کو ان سے دور بھگا لے جاؤ، اکثر بیویوں کی زندگی مسلسل اسی قسم کی تگ ودو میں گزرتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ شوہر اگر والدین کی خدمت کرنا بھی چاہتا ہو تو وہ دل جمعی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔ ذرائع ابلاغ جو تصویریں دکھاتے اور ذہنوں میں جو نظریات بٹھاتے ہیں ان سب کا مقصد ہے جنسی بے راہروی، ماں باپ کی روک ٹوک سے آزادی، قانون کی رسی ڈھیلی ہونا یا اپنی مرضی کا بے حیائی والا قانون منوا لینا اور بنوا لینا، مذہب کی پابندیوں سے جان چھڑانا، اسلام کو فرسودہ روایات کا محافظ قرار دینا، نتیجہ یہ کہ ذرائع ابلاغ عورت کے فتنے کو ہر طرح عام کرنے میں مصروف ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو اس فتنے سے بچنے کی خصوصی تاکید کی تھی۔

مصادر و مراجع

۱: قرآن کریم۔
۲: صحیح البخاری، طبع بیت الأفکار الدولیة، ریاض.
۳: صحیح مسلم، طبع بیت الأفکار الدولیة، ریاض.
٤: سنن ابوداوٗد، طبع مکتبة دارالمعارف، الریاض.
٥: جامع ترمذی، طبع مکتبة دارالمعارف، الریاض.
٦: سنن نسائی، طبع مکتبة دارالمعارف، الریاض.
۷: سنن ابن ماجة، طبع مکتبة دارالمعارف، الریاض.
۸: مسند احمد، مؤسسة الرسالة، ریاض.
۹: مسند ابی داوٗد الطیالسی، داراهجر.
۱۰: *مسند ابی یعلی الموصلی، دارالمامون للتراث*، بیروت.
۱۱: مسند الحمیدی، دارالسّقا، دمشق.
۱۲: مسند الشاشی، مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة.
۱۳: مسند الشهاب، مؤسسة الرسالة ریاض.
۱٤: المعجم الکبیر للطبرانی، مکتبة ابن تیمیة، القاهرة.
۱٥: المعجم الاوسط للطبرانی، دارالحرمین، القاهرة.
۱٦: سنن الکبری للبیهقی، دارالکتب العلمیة، بیروت.
۱۷: سنن الکبرٰی للنسائی، مؤسسة الرسالة، ریاض.
۱۸: شعب الایمان للبیهقی، مکتبة الرشد، الریاض.
۱۹: مسند بزار (بحر الذخار)، مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة.
۲۰: مستدرک حاکم، دارالکتب العلمیة، بیروت.
۲۱: صحیح ابن حبان، دار باوزیر، تحقیق شیخ البانیؒ
۲۲: الادب المفرد، دارالصدیق، سعودی عرب.
۲۳: إرواء الغلیل، المکتب الاسلامی، بیروت.

٢٤: سلسلة الأحاديث الصحيحة ، مكتبة المعارف ، رياض .

٢٥: سلسلة الاحاديث الضعيفة ، مكتبة المعارف ، رياض .

٢٦: فضل الصلٰوة على النبى ، از اسمٰعيل القاضى ، مكتبه اسلاميه ، لاهور .

٢٧: سير أعلام النبلاء للذهبى ، مؤسسة الرسالة ، بيروت .

٢٨: طبقات ابن سعد ، دارالكتب العلمية ، بيروت .

٢٩: الاصابة فى تمييز الصحابة .

٣٠: الزهد لاحمد بن حنبل ، دارالكتب العلمية ، بيروت .

٣١: محاسبة النفس لابن ابى الدنيا ، مكتبة القرآن ، القاهرة .

٣٢: السنة لابن ابى عاصم ، المكتب الاسلامى ، بيروت .

٣٣: شرح مشكل الآثار ، مؤسسة الرسالة ، رياض .

٣٤: رزق کی کنجیاں، ڈاکٹر فضل الٰہی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور.

٣٥: بلوغ المرام ، مولانا عبدالتواب ملتانی .

٣٦: شرح صحيح بخاری ، از مولانا محمد داؤد راز دہلوی، مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار، لاہور.

٣٧: سيرة النبى جلد ششم ، از سيد سليمان ندوى .

٣٨: دلائل النبوة (صداقت نبوت محمدی) از ڈاکٹر منقذ بن محمود سقار، مکتبہ افکار اسلامی، لاہور۔

٣٩: اٹھتے ہیں حجاب آخر، از مرزا زاہد حسین، مرکز دعوۃ التوحید، اسلام آباد۔

٤٠: تفسير احسن البيان ، از حافظ صلاح الدین یوسف، دارالسلام، لاہور۔

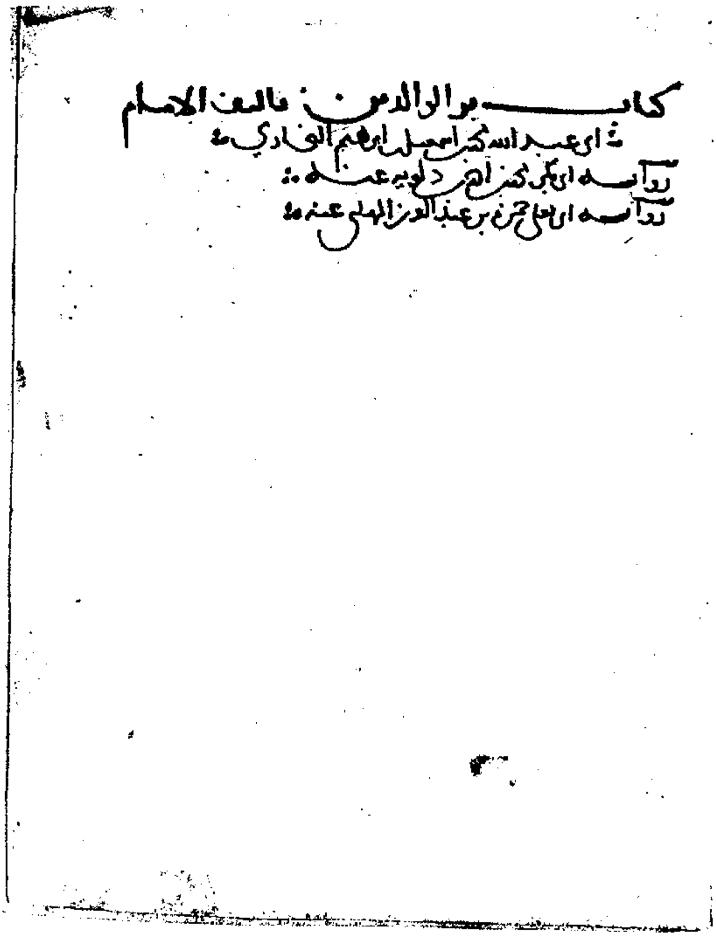
٤١: كتاب البر والصلة ، از حسین بن حسن المروزی۔

٤٢: كتاب العيال ، از ابن ابي الدنيا۔

٤٣: التاريخ الاوسط ، از امام بخاری۔

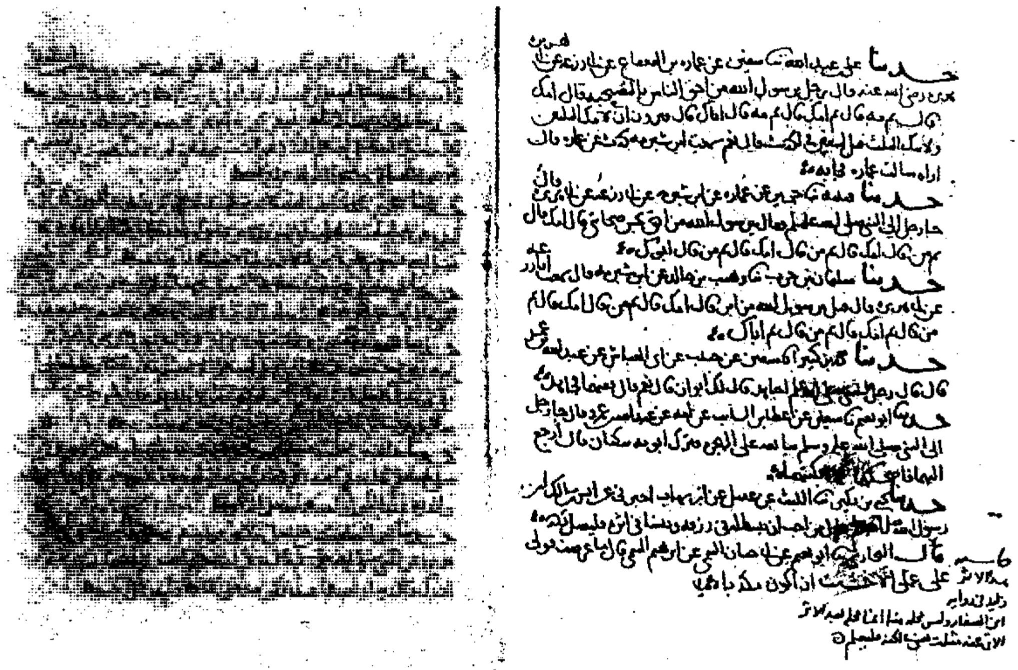


طرة مجموع رقم ٤٥٢ لنسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش
وبه أسماء الرسائل التي تضمنها

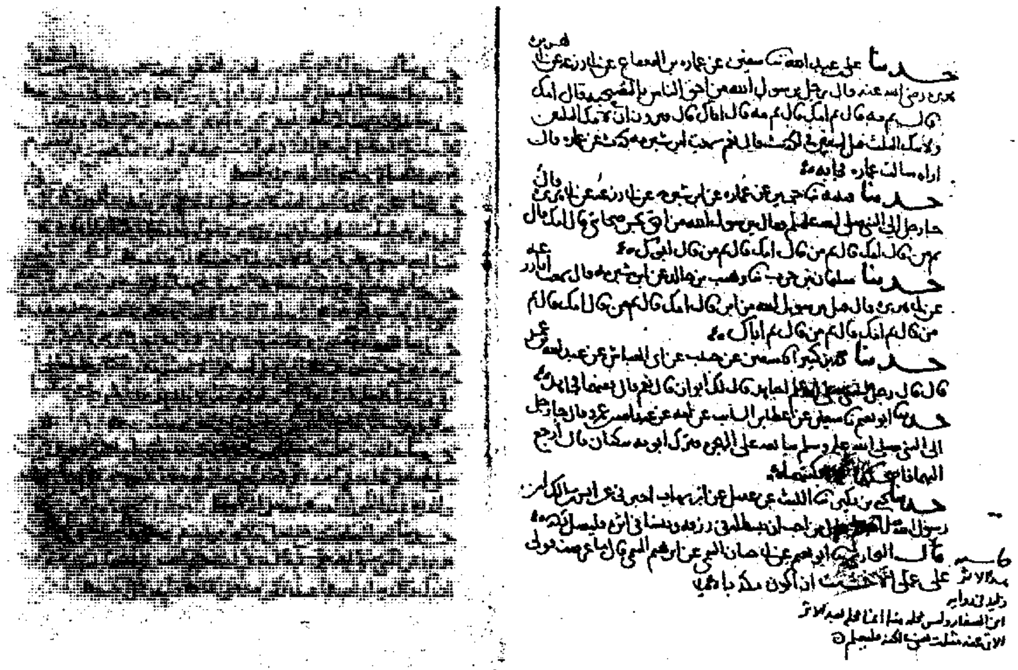

كتاب رفع اليدين تأليف الإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري رضه
رواية أبي بكر محمد بن أحمد بن دلويه عنه
رواية أبي علي حسن بن عبد العزيز الهاشمي عنه

طرة جزء رفع اليدين

من نسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش



الورقة الثانية من نسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش



الورقة الثانية من نسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش

الورقة الثالثة من نسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش

حدثنا مسدد ثنا بشر بن المفضل ثنا عبد الرحمن بن اسحق عن سعيد المقبري عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رغم انف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي رغم انف رجل ادرك ابويه عند الكبر او احدهما فلم يدخلاه الجنة ورغم انف رجل دخل عليه رمضان ثم انسلخ قبل ان يغفر له

حدثنا ابن ابي اويس حدثني اخي عن سليمان بن بلال عن محمد بن هلال عن سعد بن اسحق بن كعب بن عجرة السلمي عن ابيه قال قال كعب بن عجرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم احضروا المنبر فلما خرج رقي المنبر فقال في اول درجة منه آمين ثم رقي الثانية فقال آمين ثم لما رقي الثالثة قال آمين فلما فرغ ونزل عن المنبر قلنا يا رسول الله لقد سمعنا منك اليوم شيئا ما كنا نسمعه منك قال وسمعتموه قلنا نعم قال ان جبريل عليه السلام اعترض قال بعد من ادرك رمضان فلم يغفر له فقلت آمين فلما رقيت الثانية قال بعد من ذكرت عنده فلم يصل عليك فقلت آمين فلما رقيت الثالثة قال بعد من ادرك عنده ابواه الكبر او احدهما فلم يدخلاه الجنة قلت آمين

حدثنا ابو نعيم ثنا سلمة بن وردان سمعت انسا يقول ارتقى رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر فارتقى درجة فقال آمين ثم ارتقى درجة فقال آمين ثم ارتقى الدرجة الثالثة فقال آمين ثم استوى فجلس فقال اصحابه على ما امنت يا رسول الله قال اتاني جبريل عليه السلام فقال رغم انف امرئ ذكرت عنده فلم يصل عليك فقلت آمين ورغم انف امرئ ادرك ابويه او احدهما فلم يدخل الجنة فقلت آمين

حدثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث حدثني ابن الهاد عن [illegible] سمع صالح وسعيد بن ابي هلال عن الحكم بن ابان عن عكرمة عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا نظر الوالد الى ولده فسره كان للولد عتق نسمة

حدثنا محمد بن يزيد المقرئ ثنا حيوة حدثني ابو عثمان الوليد بن ابي الوليد عن عبد الله ابن دينار عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان ابر البر ان يصل الرجل اهل ود ابيه

حدثنا علي بن عبد الله ثنا انس بن عياض حدثني عبد الله بن يزيد بن قسيط عن ابي حجر عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله [illegible] الرحم [illegible] قال اما ترضين ان ادخل الجنة من وصلك وادخل النار من قطعك

حدثنا ابو الوليد ثنا شعبة عن [illegible] انه سمع الزهري عن محمد بن جبير ابن مطعم عن ابيه انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة قاطع

حدثنا ابو الوليد ثنا شعبة عن [illegible] عن ابن جبير عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

حدثنا عبد الله بن صالح ثنا الليث بن عقيل عن ابن شهاب عن انس بن مالك رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من احب ان يبسط له في رزقه وينسأ له في اثره فليصل رحمه

حدثنا حجاج بن منهال انه سمع ابا [illegible] يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الرحم شجنة تقول يا رب اني ظلمت اني قطعت يا رب يا رب فيجيبها الا ترضين ان اقطع من قطعك واصل من وصلك

حدثنا سليمان بن عبد الرحمن الدمشقي ثنا سليمان بن عتبة ثنا يونس بن ميسرة عن ابي ادريس الخولاني عن ابي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم لا يدخل الجنة عاق ولا مدمن خمر ولا مكذب بالقدر

حدثنا [illegible] ثنا عبد الواحد ثنا الحسن بن عمرو الفقيمي ثنا مجاهد سمعت عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس الواصل بالمكافئ ولكن الواصل الذي اذا قطعت رحمه وصلها

حدثنا سعيد بن ابي مريم ثنا سليمان بن بلال اخبرني معاوية بن ابي مزرد عن يزيد ابن رومان عن عروة عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ورضي عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الرحم شجنة فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته

الورقة الرابعة من نسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش

حدثنا عبد الله بن موسى أنا سليمان بن زيد المحاربي أبو إدام قال سمعت عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الرحمة لا تنزل على قوم فيهم قاطع رحم

حدثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث حدثني عقيل عن ابن شهاب أخبرني محمد بن جبير بن مطعم عن جبير بن مطعم أخبره أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة قاطع

حدثنا حفص بن عمر العبقري ثنا شعبة عن محمد بن عبد الجبار سمعت محمد بن كعب يحدث أنه سمع أبا هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الرحم شجنة تقول يا رب إني قطعت يا رب إني ظلمت يا رب يا رب فيجيبها ألا ترضين أن أقطع من قطعك وأصل من وصلك

حدثنا علي بن عبد الله ثنا سفيان قال قال إبراهيم التيمي رحمه الله مثلت نفسي في الجنة آكل طعامها وأشرب من شرابها وأجاور من فيها وأصيب من أشتهي ثم قلت أي نفس ما تمنين قالت أتمنى أن أرجع إلى الدنيا فأزداد من العمل كيما أزداد من الثواب ثم مثلت نفسي في النار آكل من زقومها وأشرب من حميمها ثم قلت أي نفس ما تمنين قالت أتمنى أن أرجع إلى الدنيا فأتوب كيما أنجو مما أنا فيه فقلت لها أي نفس فأنت في أمنيتك فاعملي

حدثنا آدم ثنا شعبة عن عمرو بن دينار عن جابر رضي الله عنه قال النبي صلى الله عليه وسلم إذا جاء أحدكم والإمام يخطب فليركع ركعتين قال البخاري وبه نأخذ

قال البخاري قال بعضهم من لا يعلم ويعلم أنه لا يعلم فهو عالم

حدثنا أحمد ثنا أبو بكر عن أبي حصين عن أبي صالح عن أبي هريرة قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله أوصني وأقلل لعلي أعيه قال لا تغضب فأعاد مرارا كل ذلك يقول لا تغضب

حدثنا مسدد ثنا أبو الأحوص عن سعيد بن مسروق عن أبي حازم عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس الشديد من غلب الناس ولكن الشديد من غلب نفسه

حدثنا الفضل بن المقاتل ثنا عمر بن إبراهيم بن كيسان قال مكث أبي [illegible] رحمه الله ثلاثين سنة لا يتكلم بكلمة يؤذي بها جليسه

حدثنا محمد بن سلام عن ابن عيينة [illegible] سمعت أبا عبد الله المنذري يقول سمعت سالم بن عبد الله رحمه الله في حل يقول فعلت كذا وفعلت كذا فقال ملك الشام بن عيينة فقال أشغلني منك عملك قال الله سبحانه وتعالى وأعرض عن الجاهلين

حدثنا إبراهيم بن موسى أخبرنا ابن أبي زائدة أخبرني أبي عن خالد بن سلمة عن البهي عن عروة عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لها دونك فانتصري

حدثنا مسدد ثنا يحيى بن سعيد عن ثور حدثني حبيب بن عبيد عن المقدام بن معدي كرب وكان قد أدركه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم إذا أحب أحدكم أخاه فليعلمه أنه يحبه

سمعت موسى بن إسماعيل سمعت أبا عاصم يقول ما اغتبت أحدا منذ علمت أن الغيبة تضر أهلها

حدثنا مسدد ثنا إسماعيل بن إبراهيم ثنا زياد بن مخراق عن معاوية بن قرة عن أبيه قال قال رجل يا رسول الله إني لأذبح الشاة وأنا أرحمها أو إني لأرحم الشاة أن أذبحها فقال والشاة إن رحمتها رحمك الله مرتين

حدثنا إبراهيم بن المنذر ثنا معن عن معاوية عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه عن نواس بن سمعان الأنصاري أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن البر والإثم فقال البر حسن الخلق والإثم ما حاك في نفسك فكرهت أن يطلع عليه الناس

حدثنا أبو اليمان أنا شعيب عن الزهري حدثني سالم عن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على المنبر يقول ألا إن الفتنة ها هنا يشير إلى المشرق من حيث يطلع قرن الشيطان

حدثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث حدثني عقيل عن ابن شهاب أخبرني سالم بن عبد الله

الورقة الخامسة من نسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش

ابن عمر رضي الله عنهما عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب الناس فقال
إن الفتنة ههنا ههنا من حيث يطلع قرن السلطان يعني المشرق
حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا كثير عن عمرو عن علقمة عن يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب
عن عبد الله بن الزبير قال قال الزبير رضي الله عنه لما نزلت ثم إنكم يوم
القيامة عند ربكم تختصمون قال الزبير يا رسول الله أيكرر علينا الخصومة بعد
التي كان بيننا في الدنيا قال نعم قلت إن الأمر لشديد
حدثنا عبد الله أبو ثابت المدني قال [illegible] طلحة الوقاصي عن محمد بن عمرو
عن يحيى بن عبد الرحمن سمعت عبد الله بن الزبير يقول لما نزلت ثم إنكم يوم القيامة
عند ربكم تختصمون قال الزبير يا رسول الله أيكرر علينا ما كان بيننا في الدنيا
مع خواص الذنوب قال نعم ليكررن عليكم حتى يؤدى إلى كل ذي حق حقه
قال الزبير رضي الله عنه والله إن الأمر لشديد قال النخاسي ورواه حاجب
سلم عن [illegible] عن الحسن قال الزبير ورواه شداد بن سعيد عن غيلان عن مطرف
قال قال الزبير والخاطر [illegible] لبيت الأول
حدثنا أبو الربيع سليمان بن داود ثنا يعقوب القمي ثنا جعفر هو ابن المغيرة عن سعيد
ابن جبير عن ابن عمر قال لما نزلت ثم إنكم يوم القيامة عند ربكم تختصمون لم ندر ما
تفسيرها حتى وقعت الفتنة فقلنا هذا الذي وعدنا ربنا أن نختصم فيه
حدثنا محمد بن كثير أنا سليمان بن كثير عن الزهري عن عروة عن أسامة بن زيد أن
النبي صلى الله عليه وسلم قال هل ترون ما أرى إني أرى الفتن تقع خلال بيوتكم
حدثنا الفضل بن دكين ثنا ابن عيينة عن الزهري عن عروة عن أسامة قال
قال النبي صلى الله عليه وسلم هل ترون ما أرى إني لأرى مواقع الفتن خلال
بيوتكم كمواقع القطر

حدثنا عبدان ثنا عبد الله أنا معمر عن الزهري عن عروة عن كرز بن علقمة
قال قال أعرابي للنبي صلى الله عليه وسلم هل للإسلام منتهى قال نعم أيما أهل بيت من العرب
أو العجم أراد الله بهم خيرا أدخل عليهم الإسلام ثم تقع الفتن كأنها الظلل قال الأعرابي
كلا قال بلى والذي نفسي بيده ثم تعودون فيها أساود صبا يضرب بعضكم رقاب بعض
حدثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث حدثني نافع عن عبد الله بن عمر [illegible] رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهو مستقبل المشرق يقول ألا إن الفتنة ههنا ألا إن الفتنة
ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان
حدثنا سعيد بن محمد الجرمي ثنا يعقوب بن إبراهيم ثنا أبي عن صالح ثنا الأعرج أن
عبد الله أخبره عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه
حدثنا خالد بن مخلد ثنا سليمان بن بلال أنا عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما
قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يشير إلى المشرق فقال ألا إن الفتنة ههنا
إن الفتنة من حيث يطلع قرن الشيطان
حدثنا آدم بن أبي إياس ثنا شعبة ثنا عقبة بن عبد الرحمن سمعت أبي كريب عن
أبي بكرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم [illegible]
الفتنة في الدنيا [illegible] الرحمن الرحيم
حدثنا عبد الله بن طلحة [illegible] عن [illegible] عن أمه عن [illegible]
أنه [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم فقال [illegible] أسلموا [illegible]
وجهلوا على [illegible]
فلا تزال معك من الله ظهير ما دمت على ذلك
حدثنا محمد بن كثير ثنا سفيان عن الأعمش والحسن بن عمرو وفطر عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو

قال سفيان ولم يرفعه الأعمش إلى النبي صلى الله عليه وسلم ورفعه الحسن وفطر إلى النبي
صلى الله عليه وسلم قال ليس الواصل بالمكافئ ولكن الواصل الذي إذا قطعت رحمه وصلها
حدثنا مالك بن إسماعيل ثنا عيسى بن عبد الرحمن عن طلحة عن عبد الرحمن بن عوسجة عن
البراء رضي الله عنه قال جاء أعرابي فقال يا نبي الله علمني عملا يدخلني الجنة قال لئن
كنت أقصرت الخطبة لقد أعرضت المسألة أعتق النسمة وفك الرقبة قال أوليستا
واحدة قال لا عتق النسمة أن تعتق النسمة وفك الرقبة أن تعين على الرقبة والمنيحة
الوكوف والفيء على ذي الرحم الظالم فإن لم تطق ذلك فأمر بالمعروف وانه عن المنكر
فإن لم تطق فكف لسانك إلا من خير
حدثنا أبو اليمان أنا شعيب عن الزهري أخبرني عروة بن الزبير أن حكيم بن
حزام أخبره أنه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيت أمورا كنت أتحنث
بها في الجاهلية من صلة وعتاقة وصدقة هل لي فيها أجر قال حكيم قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم أسلمت على ما سلف من خير
حدثنا عبد الرحمن بن شيبة ثنا ابن أبي الفديك عن محمد عن بكير بن عبد الله بن الأشج
عن سليمان بن يسار عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ورضي عنها أنها أعتقت جارية
لها فدخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت له فقال آجرك الله
أما إنك لو أعطيتها أخوالك كان أعظم لأجرك
حدثنا عبد الله بن صالح حدثني بكر بن مضر عن عمرو وهو ابن الحارث عن بكير
عن كريب مولى ابن عباس أن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أعتقت وليدة لها
فقال لها لو وصلت بعض أخوالك كان أعظم لأجرك
باب
حدثنا بشر بن محمد أنا عبد الله أنا معاوية بن أبي مزرد سمعت عمي سعيد بن
كيسان عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم إن الله خلق الخلق حتى إذا فرغ من خلقه

قالت الرحم هذا مقام العائذ بك من القطيعة قال نعم أما ترضين أن أصل من وصلك
وأقطع من قطعك قالت بلى يا رب قال فهو لك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاقرؤوا إن شئتم فهل عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض وتقطعوا أرحامكم
أولئك الذين لعنهم الله فأصمهم وأعمى أبصارهم
حدثنا عبد الله بن يوسف ثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب سمعت عروة
يقول قالت عائشة رضي الله عنها فرجع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى خديجة رضي الله
عنها ترجف بوادره فدخل وقال زملوني زملوني فلما سري عنه قال يا خديجة
ما لي لقد أشفقت على نفسي قالت خديجة رضي الله عنها أبشر فوالله لا يخزيك
الله أبدا إنك لتصدق الحديث وتصل الرحم وتحمل الكل وتقري الضيف
وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة إلى ورقة بن نوفل بن أسد وكان
امرأ شيخا أعمى يقرأ الإنجيل بالعربية قالت له خديجة أي عم اسمع من ابن أخيك فقال
له ورقة يا ابن أخي ماذا ترى فأخبره خبر ما رأى فقال ورقة هذا الناموس
الذي أنزل الله على موسى يا ليتني فيها جذعا يا ليتني أكون حيا حين يخرجك قومك
قال أومخرجي هم قال نعم لم يأت رجل قط بما جئت به إلا عودي وإن يدركني يومك
أنصرك نصرا مؤزرا
حدثنا سليمان بن عبد الرحمن ثنا الوليد بن مسلم ثنا عبد الله بن العلاء وعمر أنهما
سمعا بلال بن سعد عن أبيه رضي الله عنه أنه قال يا رسول الله ما الخليفة من بعدك
قال مثل الذي لي ما عدل في الحكم وقسط في القسط ورحم ذا الرحم فمن فعل غير ذلك فليس
مني ولست منه قال يعني الطاعة في طاعة الله والمعصية في معصية الله عز وجل
حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا الليث عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه أنه قال
أعتق رجل من بني عذرة عبدا له عن دبر فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال

لك مال عمر قال لا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يشتريه مني فاشتراه
نعيم بن عبد الله النحام بثمانمائة درهم فجاء بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فدفعها
إليه قال ابدأ بنفسك فتصدق عليها فإن فضل شيء فعن قرابتك فهكذا وهكذا
يقول بين يديك وعن يمينك وعن شمالك

حدثنا آدم بن أبي إياس حدثنا شعبة قال ابن أبي ذئب حدثنا سعيد بن سمعان سمعت
أبا هريرة رضي الله عنه يتعوذ من إمارة الصبيان والسفهاء فقال سعيد بن
سمعان فأخبرني ابن حسنة الجهني أنه قال لأبي هريرة ما آية ذلك قال أن
تقطع الأرحام ويطاع المغوي ويعصى المرشد

حدثنا محمد بن عبد الواحد بن عنبسة بن عبد الواحد حدثني جدي عن بيان بن
بشر عن قيس بن أبي حازم عن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم ينادي سرا غير جهر إنما وليي الله والذين آمنوا ولكن لهم رحم
أبلها ببلالها

حدثنا آدم بن أبي إياس حدثنا شعبة عن سليمان التيمي قال سمعت أبا عثمان النهدي
عن أسامة بن زيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ما تركت بعدي فتنة أضر على
الرجال من النساء

آخر الكتاب والحمد لله على كل حال

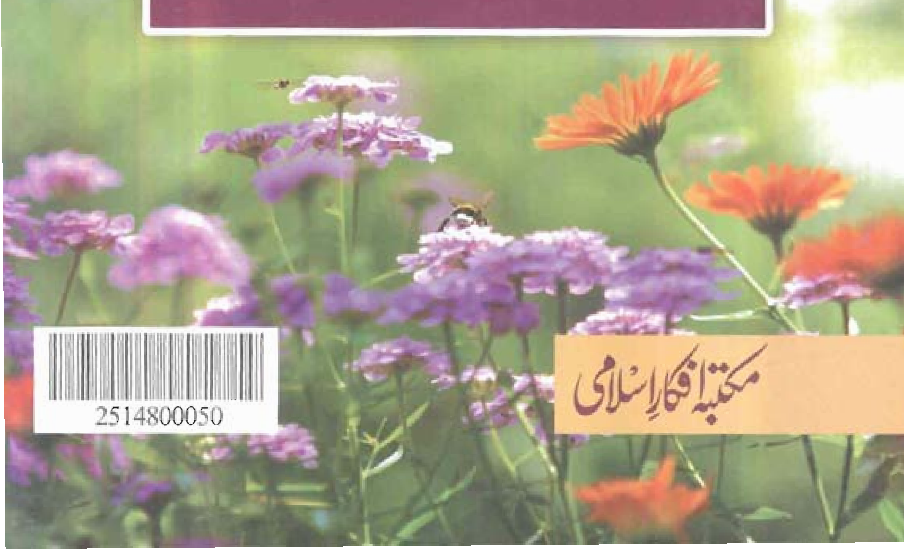
علقه لنفسه العبد محمد بن منصور بن علي الحسني [illegible] ٢٨ [illegible] سنة ٨٨٧
[illegible] جامع الأزهر [illegible] اللهم صل على سيدنا محمد وآله وسلم

انتهى سماعه على الشيخ محمد [illegible] الكتاني العلامة الفاضل
محمد بن أحمد [illegible] النور [illegible]
[illegible] سنة [illegible]

الورقة الأخيرة من نسخة مكتبة القصر الملكي العامرة بمراكش

امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب بر الوالدین کی تحقیق وتخریج اور ترجمہ وشرح

عظمتِ والدین
اور
خدمتِ والدین



مکتبہ افکارِ اسلامی

2514800050